علمی®

پنجاب یونیورسٹی لاہور، جی سی یونیورسٹی فیصل آباد، سرگودھا یونیورسٹی، یونیورسٹی آف گجرات،
بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان اور پاکستان کی تمام یونیورسٹیز کے جدید ترین سلیبس اور پیٹرن کے عین مطابق

حدیث نبوی ﷺ 1

پرچہ دوم پنجاب یونیورسٹی لاہور

مطالعہ متن حدیث 1

گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد

www.KitaboSunnat.com

بی ایس اسلامیات (چار سالہ)

کثیر الانتخابی سوالات، مختصر سوالات، انشائیہ سوالات اور یونیورسٹیز کے حل شدہ پیپرز

پروفیسر ایم طارق محمود

ILMI
علمی
کتاب خانہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

پنجاب یونیورسٹی لاہور، جی سی یونیورسٹی فیصل آباد، سرگودھا یونیورسٹی، یونیورسٹی آف گجرات، بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان
اور تمام پاکستان کی یونیورسٹیز کے جدید ترین سلیبس اور پیٹرن کے عین مطابق

علمی

حدیثِ نبوی ﷺ : ۱

(پرچہ دوم، پنجاب یونیورسٹی لاہور)

مطالعہ متن حدیث۔۱

(گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد)

بی ایس اسلامیات (چار سالہ)

کثیر الانتخابی سوالات، مختصر سوالات، انشائیہ سوالات اور یونیورسٹیز کے حل شدہ پیپرز

مصنف و مؤلف

پروفیسر ایم طارق محمود

ایم اے اسلامیات، ایم اے عربی (گولڈ میڈلسٹ)، پی ایچ ڈی اسکالر
(گورنمنٹ میونسپل پوسٹ گریجوایٹ کالج عبداللہ پور فیصل آباد)

علمی کتاب خانہ

0300-6633430

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علمی حدیث نبوی ﷺ I: (پرچہ دوم)

پروفیسر ایم طارق محمود

ناشر: علمی کتاب خانہ

کبیر سٹریٹ' اردو بازار' لاہور (پاکستان)
www.ilmikitabkhana.com

حقوقِ اشاعت 20-2019ء علمی کتاب خانہ (پاکستان)

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔ اس شائع کردہ مواد کا کوئی بھی حصہ عکسی' میکانی' فوٹو کاپی یا کسی دیگر طریقہ سے' ناشر کی تحریری اجازت کے بغیر' چھاپنا' ریکارڈ کرنا یا ترسیل کرنا خلاف قانون ہے۔ اس فعل کے مرتکب فرد/افراد کے خلاف ضابطہ دیوانی و فوجداری کے تحت قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے گی جو ہرجانہ/جرمانہ وسزا یا دونوں ہو سکتی ہیں لہٰذا احتیاط کریں۔

ٹریڈ مارک: علمی' علمی کتاب خانہ اور اُس کا لوگو علمی کتاب خانہ' پاکستان کے رجسٹرڈ ٹریڈ مارک ہیں' یہ تحریری اجازت کے بغیر استعمال نہیں ہو سکتے۔

عرضِ ناشر: چھپائی سے قبل اس امر کا پورا خیال رکھا گیا کہ مواد ہر قسم کی غلطی سے مبرا ہو تاہم اس بات کا امکان ہوسکتا ہے کہ کوئی غلطی نادانستہ طور پر رہ گئی ہو۔ ادارہ ہذا ناشر/مؤلف اور مصنف اس قسم کی غلطی کے ذمہ دار نہ ہوں گے۔ اگر شائع شدہ مواد سے کسی فرد یا افراد کو کسی قسم کا نقصان پہنچے یا پہنچنے کا احتمال ہو تو بھی ناشر/مؤلف اور مصنف اس قسم کے نقصان وغیرہ کے ذمہ دار نہ ہوں گے۔

مصنف/مؤلف کی پوری کوشش رہی کہ مواد ہر طرح کی غلطی سے پاک ہو تاہم اس کے باوجود بھی بتقاضائے بشریت غلطی کا امکان ہوسکتا ہے۔ اگر قاری کی نظر سے کوئی بھی غلطی گزرے تو براہِ کرم ادارہ ہذا کو ضرور مطلع کریں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس کی تصحیح ہو سکے۔

دیگر معلومات کے لیے ان نمبرز پر رابطہ کریں۔ لاہور: 37353510-37248129(042) اسلام آباد: 2656050(051) یا

ای میل: contactus@ilmikitabkhana.com

Printed & Bound in Pakistan

قیمت: -/195 روپے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عرضِ مؤلّف

تمام تعریفات کی مستحق اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو تمام کائنات کا خالق و مالک اور رازق ہے' پھر درود و سلام ہو اس کے محبوب پر جس کی بدولت کائنات بنائی اور سجائی گئی' اسی لیے جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے وہاں اس کے محبوب نبی کا تذکرہ ناگزیر ہے' اسی آسمانی اور الہامی اسلوب کو سامنے رکھتے ہوئے بی ایس اسلامیات کے سلیبس میں قرآن کے ساتھ حدیث کا دوسرا پرچہ شاملِ نصاب کیا گیا' تاکہ اللہ کے محبوب نبی کی باتیں ہم تک پہنچ سکیں اور ہم اس پر عمل کر کے جنت کے مستحق بن سکیں۔

اللہ تعالیٰ کا کروڑہا بار شکر ہے کہ اس نے مجھ ناچیز سے کام لیا اور قرآنِ مجید کے بعد حدیث شریف جیسے مقدس موضوع پر لکھنے کی استطاعت دی' مجھے اُمید ہے کہ یہ کتاب بی ایس چار سالہ پروگرام کے طلبہ کے لیے بے حد مفید ہوگی' میں نے ہر ممکن کوشش کی کہ اس میں کسی قسم کا سقم نہ رہے اور معیار برقرار رہے تاہم اگر محترم اساتذہ کرام اس میں کسی قسم کا کوئی سقم دیکھیں تو مہربانی فرما کر اس سے آگاہ فرمائیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں اسے بہتر بنایا جا سکے' اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

والسلام

پروفیسر ایم طارق محمود

(ایوارڈ یافتہ ایجوکیشن بورڈ، فیصل آباد)

گورنمنٹ میونسپل ڈگری کالج فیصل آباد

0300-6696430

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انتساب

بے حد احترام کے ساتھ

والد محترم مولانا محمد اکالگڑھی مرحوم کے نام

جنھوں نے اپنی تمام زندگی دین کی آبیاری میں گزاری

پروفیسر ایم طارق محمود
0300-6696430

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست

حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم :۱

1	سنت وحدیث کا معنی ومفہوم	1
2	سنت وحدیث کی اہمیت	2
3	سنت وحدیث کی حجیت	3
4	مشہور کتب حدیث کا تعارف	8
5	الجامع الصحیح للبخاری	8
6	الجامع الصحیح لمسلم	14
7	سنن الترمذی	18
8	سنن ابو داؤد	20
9	سنن النسائی	23
10	سنن ابن ماجہ	25
11	مطالعہ متن حدیث	27
12	الجامع الصحیح للبخاری کی کتاب الایمان کا ترجمہ وتشریح	27
13	الجامع الصحیح المسلم کی کتاب الصلوٰۃ کا ترجمہ وتشریح	56
14	الجامع الصحیح المسلم کی کتاب الزکوٰۃ کا ترجمہ وتشریح	71
15	سنن ابی داؤد کی کتاب الصوم کا ترجمہ وتشریح	88
16	سنن الترمذی کی کتاب الحج کا ترجمہ وتشریح	100
17	ریاض الصالحین	115

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

18	باب فضل الزھد فی الدنیا والحث علی التقلل منھا وفضل الفقر	116
19	باب فضل الذکر والحث علیہ	130
20	کتاب الدعوات	146
21	موطا امام مالکؒ (سلیبس گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد)	154
22	موطا امام مالکؒ سے منتخب متن کا مطالعہ	155
23	الجامع الصحیح للبخاری سے منتخب متن کا مطالعہ (کتاب المناقب)	173
24	صحیح المسلم کے متن کا مطالعہ (کتاب الجھاد والسیر)	187
25	سنن ابی داؤد سے منتخب کتاب الصلوٰۃ کے متن کا مطالعہ	198
26	جامع ترمذی سے منتخب متن کا مطالعہ	209
27	ابن ماجہ سے منتخب متن کا مطالعہ (کتاب السنۃ)	217
28	مستدرک امام حاکم سے منتخب کتاب الجنائز کا مطالعہ	223
29	سنن نسائی سے منتخب متن کا مطالعہ (کتاب البیوع)	225
30	معروضی سوالات	229
31	پرچہ جات	237

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حدیث نبوی ﷺ :ا

حصہ نصاب پنجاب یونیورسٹی بی ایس (چار سالہ)

حدیث وسنت کا معنی ومفہوم

حدیث کا لغوی مفہوم: حدیث کا لغوی معنی گفتگو، نئی چیز، کلام اور خبر ہے، حدیث کی جمع احادیث آتی ہے۔ جیسے نبی ﷺ نے فرمایا:

فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ

ترجمہ: بے شک بہترین حدیث اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ (صحیح مسلم: 867)

حدیث کا اصطلاحی مفہوم: رسالت مآب ﷺ کے قول، فعل اور تقریر کو حدیث کہتے ہیں۔

حدیث کی اقسام: حدیث کی تین قسمیں ہیں:

1. **قولی حدیث:** جس میں رسول کریم ﷺ کا قول بیان ہوا ہو۔ جیسے آپ ﷺ کا فرمان ہے:

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ، وَإِنَّمَا لِامْرِیءٍ مَا نَوٰى

ترجمہ: ''تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، بے شک ہر آدمی کو وہی ملے گا جس کی وہ نیت کرے گا۔'' (صحیح بخاری: 1)

2. **فعلی حدیث:** رسولِ کریم ﷺ نے جو کام کیا ہو اس کا نام فعلی حدیث ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

ترجمہ: ''نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے''۔

سنتِ مطہرہ نے نماز کی پوری تفصیل بیان فرمائی کہ کتنی نمازیں پڑھنی ہیں؟ ان کے اوقات کیا ہیں؟ ان کی رکعتوں کی تعداد کیا ہے؟ نماز کی شرطیں اور ارکان کون کون سے ہیں؟ سرورِ دو عالم ﷺ نے نماز کا عملی نمونہ ہمارے سامنے بیان فرمایا اور ارشاد فرمایا:

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي (صحیح بخاری: 595)

ترجمہ: نماز ایسے ادا کرو جس طرح تم مجھے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھتے ہو۔

3) **تقریری حدیث:** جس میں رسول کریم ﷺ کے تقریری اعمال کا ذکر پایا جائے۔ تقریر سے مراد وہ اعمال ہیں، جو آپ ﷺ کے سامنے مختلف مواقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سرانجام دیے اور آپ ﷺ نے ان کو ان کاموں کے کرنے سے منع نہیں کیا۔ اس کی مثال حضور ﷺ نے غسل فرض ہونے کی صورت میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے تیمم کرنے کے اجتہاد کو برقرار رکھا۔

سنت کا لغوی مفہوم: لغت میں سنت راستے، طریقے اور عمل کو کہتے ہیں۔ اپنے لغوی معنی کے اعتبار سے سنت رسول اکرم ﷺ کے عمل اور کام کو کہتے ہیں۔

سنت کا اصطلاحی مفہوم: شرعی اصطلاح میں سنت کا مطلب رسول اللہ ﷺ کا طریقہ ہے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میرے طریقہ پر چلنے سے گریز کیا وہ مجھ سے نہیں۔ (صحیح بخاری)

حدیث اور سنت میں فرق: حضور ﷺ کے قول و فعل اور تقریر کو حدیث جب کہ آپ ﷺ کے معمولات، عادات اور طریقے کا نام سنت ہے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سنت و حدیث کی اہمیت

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو تمام شعبہ ہائے زندگی میں کامیاب ہونے کے لیے عملی رہنمائی فراہم کرتا ہے' اسلام ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ دین ہے اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا دین اسے پسند نہیں۔ دینِ اسلام کی بنیادی تعلیمات قرآن و سنت کی صورت میں محفوظ ہیں' اس عملی دین کا مکمل نمونہ رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے۔ اسلام کے تمام بنیادی اصول اور تعلیمات قرآنِ مجید میں موجود ہیں مگر اس کی تشریح اور وضاحت رسول اللہ ﷺ کی سنت اور احادیثِ مبارکہ میں ملتی ہے' یہ وضاحت اور تشریح نبی کریم ﷺ کی ذاتی سوچ اور فکر پر مشتمل نہیں' بلکہ الہامی ہے' کیوں کہ پیغمبر اللہ کے حکم کے بغیر کوئی کلمہ زبان سے نہیں کہتے۔

اطاعت رسول ﷺ کا ذریعہ احادیث: حدیث کا موضوع حضور ﷺ کی ذات و صفات ہیں۔ تمام احادیثِ مبارکہ میں آپ ﷺ کے اقوال و افعال اور حالات و اُسوۂ حسنہ کا بیان ہے' علمِ حدیث کو حاصل کرنے کا مقصد رسول کریم ﷺ کی اطاعت و اتباع ہے' کیوں کہ آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس واجب الاحترام ہے اور نبی ﷺ کو اس لیے مبعوث کیا گیا تاکہ آپ ﷺ کی اطاعت کی جائے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی اطاعت کو بھی ضروری ٹھہرایا گیا ہے' کیوں کہ اطاعتِ رسول ﷺ کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا اور اطاعتِ رسول ﷺ کا واحد ذریعہ ہمارے پاس احادیثِ رسول ﷺ ہیں۔

عبادات و احکام کی وضاحت: قرآن مجید میں اعمال' عبادات' احکام' آداب اور امر و نہی کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس کا عملی مظہر سنتِ رسول ﷺ اور احادیثِ مبارکہ ہیں' قرآن مجید میں نماز اور زکوٰۃ کی بہت تاکید کی گئی ہے جب کہ اس کے عملی طریقے سنتِ رسول ﷺ سے ہی ملتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور دین کا ستون ہے۔ اس کی ادائیگی کے بارے میں ارشاد ہے:

"صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ

ترجمہ: نماز ایسے ادا کرو جس طرح تم مجھے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھتے ہو۔ (صحیح بخاری' 595)

ارکان حج کی وضاحت: اسی طرح قرآنِ مجید میں مناسکِ حج کا ذکر ہے مگر ان مناسک کی ادائیگی کا طریق کار' اوقات اور ترتیب حضور ﷺ نے خود سمجھائی ہے اسی طرح روزہ کا حکم بھی قرآن میں آیا ہے۔ اس کی شرائط و ارکان اور کن چیزوں سے بچنا لازم ہے' یہ سب حضور ﷺ کی حدیث و سنت کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لیے آپ ﷺ نے خود فرمایا:

خُذُوْا عَنِّيْ مَنَاسِكَكُمْ

ترجمہ: مجھ سے حج کے مناسک سیکھو۔ (السنن الکبریٰ للبیھقی' جلد 5' ص: 125)

جہاد کی تفصیلات کا ذکر: اسلام کا اعلیٰ ترین درجہ جہاد فی سبیل اللہ کو قرار دیا گیا اور جہاد کی تمام تفصیلات اور شرائط نبی کریم ﷺ کی عملی زندگی سے ملتی ہیں معاملات و اخلاقیات کے اصول و قواعد بھی مجمل طور پر قرآن میں ملتے ہیں مگر ان کی تفصیلات حضور ﷺ کی عملی زندگی سے ملتی ہیں اس لیے جہاں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے وہاں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا بھی حکم دیا گیا ہے اور اطاعتِ رسول ﷺ ہی کو اطاعتِ الٰہی قرار دیا گیا ہے' فرمایا:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ج

جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔(النساء:80)

حضور ﷺ نے خود فرمایا:

مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَ مَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ

ترجمہ: جس نے میری اطاعت کی اس نے درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے گویا اللہ کی نافرمانی کی۔(صحیح مسلم:4726) نیز فرمایا:

''میری تمام اُمت جنت میں داخل ہوگی سوائے اس شخص کے جس نے انکار کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! جنت میں جانے سے انکار کون کرے گا' آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے میرا انکار کیا۔''(صحیح بخاری:2146)

گویا کہ مسلمانوں کو یہ بتایا گیا ہے کہ ان کی دنیوی اور اُخروی کامیابی اس بات میں پوشیدہ ہے کہ وہ اطاعتِ رسول ﷺ کو اپنا شعار بنائیں اور آپ ﷺ جس چیز کا حکم دیں اس پر عمل کریں اور جس سے روکیں اس سے رُک جائیں۔

سنت وحدیث کی حجیت

حدیث مآخذ شریعت ہے اور اسلامی شریعت میں اسے دلیل و حجت کی حیثیت حاصل ہے اور حضور ﷺ کے ارشادات تشریعی حیثیت رکھتے ہیں۔ خود نبی کریم ﷺ نے اپنی حدیث کو قرآنِ مجید کی مانند قرار دیا اور فرمایا:

''غور سے سنو! بے شک ایک مرد کو میری طرف سے حدیث پہنچے گی اور وہ تخت پر ٹیک لگائے کہے گا کہ ہمارے اور تمھارے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب موجود ہے' لہٰذا اس میں جس چیز کو ہم حلال پائیں گے اس کو حلال سمجھیں گے اور جس چیز کو حرام پائیں گے اسے حرام سمجھیں گے حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ نے جس چیز کو حرام ٹھہرایا ہے اس کی حرمت اللہ تعالیٰ کے حرام قرار دینے کی مانند ہے۔''(بخاری و مسلم)

پھر حضور ﷺ فرماتے ہیں: ''بے شک مجھے قرآن اور اس کی مثل ایک اور چیز (حدیث) دی گئی ہے۔(ابوداؤد:4202)

حدیث کی اسی حجیت کی بنا پر رسول اللہ ﷺ نے حدیث کی اتباع اور پیروی اور اس کے احکامات پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے' کیوں کہ اگر حدیث کی تشریعی حیثیت کو تسلیم نہیں کیا جائے گا تو اس کی مدد سے قرآن مجید کے احکامات اور مسائل کو سمجھنے میں دشواری آئے گی۔

حدیث کی حجیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہدایت و رہنمائی کے لیے رسول مبعوث کیے اور ان انبیا نے احکامِ الٰہی کو لوگوں تک پہنچایا' مگر ان احکامِ الٰہی میں اپنی مرضی و منشا سے کچھ بھی شامل نہیں کیا۔

قرآنِ مجید میں حضور ﷺ کے بارے میں فرمایا گیا:

وَ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰی ○

ترجمہ: ''اور آپ ﷺ اپنی مرضی سے کلام نہیں کرتے بلکہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کی جاتی ہے وہی بیان کرتے ہیں''۔(النجم:4-3)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

جس طرح انبیاء کرام اپنی مرضی سے اپنی زبان کو حرکت نہیں دیتے اسی طرح ان کے اعمال بھی اللہ کی مرضی کے مطابق ہوتے ہیں کیوں کہ نبی کا ہر عمل اللہ کی نگرانی اور اس کی رہنمائی میں ہوتا ہے جیسے ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: ''اور ایک کشتی ہمارے حکم سے ہمارے روبرو بناؤ۔'' (ھود: 37)

جب نبی کا ہر قول وفعل اللہ کی نگرانی میں ہوتا ہے تو اس کی ہر بات حجت ہے۔ اسی لیے فرمایا گیا:

مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ج

ترجمہ: جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی گویا اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ (النساء: 80)

منصب نبوت کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ انبیا کرام کو وہ علم عطا کرتا ہے جو حواسِ خمسہ، عقل یا کسی اور ذریعہ سے حاصل نہیں ہوسکتا' بلکہ وحی کے ذریعہ ملتا ہے جس کی بنا پر غیب کی خبروں سے آگاہی ملتی ہے اور یہ وہ واحد ذریعہ علم ہے' جسے حجت تسلیم کیا جاتا ہے۔ اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ حدیث حجت ہے۔

خلفائے راشدین اور حجیت حدیث: خلفائے راشدین حجیتِ حدیث کے قائل تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حجیت حدیث: حدیث کے سلسلے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا طرزِ عمل یہ تھا کہ آپؓ کے سامنے جب کوئی معاملہ پیش ہوتا تو آپؓ پہلے کتاب اللہ میں اس کا حکم تلاش کرتے' اگر وہاں نہ ملتا تو سنتِ رسول ﷺ میں اس کی نظیر تلاش کرتے' اگر خود ان کو اس بات میں کسی سنت کا علم حاصل نہ ہوتا تو باہر نکل کر دوسرے مسلمانوں (صحابہؓ) سے دریافت فرماتے، پھر ایسا ہوتا تھا کہ بعض اوقات کئی کئی آدمی اکٹھے ہو کر بتاتے تھے کہ ہاں اس صورت میں آپ ﷺ نے یہ فیصلہ کیا تھا، اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے' اللہ کا شکر ہے جس نے ہم میں سے ایسے لوگ بنائے جو پیارے نبی ﷺ کی باتیں یاد رکھتے ہیں۔

آپ ﷺ کی وفات کے بعد سب سے مشکل مسئلہ یہ سامنے آیا کہ آپ ﷺ کا جانشین کس کو مقرر کیا جائے تو اس مسئلہ کا حل بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کی سنت میں تلاش کیا۔

پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اختلاف رائے تھی کہ آپ ﷺ کو کہاں دفن کیا جائے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہر نبی اپنی اس خواب گاہ کے نیچے مدفون ہوتا ہے جہاں اس کی روح قبض کی گئی ہو۔ یہ سنتے ہی سارا اختلاف ختم ہو گیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حجیت حدیث میں مؤقف: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا طرزِ عمل بھی احادیث کے بارے میں وہی تھا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خلیفہ وقت ہونے کی حیثیت سے قاضی شریح رحمہ اللہ کو ایک خط میں لکھا تھا:

''اگر آپ کتاب اللہ میں کوئی حکم پائیں تو اس کے مطابق فیصلہ کریں۔ اس کی موجودگی میں دوسری چیز کی طرف توجہ نہ دیں۔ اگر معاملہ کا حل کتاب اللہ میں نہ ملے تو اس کا فیصلہ اس قانون کے مطابق ہوگا جس پر اجماع ہو چکا ہو۔'' (ابن قیم رحمہ اللہ)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حجیت حدیث: حضرت عثمانؓ کی خلافت کی بیعت صحابہ کرامؓ نے اس شرط پر

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کی کہ وہ شیخین کی طرح احتساب کریں گے۔" تاریخ کامل" وغیرہ میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کرتے وقت بایں الفاظ بیعت لی تھی" ہم آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت اس شرط پر کرتے ہیں کہ آپ کتاب اللہ، رسول اللہ ﷺ کی سنت اور دونوں سابق خلفا کی روش پر عمل کریں گے۔" (الکامل)

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حجیت حدیث: حجیتِ حدیث کے بارے میں بارے میں حضرت علیؓ کے مؤقف کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس چند مرتد لائے گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو جلانے کا حکم دیا۔ حضرت ابنِ عباسؓ نے حدیث پیش کی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "کسی کو آگ کا عذاب نہ دو" (ترمذی) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا: حضرت ابنِ عباسؓ سچ کہتے ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اور حجیت حدیث: آپ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کی بہت سی سنتیں قائم کیں۔ جن کو اختیار کرنا کتاب اللہ کی تصدیق کے ہم معنی ہے، اس پر عمل پیرا ہونے سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں کمال پیدا ہوتا ہے اور اس کے دین کے لیے قوت و طاقت میں فراوانی ہوتی ہے، ان سنتوں میں تغیر و تبدل جائز نہیں اور نہ ہی ان کی مخالفت کی جاسکتی ہے، جس نے ان پر عمل کیا اس نے ہدایت پائی، جس نے ان کو تھام لیا اس نے غلبہ پایا، جس نے ان کی مخالفت کی اس نے مومنین کی راہ چھوڑ کر دوسرے راستے کی پیروی کی۔ (الاعتصام شاطبی، ج1 صفحہ 103)

حدیث کی حجیت پر اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم: صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ وفات پاگئے اور عرب کے کچھ لوگ مرتد ہوگئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اعلان فرمایا کہ اللہ کی قسم میں ہر شخص کے خلاف لڑوں گا جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق روا رکھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تم یہ لڑائی کیسے لڑو گے جبکہ نبی اکرم ﷺ فرما چکے ہیں:

أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَإِذَا قَالُوهَا عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا.

ترجمہ: مجھے لوگوں سے جب تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کا اقرار نہ کرلیں' جنگ کا حکم دیا گیا ہے۔ ہاں جب وہ کلمہ توحید کا اقرار کرلیں گے تو ان کا خون اور مال محفوظ ہے' مگر اسلام کے حق میں کوتاہی کریں گے تو پھر نہیں۔

اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا کہ کیا زکوٰۃ اسلام کا حق ہے؟ اللہ کی قسم! اگر انھوں نے بکری کے ایک بچے کی ادائیگی بھی نبی ﷺ کے زمانہ کے خلاف روک لی تو میں جنگ کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے سمجھ لیا کہ جنگ کے لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سینہ اللہ نے کھول دیا ہے اور یہ بھی سمجھ لیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ حق پر ہیں۔ پھر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس سلسلہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اتفاق کرتے ہوئے مرتدین کے خلاف جنگ کی۔ اس پر کچھ لوگ تو دوبارہ مسلمان ہوگئے۔ اور جو لوگ ارتداد پر مصر رہے وہ قتل کردیے گئے۔ یہ واقعہ عظمت حدیث اور اس کے واجب العمل ہونے پر بڑی واضح دلیل ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہی دوسرا واقعہ ہے کہ دادی اپنے پوتے کی میراث کے سلسلہ میں ان کے پاس آتی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ قرآن نے تو تمھیں کچھ دیا نہیں اور نبی اکرم ﷺ کا فیصلہ کا مجھے علم نہیں۔ تو جا! میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے معلومات لینے کے بعد تیرے لیے کوئی فیصلہ کر سکوں گا۔

جب آپ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے معلومات لیں تو ایک صحابیؓ نے عرض کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے دادی کو چھٹے حصے کا حق دار بنایا تھا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پھر اسی کے مطابق فیصلہ دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی حکومت کے افسران کو مستقل طور پر حکم دے رکھا تھا کہ ہمیشہ اپنے فیصلوں میں کتاب اللہ کو مقدم رکھیں لیکن جب کوئی بات کتاب اللہ میں نہ ملے تو سنتِ رسول ﷺ میں تلاش کریں۔

خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب ایک عورت کے معاملہ میں مشکل پیش آئی، جس کا حمل کسی کی زیادتی کی وجہ سے گر گیا تھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت فرمایا۔ چنانچہ حضرت محمد بن سلمہ اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم نے بتایا کہ نبی اکرم ﷺ نے اس بارے میں ایک غلام یا سولونڈی کا جرمانہ کیا تھا۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے بھی اسی کے مطابق فیصلہ فرما دیا۔

اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے خاوند کی وفات کے بعد عورت کے عدت گزارنے کا مسئلہ آیا تو حضرت فریعہ بن مالک نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ سنانؓ کا واقعہ سنایا، جس میں نبی اکرم ﷺ نے سنان رضی اللہ عنہا کو اپنے خاوند کے گھر میں عدت گزارنے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے اسی حکم کے مطابق فیصلہ دیا۔

بعینہٖ اسی طرح آپ نے ولید بن عقبہ پر شراب کی حد قائم کی۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی قابل غور ہے۔ جب آپ کو معلوم ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حج تمتع سے منع فرماتے ہیں تو آپ نے تمتع کا احرام باندھا اور فرمایا کہ کسی ایک شخص کے کہنے پر میں سنت نبوی ﷺ کو خیرباد نہیں کہنے لگا۔

حج تمتع ہی کے بارے میں جب لوگوں نے حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کے سامنے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول حج افراد کی فضیلت کے بارے میں دلیل کے طور پر پیش کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا! دیکھنا کہیں آسمان سے تم پر پتھروں کی بارش ہی نازل نہ ہو جائے۔ میں کہتا ہوں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اور تم اس کے مقابلہ میں ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے اقوال پیش کرتے ہو۔

حدیثِ صحیحہ کے مقابل میں جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتے اور اس موقعہ پر ان کی کوئی حیثیت تسلیم کرنے پر عذاب کا اندیشہ لاحق ہو سکتا ہے تو پھر جو شخص حدیث کے معاملہ میں کسی اور شخص کے قول یا اپنی یا کسی اور کی رائے اور اجتہاد کی کوئی حیثیت سمجھتا ہے اس کا انجام آپ خود سوچ لیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا واقعہ ہے کہ ایک شخص نے کسی حدیث کے بارے میں آپ سے اختلاف کرتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول پیش کیا تو آپ نے جواب میں فرمایا: کیا ہمیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے؟

اسی طرح عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ایک دفعہ حدیث مبارک کا درس دے رہے تھے۔ ایک شخص نے کہا کہ قرآنِ کریم سے کوئی وعظ و نصیحت فرمایئے تو آپ نے غضب ناک ہو کر فرمایا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ حدیث ہی تو قرآن کی تفسیر ہے۔ اگر حدیث کی کوئی اہمیت نہ ہوتی تو تمھیں کیسے معلوم ہوتا کہ ظہر کی چار رکعتیں، مغرب کی تین اور صبح کی دو رکعتیں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ نیز زکوٰۃ اور اسلام کے دیگر ارکان کی تفاصیل کیسے معلوم ہوتیں۔

حدیث کی اہمیت اس کے واجب العمل ہونے اور لوگوں کو اس کی مخالفت سے باز رکھنے کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اتنے واقعات منقول ہیں کہ ان کا شمار ہمارے لیے ممکن نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ بھی اسی قبیل سے ہے کہ آپ نے نبی اکرم ﷺ کی یہ حدیث

وَلَا تَمْنَعُوا اِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ

ترجمہ: اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں میں آنے سے نہ روکو۔

بیان فرمائی تو آپ کا ایک بیٹا کہنے لگا کہ اللہ کی قسم! ہم تو روکیں گے۔ اس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بہت ناراض ہوئے لڑکے کو برا بھلا کہا اور فرمایا کہ تمہیں شرم نہیں آتی۔ میں نبی اکرم ﷺ کا فرمان بیان کرتا ہوں اور تم آگے سے اپنی رائے پر اصرار کرتے ہو کہ ہم انھیں ضرور روکیں گے۔

اسی طرح ایک صحابی حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک عزیز کو کنکریاں اٹھا اٹھا کر پھینکتے ہوئے دیکھ کر اسے منع فرمایا اور کہا کہ نبی اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اس سے نہ تو شکار کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی کسی دشمن کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ البتہ خواہ مخواہ کسی راہ گیر کے دانت ٹوٹنے یا آنکھ پھوٹنے کا خدشہ ضرور ہے۔

لیکن وہ شخص جب نبی اکرم ﷺ کا فرمان سننے کے باوجود نہ رکا تو حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! میں تم سے ساری زندگی نہیں بولوں گا۔ میں نے تمھیں نبی اکرم ﷺ کا فرمان سنایا ہے کہ آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے اور تم پھر بھی اپنی حرکت سے باز نہیں آئے۔

حدیث کی حجیت پر تابعین کا اتفاق: امام بیہقی رحمہ اللہ نے مشہور جلیل القدر تابعی حضرت ایوب سختیانی رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ جب تم کسی شخص کو نبی اکرم ﷺ کی حدیث سے مسئلہ بتاؤ اور وہ قرآن سے مسئلہ پر اقرار کرے اور کہے کہ ہمیں حدیث کی ضرورت نہیں ہے تو اسے گمراہ سمجھنا۔

امام اوزاعی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ حدیث رسول ﷺ قرآن پر فیصل ہے، کیوں کہ یا تو وہ قرآن کے کسی مطلق حکم کو مقید کر رہی ہوگی یا کوئی حکم ایسا بیان کر رہی ہوگی جو قرآن میں نہ ہوگا، کیونکہ قرآن حکیم خود کہتا ہے:

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝

ترجمہ: ہم نے آپ ﷺ کی طرف ذکر (قرآن) اس لیے نازل کیا ہے کہ آپ ﷺ لوگوں کو ان کی طرف نازل کیے گئے احکام کی وضاحت کر کے انھیں سمجھائیں تا کہ پھر وہ اس میں غور کریں۔ (النحل: 44)

اور یہ حدیث تو ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں کہ:

وَاَلَا اِنِّىْ اُوْتِيْتُ الْكِتَابَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ

ترجمہ: دیکھو مجھے قرآن بھی دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ اس جیسا اور کلام بھی۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے عامر شعبی رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ "جب سے تم نے آثار کا تتبع چھوڑا ہے، گمراہ ہو گئے ہو"۔ آثار سے ان کی مراد احادیث صحیحہ ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حدیث کی حجیت آئمہ اربعہ کے نزدیک : امام مالک رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ہر شخص کا قول یا تو کسی کے قول کا رد ہے یا پھر کسی اور شخص کا قول اس کو رد کر سکتا ہے۔ پھر روضۂ نبوی ﷺ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: اگر کسی کا قول رد نہیں کیا جا سکتا تو وہ صرف اس روضے والے کی ذاتِ اقدس ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جب کسی مسئلہ میں نبی اکرم ﷺ کی حدیث مل جائے تو سر آنکھوں پر''۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: ''جب نبی اکرم ﷺ کی کوئی صحیح روایت مجھ تک پہنچ جائے اور میں اسے قبول نہ کروں تو سن لو تمھیں گواہ کر کے کہتا ہوں سمجھ لینا میری عقل میں فتور آ گیا ہے''۔

آپ رحمہ اللہ ہی کا یہ قول بھی منقول ہے کہ جب میں کوئی بات کہوں اور تمہیں نبی اکرم ﷺ کی حدیث اس کے خلاف ملے تو میرے قول کو دیوار پر دے مارنا۔

آئمہ اربعہ میں سے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا قول کتنا واضح اور صاف ہے اپنے ایک شاگرد کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں: خبردار! ہرگز میری تقلید نہ کرنا اور نہ مالک و شافعی رحمہم اللہ کی ہی تقلید کرنا اسی چشمہ صافی سے مسائل اخذ کرنا جس سے ہم سب سیراب ہوتے ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ہی رقمطراز ہیں:

مجھے ان لوگوں پر سخت تعجب ہے جنھیں نبی اکرم ﷺ کی حدیث معلوم ہے، اس کی اسناد سے واقف ہیں اور اس کی صحت سے بھی باخبر ہیں، لیکن اس سب کچھ کے باوجود نبی اکرم ﷺ کی حدیث چھوڑ کر کہتے ہیں۔

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا: ''کیا انہیں اللہ ربّ العزت کا یہ فرمان یاد نہیں ہے:

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝

ترجمہ: اللہ کے رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والے اس بات سے ڈریں کہ ان پر کوئی آزمائش نہ آ پڑے یا کسی دردناک عذاب میں نہ مبتلا ہو جائیں۔ (النور: 63)

اور اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا: معلوم ہے کہ اس آیت میں لفظ فتنہ سے کیا مراد ہے؟ اس سے مراد شرک ہے۔ عین ممکن ہے کہ جب کوئی شخص نبی اکرم ﷺ کی ایک حدیث کو رد کرے گا، اس کے دل میں اس مخالفت کی وجہ سے گمراہی گھر کر جائے اور پھر یہی چیز اس کی ہلاکت کا سبب بن جائے (یعنی جو شخص اللہ کے رسول ﷺ کے مقابلہ میں کسی اور کی بات کو ترجیح دیتا ہے، اس سے کوئی بعید نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں بھی کسی کو لے آئے)۔

مشہور کتب احادیث کا تعارف

حصہ نصاب پنجاب یونیورسٹی بی ایس (چار سالہ)، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد

صحاح ستہ: حدیث کی چھ مشہور کتب جنھیں صحاحِ ستہ کہا جاتا ہے، درج ذیل ہیں:

الجامع الصحیح للبخاری

اس کتاب کا پورا نام ''الجامع الصحیح المسند من حدیث رسول اللہ وسننہ وایامہ'' ہے۔ عام طور پر اسے ''صحیح بخاری'' کہا جاتا ہے۔ یہ باعتبار طبقات کتب حدیث اوّل طبقہ کی کتاب ہے۔ یہ چھ لاکھ حدیثوں سے منتخب شدہ مجموعہ ہے۔ اس

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

میں صرف انھی احادیث کو لیا گیا ہے، جن کی صحت ان کے مقرر کردہ اصولوں سے ثابت ہوتی ہے۔ روایت ہے کہ امام بخاریؒ ہر حدیث کو شامل کرنے سے پہلے استخارہ کرتے، دو رکعت نماز پڑھتے اور جب اس کی صحت پر دل مطمئن ہو جاتا تو کتاب میں درج کر لیتے تھے۔

سببِ تالیف : صحیح بخاری کے سببِ تالیف کے سلسلہ میں امام بخاری رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک روز انھوں نے خواب دیکھا کہ وہ پنکھا لیے حضور اکرم ﷺ کے ارد گرد سے مکھیوں کو دور کر رہے ہیں۔ اس کی تعبیر یہ بتائی گئی کہ رسول اکرم ﷺ کی طرف جو جھوٹ منسوب ہے' آپ رحمہ اللہ اسے دور کریں گے۔ آپؒ کے دل میں اپنے استاد اسحاقؒ کی یہ خواہش پہلے سے موجود تھی کہ احادیثِ صحیحہ کا ایک مجموعہ مرتب کیا جائے۔ چنانچہ آپؒ نے صحیح بخاری مرتب کرنے کا پختہ عزم کر لیا اور سولہ سال کی دن رات محنت کے نتیجہ میں عظیم کتاب مرتب ہو گئی۔

تالیف کا سال: امام بخاریؒ نے اس کتاب کی تالیف کا آغاز کس سن ہجری سے کیا اور کب اس سے فارغ ہوئے؟ یہ متعین طور سے تو نہیں بتایا جا سکتا۔ البتہ اتنا معلوم ہے کہ تصنیف کرنے کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو اپنے شیوخ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ متوفی 240ھ' ابن المدینی 234ھ اور ابنِ معینؒ کے سامنے پیش کیا۔ ان حضرات نے اس کی تحسین کی اور اس کے صحیح ہونے کی شہادت دی' البتہ چار احادیث کی بابت اختلاف کیا۔ لیکن عقیلی کا بیان ہے کہ ان چار کے بارے میں بھی امام بخاریؒ ہی کا فیصلہ درست ہے اور وہ چاروں بھی صحیح ہیں۔ یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کا سنِ وفات 233ھ ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس سنہ میں آپؒ تصنیف سے فارغ ہو چکے تھے۔ گو اس میں اضافے بعد تک ہوتے رہے۔ پھر اس کتاب کی تکمیل و تصریح میں امام بخاری رحمہ اللہ کو سولہ سال لگے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کی تصنیف کا آغاز 217ھ میں ہوا تھا جب کہ آپؒ کی عمر 23 سال کی تھی۔

مقامِ تالیف : اس کے بارے میں متعدد جگہیں بیان کی گئیں ہیں۔ ابنِ طاہر کہتے ہیں کہ آپؒ نے صحیح بخاری کو بخارا میں تصنیف کیا۔ ابنِ بجیر کہتے ہیں کہ مکہ معظمہ میں تصنیف کیا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس کی تصنیف بصرہ میں ہوئی ہے اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں تصنیف ہوئی ہے۔

لیکن خود امام بخاری رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں نے "الجامع الصحیح" کو بیت الحرام میں تصنیف کیا۔ ابواب و تراجم مسجدِ نبوی ﷺ میں منبر شریف اور روضۂ اقدس کے درمیان لکھے۔ ان اقوالِ مختلفہ میں حافظ ابنِ حجرؒ نے یوں تطبیق دی ہے کہ تصنیف کا ابتدائی خاکہ اور ترتیب ابواب تو مسجد حرام میں ہوئی لیکن مختلف مقامات میں احادیث کی تخریج فرماتے رہے اور ترجمہ ابواب کے مسودہ کو مزار مبارک اور منبر شریف کے درمیان مبیضہ میں تبدیل فرمایا۔

طریقِ تالیف : صحیح بخاری کی تالیف میں سولہ سال کی طویل مدت صرف ہوئی۔ اس پورے عرصہ میں آپؒ کا معمول یہ رہا کہ جب آپؒ کسی حدیث کو لکھنے کا ارادہ کرتے تو کتاب میں درج کرنے سے پہلے غسل کرتے' حق تعالیٰ سے استخارہ کر کے دو رکعت نفل ادا کرتے' جب اس کی صحت پر پوری طرح یقین ہو جاتا' تب اس کو کتاب میں جگہ دیتے۔ اسی غایت اہتمام کی وجہ سے لوگوں کا قول ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے گویا براہِ راست حضور ﷺ سے سنا۔

كَانَ الْبُخَارِيُّ فِيْ جَمْعِهٖ

لَقِيَ مِنَ الْمُصْطَفٰى مَا الْكِتَابُ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جامع صحیح کی مقبولیت : امام بخاری رحمہ اللہ کی عرق ریزی و جفاکشی اور حسن نیت کا نتیجہ ہے کہ آپ کی جامع اس قدر مقبول ہوئی کہ آپؒ کی زندگی میں ہی اس کو نوے ہزار آدمیوں نے آپ سے بلا واسطہ سنا۔ ابوزید مروزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم کے درمیان سویا ہوا تھا کہ خواب میں آنحضرت ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ابوزید! امام شافعی رحمہ اللہ کی کتاب کا درس کب تک دو گے میری کتاب کا درس کیوں نہیں دیتے؟ میں نے عرض کیا: یا حبیب اللہ ﷺ! آپ ﷺ کی کتاب کون سی ہے؟ فرمایا: محمد بن اسماعیل رحمہ اللہ کی جامع صحیح۔

بقول حافظ ابنِ کثیر رحمہ اللہ وقت، شدت، خوفِ دشمن، سختی مرض، قحط سالی اور دیگر بلاؤں میں اس جامع صحیح کا پڑھنا تریاق کا کام دیتا ہے۔ ایک محدث نے اس کو ایک سو بیس مرتبہ مختلف مقاصد کے لئے پڑھا اور ہر مرتبہ کامیابی ہوئی۔ شیخ برہان الدین ابوالوفا ابراہیم بن محمد بن خلیل الطرابلسی الحلبی المتوفی 841ھ صاحب "تنقیح" شرح بخاری کے حالات میں لکھا ہے کہ انہوں نے صحیح بخاری ساٹھ مرتبہ سے زیادہ اور صحیح مسلم بیس مرتبہ سے زیادہ پڑھی تھی۔

احادیث بخاری کی تعداد : صحیح بخاری میں نو ہزار بیاسی (9082) احادیث بیان کی گئی ہیں۔ اس میں تین ہزار چار سو پچاسی ابواب ہیں۔ اس میں صرف صحیح احادیث درج کی گئی ہیں۔ اس میں حدیثوں کی تکرار موجود ہے یعنی ایک ہی حدیث مختلف ابواب میں نظر آتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک ہی حدیث سے مختلف مسائل یا احکام کا پتا چلتا ہے۔ آپؒ نے ایک ہی حدیث کو مختصر سندوں سے بھی بیان کیا ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک راوی، ایک حدیث کو مختصر طریقے پر بیان کرتا ہے، تو دوسرا راوی اس حدیث کو مفصل طریقہ سے بیان کرتا ہے۔ کبھی مختلف راوی ایک ہی حدیث میں الگ الگ الفاظ بیان کرتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بعض احادیث کے الگ الگ حصے مختلف ابواب میں بھی بیان کیے ہیں تاکہ اگر ایک حدیث میں دو تین قسم کے احکام موجود ہوں تو اسے متعلقہ احکام کے باب میں ملاحظہ کیا جا سکے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے پہلے تو صرف احادیث جمع کیں، پھر اس کے بعد ان کو تنقیدی نظر سے دیکھا اور اصولِ حدیث کی کسوٹی پر پرکھا۔ پھر حدیث کے درجے مرتب کیے اور آخر میں ہر طرح سے مطمئن ہو جانے کے بعد اسے مجموعہ میں شامل کیا۔

حواشی وشروحات : صحیح بخاری کی اہمیت و مقبولیت کی بنا پر ہر دور کے علماء نے اس پر شروح و حواشی لکھے ہیں۔ محدثین کو چھوڑ کر نحویوں اور صرفیوں نے بھی اعراب و تصریف کی جو خدمت بن پڑی، وہ کی، حتیٰ کہ جب متون و تراجم اور اعراب و نسخ کی تمام خدمتیں ختم ہو گئیں تو خدمتِ بخاری کی فہرست میں نام درج کرانے والے نے قرآنِ کریم کی طرح اس کے حروفِ تہجی ہی شمار کر ڈالے۔ لامع میں ایک سو سے زائد شروح و حواشی اور متعلقاتِ بخاری کا تذکرہ کیا ہے۔ چند شروح یہ ہیں:

(1) **اعلام السنن** : ابوسلیمان احمد بن محمد ابراہیم رحمہ اللہ بن خطاب بستی خطابی متوفی 308ھ کی عمدہ اور لطیف شرح ہے۔

(2) **شرح الجامع** : ابوالقاسم احمد بن محمد بن عمر بن ورد تمیمی رحمہ اللہ کی نہایت وسیع شرح ہے۔

(3) **شرح الجامع** : امام قطب الدین عبدالکریم بن عبدالنور بن میسر حلبی رحمہ اللہ متوفی 745ھ کی ہے۔ نصف تک ہے اور دس جلدوں میں ہے۔

(4) **شرح الجامع** : ناصر الدین علی بن محمد بن منیر اسکندرانی رحمہ اللہ کی ہے۔ کافی ضخیم ہے تقریباً دس جلدوں میں ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(5) **التلویح**: حافظ علاء الدین مغلطائی ابن قلیچ ترکی مصری حنفی رحمہ اللہ متوفی 702ھ کی ضخیم شرح ہے۔

(6) **فتح الباری**: شیخ الاسلام ابوالفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی رحمہ اللہ متوفی 852ھ کی تصنیف ہے۔ جو 817ھ سے شروع ہو کر 842ھ میں مکمل ہوئی۔ علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ بخاری کی شرح کا دین امت پر باقی ہے۔ حافظ سخاوی فرماتے ہیں کہ غالباً فتح الباری سے یہ دین ادا ہو گیا۔

(7) **الکوثر الجاری علی ریاض البخاری**: شیخ احمد بن اسماعیل بن محمد الکورانی الحنفی رحمہ اللہ متوفی 893ھ کی بہترین شرح ہے۔ جس میں کرمانی اور ابن حجر رحمہ اللہ پر بہت سی جگہ ردوقد ہے۔

(8) **کوثر المعانی**: الداری فی کشف خبایا صحیح البخاری رحمہ اللہ۔ شیخ محمد حضرت بن عبداللہ الشنقیطی کی ہے۔

(9) **عمدة القاری**: علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی حنفی رحمہ اللہ متوفی 855ھ کی تصنیف ہے' جو 821ھ سے شروع ہو کر 847ھ میں مکمل ہوئی۔ علامہ کوثری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ "فتح الباری" سے ایک ثلث مقدار میں زیادہ ہے اس میں مختلف مباحث کی ایسی وضاحت کی گئی ہے کہ قاری کو کسی دوسری شرح کی ضرورت نہیں رہتی۔ اگر فتح الباری کا مقدمہ نہ ہوتا تو اس کو "فتح الباری" پر نمایاں فوقیت حاصل ہوتی۔ بخاری کی شروح میں ان دو شرحوں کو سب سے زیادہ شہرت حاصل ہوئی۔

(10) **ارشاد الساری**: شہاب الدین احمد بن محمد الخطیب القسطلانی رحمہ اللہ متوفی 933ھ کی تصنیف ہے جو در حقیقت "فتح الباری" اور "عمدة القاری" کی تلخیص ہے۔ اگرچہ مصنف نے دوسری شرحوں سے بھی استفادہ کیا ہے۔

اس کے علاوہ بھی صحیح بخاری کی کئی شروحات ہیں۔

تعارف مصنف صحیح بخاری

اصل نام: صحیح بخاری کے مصنف کا نام ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمہ اللہ ہے۔

ولادت: آپ 12 شوال 194ھ کو بمقام بخارا پیدا ہوئے۔ بخارا کی نسبت ہی سے آپ رحمہ اللہ کو بخاری کہا جاتا ہے۔ آپ کے والد اسمٰعیل ایک بلند پایہ محدث اور امام مالک رحمہ اللہ کے شاگردوں میں سے تھے۔ آپ کے والد بچپن ہی میں فوت ہو گئے۔

ابتدائی دور: آپ رحمہ اللہ نے پہلے فقہ کی جانب توجہ کی اور اس سے فراغت پانے کے بعد علم حدیث کی طرف رجوع کیا۔ آپ نے چھوٹی عمر ہی میں احادیث جمع کرنا شروع کر دی تھیں۔ حافظہ بلا کا پایا تھا اور جو چیز سن لیتے حفظ ہو جاتی۔ دس سال کی عمر میں امام بخاری رحمہ اللہ نے مدرسہ چھوڑ دیا اور اپنے زمانہ کے محدث داخلی کے درس میں شریک ہونے لگے۔ ایک دفعہ داخلی نے لوگوں کو ایک سند سنانا شروع کی، سند کی ترتیب غلط تھی۔ امام بخاریؒ نے فوراً ٹوکا۔ داخلی نے کتاب سے مراجعت کی تو بخاری کے کہنے کے مطابق سند کو درست پایا۔ اس واقعہ کے وقت امام بخاریؒ کی عمر گیارہ برس تھی۔ سولہ برس کی عمر تک پہنچے تو آپ کو وکیع رحمہ اللہ اور عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ کی جمع کردہ تمام احادیث زبانی یاد تھیں۔

آغاز تعلیم اور ابتدائی دور: آپ رحمہ اللہ نے ابتدائی تعلیم اپنی والدہ محترمہ کی تربیت و نگرانی میں حاصل کی۔ احادیث یاد کرنے کا شوق و شغف بچپن ہی سے تھا۔ جب عمر کے نو درجے طے کر چکے اور دسویں سال میں قدم رکھا تو تحصیلِ علم کا شوق آپ کو کئی علمی درسگاہوں میں لے گیا اور جب یہ معلوم ہوا کہ بخارا میں امام داخلی رحمہ اللہ علماء حدیث میں سے ہیں تو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ان کی خدمت میں آمد و رفت شروع کی۔ ایک روز کا واقعہ ہے کہ امام داخلی رحمہ اللہ اپنے نسخے میں سے لوگوں کو احادیث سنا رہے تھے۔ اثناءِ درس میں ان کی زبان سے نکلا: "سفیان عن ابی الزبیر عن ابراھیم" بخاری فوراً بول پڑے۔ حضرت ابوالزبیر تو ابراہیم سے روایت نہیں کرتے۔ داخلی نے ان کی بات کو تسلیم نہ کیا تو آپؒ نے کہا کہ اصل بیاض ملاحظہ فرمالیں۔ چنانچہ امام داخلیؒ اپنے مکان پر تشریف لے گئے اور اصل نسخہ پر نظر ڈالی۔ پھر بخاری کو بلا کر کہا کہ میں نے اس وقت جو پڑھا تھا بیشک وہ غلط نکلا۔ اب آپ بتلائیں کہ صحیح کس طرح ہے؟ بخاری نے کہا: "صحیح سفیان عن الزبیر بن عدی عن ابراھیم" ہے۔ امام داخلی رحمہ اللہ یہ سن کر حیران رہ گئے اور کہا: واقعی ایسا ہی ہے۔ پھر قلم اٹھا کر داخلی نے قرأۃ کے نسخے کی تصحیح کی۔ یہ واقعہ امام بخاری رحمہ اللہ کی عمر کے گیارہویں سال کا ہے۔

جب آپ سولہ سال کے ہوئے تو عبداللہ بن المبارک کی تمام کتابیں یاد کرلیں اور وکیع کے نسخے بھی ازبر کرلئے۔

بیت اللہ کی زیارت : آپ رحمہ اللہ نے 210ھ میں اپنی والدہ اور بھائی کے ہمراہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم بخارا ہی سے حاصل کی، کیونکہ حاشد بن اسماعیل کا بیان ہے کہ وہ امام بخاریؒ کے ساتھ مشائخ بخارا کے پاس جایا کرتے تھے اور اس وقت وہ نوعمر تھے۔

سماع حدیث وطلب فقہ کے لیے اسفار : امام بخاری رحمہ اللہ نے تحصیل حدیث اور زیارت علما کے لیے دور دراز کے سفر کیے اور ہمیشہ سخت سے سخت مصیبتوں کو برداشت کرتے رہے۔ لیکن آپ کی ہمت عالی نے راحتِ جسمانی کو علمی شوق پر غالب نہ ہونے دیا اور ایک روز ان مصائب کے معاوضہ میں انہیں آسمان علم وفضل کا روشن آفتاب بنا کر چھوڑا، جس کی منور شعاعوں سے یہ دنیا قیامت تک روشن رہے گی۔

قاضی ابنِ خلکان رحمہ اللہ اپنی مشہور تصنیف "وفیات الاعیان" میں رقمطراز ہیں کہ امام صاحب مصر و شام میں استفادہ حدیث کی غرض سے کئی بار گئے۔ حجاز میں متواتر چھے سال تک قیام کیا، کوفہ اور بغداد میں جو علما کا مسکن تھا، بارہا گئے۔ بصرہ چار مرتبہ گئے۔ بعض مرتبہ پانچ پانچ برس تک اقامت پذیر رہے صرف ایام حج میں زیارت کعبہ کی غرض سے سفر کرتے اور بعد فراغت پھر بصرہ چلے آتے۔

اخذ حدیث میں احتیاط : صاحب "نزہۃ المجالس" نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ امام بخاری رحمہ اللہ طلبِ حدیث کی خاطر کسی محدث کے پاس گئے، دیکھا کہ ان کا گھوڑا ہاتھ سے چھوٹ کر بھاگ نکلا تو محدث نے اس کو اپنی چادر کا پلا اس طرح دکھلایا جیسے اس میں دانہ ہے، چنانچہ گھوڑا یہ دیکھ کر واپس آ گیا اور محدث نے اس کو آسانی سے پکڑ لیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ تماشا دیکھ کر محدث سے پوچھا: کیا آپ کی چادر کے پلہ میں دانہ تھا؟ محدث نے کہا: نہیں، بلکہ اس تدبیر سے گھوڑے کو واپس کرنا تھا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: لَا آخُذُ الْحَدِيْثَ عَمَّنْ يَّكْذِبُ عَلَى الْبَهَائِمِ" کہ میں اس شخص سے حدیث نہیں لے سکتا جو چوپاؤں کو دھوکا دیتا ہے۔

اساتذہ : امام صاحب کے اساتذہ میں وہ لوگ شمار ہیں جن کو کبار تبع تابعین سے اخذِ حدیث کا موقع ملا، جیسے حضرت قتیبہ بن سعد رحمہ اللہ، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ، اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ، سلیمان بن حرب رحمہ اللہ، نعیم بن حماد، علی بن المدینی رحمہ اللہ، یحییٰ بن معین رحمہ اللہ، ابوبکر بن ابی شیبہ رحمہ اللہ، عثمان بن ابی شیبہ رحمہ اللہ وغیرہ۔ اس طبقہ سے اخذ و تحصیل میں امام مسلمؒ بھی شریک ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

درس وتدریس : امام بخاری رحمہ اللہ 18 سال کی عمر میں فاضل ہو گئے تھے اور آپؒ کے علمی کمال کی شہرت ایسی عام ہو چکی تھی کہ دور دراز سے لوگ حدیث کی سماعت کی غرض سے آپؒ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ شروع میں آپ نے بغرض رفاہِ عامہ محمد بن یوسف رحمہ اللہ کی ڈیوڑھی میں درس کے لئے نشست اختیار کی تھی۔ بقول آپ کے شاگرد کے یہ زمانہ آپؒ کے عنفوان شباب کا تھا۔ اس کے بعد جہاں بھی گئے درس کا ڈنکا بجا دیا۔ چنانچہ آپ نیشاپور پہنچ کر درس وتدریس میں مشغول ہوئے، علمائے وقت اکثر اوقات خدمت میں موجود رہتے، بالخصوص امام مسلم تو روزانہ حاضر خدمت ہو کر آپ کے فیوض کی خوشہ چینی کرتے تھے۔ ایک روز امام صاحب کی جامعیتِ علمی وکمال قابلیت سے متاثر ہو کر بے اختیار آپ کی پیشانی کا بوسہ لے لیا اور کہا کہ اے ملکِ حدیث کے بادشاہ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کے قدم چومنے کی عزت حاصل کروں۔ امام ذہلی نے، جو امام مسلم رحمہ اللہ کے استاد اور نیشاپور کے باوقار محدث تھے، اپنے شاگردوں کو اجازت دیدی تھی کہ امام صاحب کے انوارِ کمالات سے مستفید ہوں۔ امام صاحب کے حسن خلق اور کمالِ علم نے انہیں اس قدر گرویدہ کر لیا کہ امام ذہلی رحمہ اللہ اور دوسرے محدثین نیشاپور کی مجلسوں کا رنگ پھیکا پڑ گیا۔ جس حلقہ میں چند روز پہلے کئی کئی سو متعلمین ہوتے تھے وہاں صرف دس بارہ ہی حاضر ہونے لگے۔

یوسف بن موسیٰ رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک دن میں نے بصرہ کی گلیوں میں کسی شخص کو پکارتے ہوئے سنا کہ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ آج کل بصرہ میں تشریف فرما ہیں، جو شخص آپ کی زیارت کے لئے آنا چاہے وہ آ جائے، چنانچہ جب میں آیا تو اس وقت بہت سے علما وفضلا موجود تھے۔ ایک جوان آدمی ستون کی آڑ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ یہی ہیں۔ جب آپ نماز سے فارغ ہو چکے تو علما آپ کی ملاقات سے شرف اندوز سعادت ہوئے اور حاضرین کے ایک بڑے گروہ نے درخواست کی کہ آج ہمیں اپنے علم سے مستفیض ہونے کا موقعہ دیجئے۔ آپ رحمہ اللہ نے ان کی التجا قبول فرمائی تو دوبارہ مسجد میں اعلان ہوا کہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ بصرہ میں تشریف لائے ہیں۔ ہم نے ان سے تدریس کی التجا کی تھی جو منظور کر لی گئی کل فلاں مقام پر امام صاحب حدیثیں لکھوانے کے لئے تشریف لائیں گے۔ شائقین حدیث وہاں حاضر ہوں۔ چنانچہ دوسرے روز مقامِ مقررہ پر محدثین، فقہا اور اہلِ مناظرہ کئی ہزار کی تعداد میں جمع ہو گئے۔ تو امام صاحب نے فرمایا: اے علمائے بصرہ! تم نے مجھ سے حدیثیں لکھوانے کا سوال کیا ہے جسے میں نے بسر وچشم منظور کر لیا، سو آج میں تمہارے سامنے وہ حدیثیں پیش کروں گا جن کے راوی تمہارے ہی شہر کے رہنے والے ہیں، مگر تم کو ان کی خبر نہیں، اس فقرہ سے حاضرین کے استعجاب کی کوئی حد نہ رہی اور ان کو امام بخاری رحمہ اللہ کے وسعتِ علم اور اپنی کم مائیگی کے موازنہ کا موقع مل گیا۔ ان کی نگاہیں اب امام بخاریؒ کے مبارک چہرہ پر تھیں اور کان اس آواز کے سننے کے مشتاق تھے جس سے سرمایہ علم میں اضافہ ہو، اس کے بعد امام صاحب رحمہ اللہ نے جو حدیثیں بیان کیں ان سب کے رواۃ اہلِ بصرہ تھے۔

مال ہے نایاب پر گاہک ہیں اکثر بے خبر
شہر میں کھولی ہے حالی نے دوکان سب سے الگ

علما کا حسن اعتراف: امام بخاری رحمہ اللہ کے اعترافِ فضل وکمال میں علما کے بکثرت اقوال ہیں بطور نمونہ بعض بزرگانِ سلف کے مقولے ذیل میں درج ہیں:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قتیبہ بن سعید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں فقہا، زہاد اور عباد سب کے پاس بیٹھا ہوں، لیکن جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے، بخاریؒ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔ یہ اپنے زمانہ میں ایسا ہے جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سرزمین خراسان نے امام بخاری جیسا اور کوئی پیدا نہیں کیا۔

شیخ محمد بن بشار رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں بخاری رحمہ اللہ سب سے زیادہ فقیہ ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ کا زھد وتقوٰی: امام بخاری رحمہ اللہ میں بعض ایسی خصوصیتیں تھیں جن سے بعض اکابر علما بھی محروم رہے۔ ان خصوصیات میں سے ایک خصوصیت عاجزی وتقویٰ تھا۔ جس پر آپ کے متعدد واقعات شاہد ہیں۔ ایک شاگرد آپ کے واسطے سے بیان کرتے ہیں کہ جس وقت میں آدم بن ابی ایاس کی خدمت میں حاضر ہوا تو خرچ کے آنے میں بڑی تاخیر ہوئی، یہاں تک کہ مجھ کو گھاس کھا کر دو دن گزارنے پڑے۔ تیسرے دن ایک صاحب نے آکر مجھے دینار کی ایک تھیلی پیش کی، جس کو میں پہچانتا بھی نہ تھا۔ ابوالحسن یوسف بن ابی ذر بخاری بیان کرتے ہیں کہ امام موصوف رحمہ اللہ ایک مرتبہ بیمار ہوئے، انہیں اطبا کو دکھایا گیا۔ انہوں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سالن استعمال نہیں کرتے۔ امام موصوف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ چالیس سال سے سالن استعمال کرنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ ایک روز امام صاحب رحمہ اللہ نے ابومعشر سے کہا: تم میرا قصور معاف کردو۔ ابومعشر نے متحیر ہو کر کہا: کیا قصور؟ آپ نے فرمایا کہ ایک روز میں نے حدیث بیان کرتے ہوئے دیکھا کہ تم وجد میں ہاتھ سے سر ہلا رہے تھے، مجھے اس سے ہنسی آ گئی۔ ابومعشر نے کہا میں نے معاف کردیا۔

تمام عمر اسی احتیاط سے گزری
کہ آشیانہ کسی شاخِ گل پہ بار نہ ہو

امام بخاری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے امید ہے کہ غیبت کے سلسلہ میں حق تعالیٰ مجھ سے سوال نہ کریں گے، کیونکہ جب سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ غیبت حرام ہے، میں نے کسی کی غیبت نہیں کی۔

تصنیفات: امام بخاری رحمہ اللہ نے متعدد تصانیف یادگار چھوڑیں، ان میں سے اہم کے نام یہ ہیں:

التاریخ الکبیر، التاریخ الصغیر، التاریخ الاوسط، الجامع الکبیر، کتاب العلل، کتاب الفوائد، کتاب الوجدان، کتاب المبسوط، کتاب الھبہ، التفسیر الکبیر، الجامع الصحیح وغیرہ

الجامع الصحیح المسلم

وجہ تصنیف: احادیث کے ذخیرے میں سے سب سے پہلے امام بخاری رحمہ اللہ نے احادیث صحیحہ مرفوعہ کو الگ منتخب فرمایا اور جامع صحیح تصنیف کی، اس کو دیکھ کر امام مسلم رحمہ اللہ کو بھی اسی عنوان سے ایک دوسرے انداز میں احادیثِ صحیح کو جمع کرنے کا شوق ہوا، لیکن امام بخاری رحمہ اللہ کے پیش نظر احادیث صحیح مرفوعہ کی تخریج اور فقہ وسیرت اور تفسیر وغیرہ کا استنباط تھا۔ اس لئے انہوں نے موقوف ومعلق، صحابہ وتابعین کے فتاوی بھی نقل کیے۔ جس کے نتیجہ میں احادیث کے متون وطرق کے ٹکڑے کتاب میں بکھر گئے اور امام مسلمؒ کا مقصد صرف احادیث صحیح کو منتخب کرنا ہے۔ وہ استنباط وغیرہ سے تعرض نہیں کرتے، بلکہ ہر حدیث کے مختلف طرق کو حسنِ ترتیب سے یکجا بیان کرتے ہیں، جس سے متون کے اختلاف اور مختلف اسانید سے واقفیت حاصل ہو جاتی ہے اس لئے احادیث منقطع وغیرہ کی تعداد نادر ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تعداد روایات: امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی جامع صحیح کا انتخاب ایسی تین لاکھ روایات سے کیا ہے جن کو آپ نے براہ راست اپنے شیوخ سے سنا تھا۔ اس انتخابی مجموعہ کی روایات کی تعداد علامہ طاہر جزائریؒ کے نزدیک حذف و مکررات کے بعد چار ہزار ہے۔ شیخ ابن صلاحؒ کی تحقیق میں مکررات کے علاوہ بنیادی حدیثیں چار ہزار ہیں۔

صحیح مسلم، صحاح ستہ میں دوسرے درجہ پر آنے والی کتاب ہے۔ اسے ''الجامع الصحیح'' بھی کہتے ہیں۔ اس میں چار ہزار صحیح احادیث درج ہیں اگر مکررات کو بھی شمار کیا جائے تو کل تعداد 7275 بنتی ہے۔

اس کتاب کے ہر باب میں صرف وہی احادیث درج ہیں، جو اس باب کے عنوان سے متعلق ہیں تاکہ مطلوبہ احادیث آسانی سے تلاش کی جا سکیں۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے جس زمانے میں اپنی کتاب کو مرتب کیا، احادیثِ موضوعہ کا سلسلہ زوروں پر تھا۔ یہی وجہ ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ نے کتاب کے شروع میں ایک مقدمہ تحریر کیا، جس میں اصولِ حدیث اور جرح و تعدیل سے متعلق اہم باتیں بیان کر دیں۔ آپؒ نے اپنی صحیح میں حدیث لکھنے کی شرط یہ رکھی ہے کہ تمام راوی، عادل، ثقہ، متصل ہوں اور علت سے پاک ہوں۔ راوی صحبتِ شیخ میں زیادہ سے زیادہ عرصہ رہے ہوں اور ان کا تقویٰ مسلم ہو۔ انہوں نے صرف اسی حدیث کو لیا ہے جس پر اجماع ہو چکا ہو۔ اگر کوئی حدیث ان کے معیار کے مطابق صحیح ہے اور دیگر محدثین کے نزدیک مشتبہ ہے تو اسے چھوڑ دیا ہے۔

مصنف نے رواۃ حدیث کے تین طبقے مقرر کیے ہیں۔ پہلے طبقہ میں ان محدثین کا شمار ہے' جو دیانت و ثقاہت میں اور علم و زہد میں اعلیٰ درجہ پر ہوں۔ دوسرے طبقہ میں ان لوگوں کا شمار ہے جو پہلے درجے کے راویوں سے قدرے کم اہلیت رکھتے ہوں، تیسرے طبقہ میں ان لوگوں کا شمار ہے جن کو عام طور سے مردود اور متہم بالکذب کہتے ہیں۔ اپنی اس کتاب میں مصنف نے یہ شرط رکھی ہے کہ وہی حدیث شامل کی جائے گی' جس کے راوی پہلے طبقہ سے تعلق رکھتے ہوں، لیکن اگر ضرورت ہوئی تو دوسرے طبقہ کے راویوں کو بھی جگہ دی جائے گی۔ تیسرے درجہ کے راویوں کو ہرگز کتاب میں شامل نہ کیا جائے گا۔

مصنف نے سندِ حدیث میں راویوں کے نام و نسب کا پورا پورا خیال رکھا ہے۔ اگر کسی کی کیفیت یا نسب میں فرق ہے تو اس کی توضیح کر دی گئی ہے۔ روایات کی مختلف اسناد اور الفاظ کے اختلاف کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ حدیثوں میں صحابہؓ و تابعین کے اقوال نقل نہیں کیے گئے تاکہ اقوالِ صحابہؓ اور اقوالِ رسول ﷺ خلط ملط نہ ہو جائیں۔

صحاح ستہ میں صحیح مسلم کا مقام: علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کتاب اللہ کے بعد صحیحین بخاری و مسلم کا مرتبہ ہے اور اُمت نے ان دونوں کی تلقی بالقبول کی ہے۔ البتہ صحیح بخاری بعض دیگر فوائد معارف کے لحاظ سے سب سے فائق و ممتاز ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حسنِ ترتیب وغیرہ کے لحاظ سے اس کا مقام بہت بلند ہے یہاں تک کہ بعض لوگوں نے اسے صحیح بخاری پر بھی اچھالا ہے' کیونکہ سرد اسانید حسن سیاق معون، تلخ طرق اور ضبط انتشار وغیرہ اُمور بخاری میں مفقود (کم) ہیں۔ حافظ مسلمہ بن قاسم قرطبی نے اپنی تاریخ میں صحیح مسلم کے متعلق لکھا ہے کہ اسلام میں کسی نے ایسی کتاب تصنیف نہیں کی۔ محدث قاضی عیاض نے الماع میں ابومروان طبنی سے نقل کیا ہے کہ میرے بعض شیوخ صحیح مسلم کو صحیح

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بخاری پر فضیلت دیتے تھے۔ شیخ ابو محمد نے اپنی فہرست میں امام ابن حزم ظاہری رحمہ اللہ کے متعلق بھی یہی لکھا ہے کہ وہ مسلم کی کتاب کو بخاری کی کتاب پر ترجیح دیا کرتے تھے۔

حافظ ابن مندہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو علی نیشاپوری کو جن سے بڑھ کر حافظِ حدیث میری نظر سے نہیں گزرا، یہ کہتے سنا ہے کہ آسمان کے تلے مسلم کی کتاب سے صحیح تر کوئی کتاب نہیں۔

جن لوگوں نے صحیح مسلم کو صحیح بخاری پر ترجیح دی ہے اگر ان کی اس ترجیح کا منشا یہ ہے کہ امام مسلم رحمہ اللہ کے پیشِ نظر فقط احادیثِ صحیحہ کا انتخاب ہے، برخلاف امام بخاریؒ کے، کہ وہ موقوفات و آثار وغیرہ کو بھی اپنی کتاب میں جگہ دیتے ہیں۔ تب تو کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ اس سے صحیح مسلم کا نفسِ صحت میں راجح ہونا لازم نہیں آتا اور اگر یہ لوگ علی الاطلاق درست کہنا چاہتے ہیں تو یہ نا قابلِ اعتبار ہے۔

شروح وحواشی صحیح مسلم: صحیح مسلم پر بہت سی شروح وحواشی لکھے گئے ہیں جن کا تذکرہ صاحب ''کشف الظنون'' نے تفصیل کے ساتھ کیا ہے۔ چند مشہور شروح یہ ہیں:

- ☆ المنہاج فی شرح صحیح مسلم بن الحجاج رحمہ اللہ از حافظ ابوزکریا یحییٰ بن شرف نوویؒ
- ☆ الابتہاج از خطیب قسطلانی شہاب الدین احمد بن محمد شافعیؒ
- ☆ شرح صحیح مسلم از ملا علی قاری ہروی رحمہ اللہ
- ☆ شرح زوائد مسلم از سراج الدین عمر بن علی بن الملقن الشافعی رحمہ اللہ
- ☆ حاشیہ صحیح مسلم از برہان الدین ابراہیم بن محمد الحلبی رحمہ اللہ
- ☆ اکمال المعلم: امام عبداللہ محمد بن خلیفہ ابوشتانی الابی المالکی رحمہ اللہ
- ☆ فتح الملہم: از علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ

صحیح مسلم کے مصنف کا تعارف

- **نام و نسب:** صحیح مسلم کے مصنف کا نام ابو الحسین مسلم بن حجاج ہے۔ آپؒ کا سلسلہ نسب قبیلہ ''قشیری'' سے ملتا ہے، اس لیے آپ کو ''قشیری'' کی نسبت سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ آپ 206ھ میں نیشاپور میں پیدا ہوئے۔

سماعِ حدیث کے لیے سفر: علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے آپؒ کے سماع حدیث کی ابتدا 218ھ کو قرار دیا ہے، گویا چودہ برس کی عمر سے سماعت کا زمانہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس سے پہلے بھی سماعت کے مواقع حاصل تھے لیکن بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام موصوف نے اس کو اس وقت کے لئے محفوظ رکھا جو ہر قسم کی املا کا زمانہ ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے اس فن کے نشیب و فراز کو پیشِ نظر رکھ کر اس میدان میں قدم رکھا تھا۔

اخلاق وعادات، زهد وتقوى: آپؒ نے عمر بھر نہ کسی کی غیبت کی، نہ کسی کو مارا، اور نہ کسی کو برا بھلا کہا، اساتذہ اور شیوخ کا بے حد احترام فرماتے تھے۔ نہایت پاکیزہ خو اور انصاف پسند تھے۔ امام بخاریؒ کے نیشاپور کے زمانہ قیام میں جب وہاں کی مجالسِ درس بے رونق ہو گئیں اور امام بخاری رحمہ اللہ پر خلق کا ہجوم ہونے لگا تو حاسدین نے حسد کیا۔ عوام تو عوام امام ذہلیؒ تک نے مسئلہ خلقِ قرآن میں امام بخاریؒ کی مخالفت کی اور اپنی مجلس میں اعلان کر دیا۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اَلَامَنْ کَانَ یَقُوْلُ بِقَوْلِ الْبُخَارِیْ فِیْ مَسْئَلَۃِ اللَّفْظِ بِالْقُرْآنِ فَلْیَعْتَزِلْ مَجْلِسَنَا.

ترجمہ: جو شخص لفظ با قرآن غیر مخلوق کا قائل ہو وہ ہماری مجلسِ درس میں نہ آئے۔

اس اعلان کو سن کر امام مسلم رحمہ اللہ اور احمد بن سلمہ رحمہ اللہ فوراً مجلس سے اٹھے اور ان سے سنی جانے والی روایات کے تمام مسودے ان کو واپس کر دیے۔ اور امام ذہلیؒ سے بالکل ہی روایت کرنا ترک کر دیا۔

وفات: امام مسلم رحمہ اللہ نے 25 رجب 261ھ میں بروز یکشنبہ وفات پائی' دوشنبہ کو جنازہ اٹھایا گیا اور نیشاپور کے باہر نصیر آباد میں دفن کیے گئے۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

آپ رحمہ اللہ کی وفات کا واقعہ بھی نہایت حیرت انگیز ہے۔ کہتے ہیں کہ مجلسِ درس میں ایک حدیث کے متعلق دریافت کیا گیا' جو امام صاحب کو سوءِ اتفاق یاد نہ آئی۔ گھر واپس ہوئے تو انہیں کھجوروں کا ایک ٹوکرا پیش کیا گیا۔ حدیث کی تلاش و جستجو میں اس قدر محو ہوئے کہ آہستہ آہستہ تمام چھوارے تناول فرما گئے۔ اور حدیث بھی مل گئی۔ بس یہی چھوارے زیادہ کھا لینا ان کی موت کا سبب بنا۔ اس سے امام صاحب رحمہ اللہ کی علمی شیفتگی اور انہماک کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، وفات کے بعد ابو حاتم رازی رحمہ اللہ نے خواب میں حال دریافت کیا' تو فرمایا: اللہ نے میرے لئے جنت کو مباح کر دیا ہے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا موازنہ

اگرچہ صحیحین کی مقبولیت ایک متفق علیہ مسئلہ ہے' لیکن ان کے مرتبہ میں اختلاف ہے۔ جمہور محدثین کے نزدیک یہ امر مسلم ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی الجامع صحت کے لحاظ سے حدیث کی جملہ کتب پر مقدم ہے، صحیح بخاری کے بارے میں یہ مقولہ زبان زد عام ہے، ''کتاب اللہ کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب بخاری کی الجامع الصحیح ہے۔''

حافظ ابن الصلاح رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ: ''بخاری کو ترجیح حاصل ہے، وہ لکھتے ہیں بخاری کی کتاب دونوں میں سے صحت کے اعتبار سے زیادہ صحیح ہے اور فوائد کے لحاظ سے دونوں سے بہتر ہے''۔

لیکن بعض مشائخ صحیح مسلم کو اوّلین درجہ دیتے ہیں۔ ابو علی نیشاپوری رحمہ اللہ کا قول ہے'' آسمان کے نیچے صحیح مسلم سے زیادہ کوئی صحیح کتاب نہیں۔'' اسی طرح بعض مغربی علماء سے یہ منقول ہے کہ وہ صحیح مسلم کو صحیح بخاری پر ترجیح دیتے ہیں۔

ابنِ حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''اسی طرح بعض علمائے مغرب سے منقول ہے کہ بعضوں نے صحیح مسلم کو صحیح بخاری پر فضیلت دی ہے، لیکن یہ فضیلت ان امور کی بنا پر ہے جن کا تعلق حسنِ سیاق اور وضع و ترتیب کی عمدگی سے ہے' کسی نے بھی اُن میں سے یہ نہیں کہا کہ یہ فضیلت زیادہ صحیح ہونے کی وجہ سے ہے''۔

ابو عبد الرحمٰن نسائی لکھتے ہیں' 'ان تمام کتابوں میں کوئی کتاب ایسی نہیں جو محمد بن اسماعیل کی کتاب سے زیادہ صحیح ہو'۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے فرمایا: جو شخص بخاری کی فضیلت کا قائل نہیں وہ مسلمانوں کی راہ کے خلاف چلتا ہے۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ قسم کھا کر کہتے ہیں کہ صحیح بخاری کو جتنی شہرت ملی، اس سے زیادہ کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔

حافظ ابنِ کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کے پڑھنے سے قحط سالی دور ہوتی ہے۔ اس کے ختم کرنے کی برکت سے بارش کا نزول قحط کے زمانے میں ہوتا ہے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں کتابیں اصل صحت میں مشترک ہیں، لیکن چند امور میں ان کا اختلاف ہے:

(i) امام بخاری رحمہ اللہ، امام مسلم رحمہ اللہ کے استاد ہیں، اس لیے استاد کو بزرگی حاصل ہے۔ امام بخاریؒ علم حدیث کو امام مسلم کی نسبت سے زیادہ جانتے ہیں، اس بنا پر صحیح مسلم پر فوقیت حاصل ہے۔

(ii) مسلم کی نسبت اتصال سند میں بخاری کی شرائط کڑی ہیں۔ اس سلسلہ میں امام بخاریؒ کا قول ہے کہ راوی جس سے روایت کرے اس کے ساتھ کم از کم ایک بار ملاقات شرط ہے۔ بخاری نے اس شرط کو پورا کیا ہے، لیکن مسلم کے ہاں یہ شرط لازم نہیں۔

(iii) امام بخاری رحمہ اللہ نے رواۃِ حدیث کی عدل وضبط کا بڑی احتیاط سے خیال رکھا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کے رجال ورواۃ صحیح مسلم کے رواۃِ حدیث کی نسبت کم مجروح ہیں۔

(iv) صحیح بخاری میں مسلم کی نسبت شاذ اور معلل احادیث بہت کم ہیں۔

(v) امام بخاری رحمہ اللہ کے سامنے تصنیفِ حدیث کا کوئی نمونہ نہیں تھا جب کہ امام مسلمؒ کے سامنے بخاری کا نمونہ موجود تھا، اس لیے مسلم خامیوں سے بچ گئے۔

(vi) بخاری کی اکثر احادیث پہلے طبقہ سے ہیں، جب کہ مسلم کی ایسی نہیں۔

(vii) بعض ناقدین کے نزدیک صحیح مسلم کو بخاری پر حسنِ ترتیب وتالیف کی بنا پر فوقیت حاصل ہونی چاہیے۔

(viii) امام بخاری رحمہ اللہ ذرا مشکل پسند ہیں جب کہ امام مسلمؒ کو سمجھنا آسان ہے۔

سنن ترمذی

نام ونسب: آپ کا نام محمد، ابوعیسیٰ کنیت، اور والد کا نام عیسیٰ ہے، پورا نسب یوں ہے: ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک سلمی رحمہ اللہ ترمذی، آپ قبیلہ بنوسلیم سے تعلق رکھتے تھے۔ اس لئے نسبت میں سلمی کہلاتے ہیں۔

تحصیل علم: امام ترمذی رحمہ اللہ جس دور میں پیدا ہوئے اس زمانہ میں علم حدیث درجہ شہرت کو پہنچ چکا تھا۔ بالخصوص خراسان اور ماوراء النہر کے علاقے تو مرکزی حیثیت رکھتے تھے۔ اور امام بخاری رحمہ اللہ جیسے جلیل القدر محدث کی مسندِ علم بچھ چکی تھی۔ امام ترمذی رحمہ اللہ کو شروع ہی سے تحصیل علم حدیث کا شوق دامن گیر ہوگیا تھا۔ چنانچہ آپ رحمہ اللہ نے طلب حدیث کے لئے مختلف حصوں، علاقوں اور ملکوں کا سفر کیا۔ بصرہ، کوفہ، واسط، رَے، خراسان اور حجاز میں برسوں زندگی گزاری۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"طَافَ الْبِلَادَ وَسَمِعَ خَلْقًا مِنَ الْخُرَاسَانِيِّينَ وَالْعِرَاقِيِّينَ وَالْحِجَازِيِّينَ".

ترجمہ: آپؒ نے کئی ممالک کا سفر کیا اور خراسان، عراق اور حجاز کے کئی لوگوں سے سُنا۔

زہد وتقویٰ: امام ترمذی رحمہ اللہ زہد اور خوفِ خدا اس درجہ رکھتے تھے کہ اس سے زیادہ کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا، خوف الٰہی سے بکثرت روتے روتے آنکھوں کی بینائی جاتی رہی تھی۔ بعض حضرات کی رائے ہے کہ آپ رحمہ اللہ مادر زاد نابینا تھے لیکن حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی تردید کی ہے۔

وفات: امام ترمذی رحمہ اللہ کا انتقال مشہور روایت کے مطابق 13 رجب 279ھ میں شب دوشنبہ کو خاص ترمذ میں ہوا اور آپ رحمہ اللہ نے ستر سال کی عمر پائی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تصانیف: امام ترمذی رحمہ اللہ نے بکثرت تصانیف کی ہیں۔ آپ کو فقہ اور تفسیر پر بھی کافی دستگاہ تھی جو ان کی سنن سے ظاہر ہے، ان کی مختلف کتابوں کا تذکرہ ملتا ہے۔

i. **الشمائل:** اس میں آپ نے چار سو حدیثیں جمع کی ہیں۔ یہ چھپن بابوں پر منقسم ہے۔ مختلف حضرات نے اس کی شرحیں لکھی ہیں جن میں ملا علی قاری رحمہ اللہ کی جمع الوسائل اور شیخ ابراہیم بیجوری کی مواہب لدنیہ اور مولانا احمد علی صاحب کا حاشیہ زیادہ مقبول ہے۔

ii. **العلل:** اس موضوع پر آپ نے دو کتابیں لکھی ہیں: ایک علل صغریٰ جو مطبوع ہے اور ایک علل کبریٰ، یہ بالکل نایاب ہے۔

iii. **الاسماء والکنی:** یہ اسماء وکنیت کے بارے میں ہیں۔

iv. **کتاب التاریخ:** اس کا تذکرہ ابن الندیم نے اپنی فہرست میں کیا ہے۔

v. **جامع ترمذی:** جامع ترمذی میں آپؒ نے امام ابوداؤد سجستانی رحمہ اللہ اور امام بخاری رحمہ اللہ دونوں کے طریقوں کو جمع کیا ہے۔ ایک طرف آپؒ نے احادیثِ احکام میں سے صرف ان احادیث کو لیا ہے جن میں فقہا کا عمل رہا ہے۔ دوسری طرف اس کو صرف احکام کے لئے مختص نہیں کیا' بلکہ امام بخاری رحمہ اللہ کی طرح سیر، آداب، تفسیر، عقائد، احکام، اشراط اور مناقب سب ابواب کی احادیث کو لے کر اپنی کتاب کو جامع بنا دیا ہے اور پھر علوم حدیث کی مختلف انواع کو اس میں اس طرح سمویا ہے کہ وہ علمِ حدیث کا مرقع بن گئی ہے۔

چنانچہ ابوجعفر بن الزبیر رحمہ اللہ صحاحِ ستہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ امام ترمذیؒ کو علم حدیث کی مختلف فنون کو جمع کرنے کے لحاظ سے جو امتیاز حاصل ہے اس میں کوئی اور ان کا شریک نہیں۔

جامع ترمذی کی شروح: جامع ترمذی کی اہمیت وافادیت کے پیشِ نظر علماء ومحدثین نے اس کے ساتھ پورا اعتناء کیا اور اس کی متعدد شروح وحواشی لکھے چند مشہور ومتداول شروح وحواشی یہ ہیں:

☆ عارضۃ الاحوذی از حافظ ابوبکر بن العربی مالکی رحمہ اللہ
☆ قوت المغتذی از علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ
☆ شرح ترمذی از ابوالطیب مدنی رحمہ اللہ
☆ شرح ترمذی از شیخ سراج احمد سرہندی رحمہ اللہ
☆ نفع قوت المغتذی از علامہ لمتی رحمہ اللہ
☆ شرح ترمذی از حافظ ابوالفتح محمد بن محمد بن سید الناس شافعی رحمہ اللہ
☆ معارف السنن از مولانا محمد یوسف صاحب بنوری مدظلہ
☆ الکوکب الدری از حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی

احادیث جامع ترمذی: ''جامع ترمذی'' میں مندرجہ ذیل قسم کی احادیث پائی جاتی ہیں:

(i) ایسی احادیث جو نسائی اور ابوداؤد کی شرائط کے مطابق ہیں۔

(ii) ایسی احادیث جن کی صحت قطعی وحتمی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(iii) ایسی احادیث جن کی علت امام ترمذی رحمہ اللہ نے خود بیان کر دی ہے۔

(iv) ایسی احادیث جن پر فقہا نے عمل کیا ہے۔

جامع ترمذی کی خصوصیات: جامع ترمذی مندرجہ ذیل خصوصیات کی متحمل ہے:

(1) ہر حدیث کے راوی صحابی کا نام درج کیا گیا ہے۔

(2) ایسی حدیث جس میں مختلف مسائل ہوں' اس میں علما کا اختلاف بھی بیان کر دیا گیا ہے۔

(3) ہر راوی کی شخصیت اور دیانت کا ذکر بھی کیا گیا ہے تا کہ اس کے ضبط اور عدل کا اندازہ ہو۔

(4) ہر حدیث کے ساتھ اس کی قسم بھی درج کر دی گئی ہے۔ مثلاً ضعیف، حسن، غریب، صحیح وغیرہ۔

سنن ابوداؤد

نام ونسب: ابوداؤد کنیت، سلیمان نام اور والد کا اسم گرامی اشعث ہے۔ سلسلہ نسب یہ ہے: ابوداؤد سلیمان بن اشعث بن اسحاق السجستانی رحمہ اللہ۔

سن پیدائش: امام ابوداؤد رحمہ اللہ سجستان میں 202ھ میں پیدا ہوئے' لیکن آپؒ نے زندگی کا بڑا حصہ بغداد میں گزارا اور وہیں اپنی سنن کی تالیف کی' اسی لئے ان سے روایت کرنے والوں کی اس اطراف میں کثرت ہے۔ پھر بعض وجوہ کی بنا پر 271ھ میں بغداد کو خیر باد کہا اور زندگی کے آخری چار سال بصرہ میں گزارے جو اس وقت علم وفن کے لحاظ سے مرکزی حیثیت رکھتا تھا۔

تحصیل علم: آپ رحمہ اللہ نے جس زمانہ میں آنکھیں کھولیں' اس وقت علمِ حدیث کا حلقہ بہت وسیع ہو چکا تھا۔ آپ نے بلادِ اسلامیہ (اسلامی ممالک) میں عموماً اور مصر، شام، حجاز، عراق، خراسان اور جزیرہ وغیرہ میں خصوصیت کے ساتھ کثرت سے گشت کر کے اس زمانہ کے تمام مشاہیر اساتذہ وشیوخ سے علم حدیث حاصل کیا۔ صاحب اکمال نے لکھا ہے کہ آپؒ بغداد متعدد بار تشریف لائے۔

اصحاب وتلامذہ: ان کے تلامذہ کا شمار بھی مشکل ہے۔ ان کے حلقہ درس میں کبھی کبھی ہزاروں کا اجتماع ہوتا تھا۔ علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ان کے لئے سب سے زیادہ قابلِ فخر بات یہ ہے کہ امام ترمذی رحمہ اللہ اور امام نسائی رحمہ اللہ ان کے تلامذہ میں سے ہیں۔ اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ خود امام احمدؒ تو ان کے اساتذہ سے ہیں' لیکن امام احمد رحمہ اللہ کے بعض استادوں نے ان سے روایت کی ہے' بلکہ خود امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے بھی حدیث عتیرہ کو ان سے روایت کیا ہے اور امام ابوداؤد رحمہ اللہ اس پر فخر کیا کرتے تھے۔ ان کے علاوہ آپؒ کے شاگردوں میں سے چار شخص جماعت محدثین کے سردار و پیشوا ہوئے ہیں۔ ابوبکر بن ابی داؤد آپؒ کے صاحبزادے' لولوی' ابن الاعرابی، ابن واسہ رحمہ اللہ۔

فن حدیث میں کمال: ابراہیم حربی رحمہ اللہ نے' جو اس زمانہ کے عمدہ محدثین میں سے ہیں' جب سنن ابوداؤد کو دیکھا تو فرمایا کہ ابوداؤد کے لئے حق تعالیٰ نے علم حدیث ایسا نرم کر دیا ہے جیسے حضرت داؤد رحمہ اللہ کے لئے لوہا ہوا تھا۔

زہد وتقویٰ: ابوحاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام موصوف حفظِ حدیث، اتقانِ روایت، زہد وعبادت اور یقین وتوکل میں یکتائے روزگار تھے۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ورع وتقویٰ، عفت وعبادت کے بہت اونچے مقام پر فائز تھے۔ ان

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کی زندگی کا مشہور واقعہ ہے کہ ان کے کرتے کی ایک آستین تنگ تھی اور ایک کشادہ جب اس کا راز دریافت کیا گیا تو بتایا کہ ایک آستین میں اپنے نوشتے رکھ لیتا ہوں اس لئے اس کو کشادہ بنالیا ہے اور دوسری کو کشادہ کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی' اس میں کوئی فائدہ نہ تھا' اس لئے اس کو تنگ ہی رکھا۔

آپ رحمہ اللہ کے فضل وکمال کا اعتراف: امام ابوداؤد کو علم و عمل میں جو امتیازی مقام حاصل تھا' اس زمانہ کے علما و مشائخ کو بھی اس کا پورا پورا اعتراف تھا۔ چنانچہ حافظ موسیٰ بن ہارونؒ جو ان کے معاصر تھے' فرماتے ہیں کہ ابوداؤد دنیا میں حدیث کے لئے اور آخرت میں جنت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ میں نے ان سے افضل کسی کو نہیں دیکھا۔ امام حاکم فرماتے ہیں کہ امام ابوداؤد رحمہ اللہ بلا شک وشبہ اپنے زمانہ میں محدثین کے امام تھے۔

وفات: امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے تہتر (73) سال کی عمر پا کر 12 شوال 675ھ میں انتقال فرمایا اور بصرہ میں امام سفیان ثوریؒ کے پہلو میں مدفون ہیں' یوم وفات بروز جمعہ ہے۔

مثل ایوان سحر مرقد فروزاں ہو تیرا
نور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہو تیرا

تصنیفات: امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے بہت سا علمی ذخیرہ اپنی یادگار چھوڑا ہے جس کی مجمل فہرست درج ذیل ہے:

مراسیل، الرد علی القدریہ، الناسخ والمنسوخ، ما تفرد بہ اہل الامصار، فضائل الانصار، مسند مالک بن انس، المسائل' معرفۃ الاوقات، کتاب بدء الوحی، سنن، ان میں سب سے زیادہ اہم آپؒ کی سنن ہے۔

سنن ابوداؤد: پانچ لاکھ احادیث نبویہ ﷺ کا وہ بہترین انتخاب اور گراں بہا مجموعہ ہے جو علم دین میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔

علامہ خطابی رحمہ اللہ اپنی مشہور کتاب "معالم السنن" میں فرماتے ہیں: امام ابوداؤد رحمہ اللہ کی کتاب السنن بلاشبہ ایسی عمدہ کتاب ہے کہ علم دین میں ایسی کوئی کتاب تصنیف نہیں ہوئی۔ یہ کتاب علما کے امام فرقوں اور فقہا کے سب طبقوں میں باوجود اختلاف مذاہب کے حکم مانی جاتی ہے۔

وجہ تالیف: علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حفاظ حدیث کی ایک جماعت ایسی تھی جس نے اپنی پوری توجہ استنباط مسائل اور اس میں غور وفکر کرنے پر ہی صرف کر ڈالی۔ یہاں تک کہ ناقلین حدیث کی پہلی جماعت جو فتویٰ دینے سے بھی احتراز کرتی تھی' ان کا مقصد صرف حضور ﷺ کی احادیث کو روایت کرنا تھا اور یہ حضرت آئمہ مجتہدین کی فقہی باریکیوں سے ناواقف تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے معتقدین میں سے بعد کے کچھ لوگوں نے آئمہ پر نقد کرنا شروع کر دیا۔ جیسے حمیدی نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر اور احمد بن عبداللہ عجلی نے امام شافعی رحمہ اللہ پر سخت تنقید کی اور کہا کہ یہ لوگ قابل اعتماد تو ہیں' لیکن انہیں حدیث سے واقفیت نہیں۔

پس امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے ضرورت محسوس کی کہ فن حدیث میں ایک نئے انداز کی کتاب کی ضرورت ہے جس میں ان احادیث کا استیعاب ہو' جن سے آئمہ نے اپنے مذہب پر استدلال کیا ہے چنانچہ آپ نے اپنی اس کتاب میں فقہا کے مستدلات ہی کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خود فرماتے ہیں کہ میری اس کتاب میں مالک ثوری رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ کے مذاہب کی بنیادیں موجود ہیں۔ اسی کے پیشِ نظر امام غزالی رحمہ اللہ نے تصریح کی ہے کہ علمِ حدیث میں صرف یہی ایک کتاب مجتہد کے لئے کافی ہے۔

تعداد روایات: امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے پانچ لاکھ احادیث کے مجموعہ میں صرف چار ہزار آٹھ سو احادیث کو منتخب کر کے اس سنن میں درج کیا ہے۔ مزید برآں چھ سو مراسیل بھی ہیں اور جمہور کے یہاں مرسل حدیث قابلِ حجت ہے۔ امام ابوداؤد اور آپ کے استاد احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ اس کے خلاف ہیں تو کل تعداد 5400 ہوئی۔

صحت کے لحاظ سے صحاح ستہ میں سنن ابوداؤد کا مقام: یہ بات تو متفق علیہ ہے کہ صحت کے لحاظ سے صحیحین (بخاری و مسلم) کو سننِ اربعہ پر فضیلت حاصل ہے' لیکن ان کے بعد کی ترتیب میں علما کا اختلاف ہے۔ بعض حضرات نے نسائی شریف کو تیسرا درجہ دیا ہے اور بعض نے جامع ترمذی کو، شاہ عبدالعزیز صاحب نے جہاں کتب حدیث کے طبقات بیان کئے ہیں' وہاں سنن ابوداؤد کو دوسرے طبقے میں شمار کیا ہے' لیکن صاحب ''مفتاح السعادۃ'' نے لکھا ہے کہ سب سے اونچا درجہ بخاری شریف کا ہے' اس کے بعد صحیح مسلم کا، پھر سنن ابوداؤد کا اور یہی ترتیب مناسب ہے' کیونکہ امام مسلمؒ نے اپنی کتاب میں رجال کے تین طبقے قائم کئے ہیں جس کے متعلق امام حاکم اور حافظ بیہقی نے لکھا ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب میں صرف پہلے ہی طبقہ کی روایات کو جگہ دی ہے' لیکن قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے طبقہ ثانیہ کی روایات کو بھی اپنی کتاب میں درج کیا ہے۔ علامہ نوویؒ نے ان کے قول کی تحسین کی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ دونوں کے شرائط ایک ہیں یعنی مسلم شریف میں صحیح اور حسن دو طرح کی روایات ہیں۔ لیکن امام زین العراقی نے اس کو تسلیم نہیں کیا کہ دونوں کے شرائط ایک ہیں' کیونکہ امام مسلمؒ نے اپنی کتاب میں صحت کا التزام کیا ہے۔ ان کی کتاب کی کسی حدیث کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ ان کے نزدیک حسن ہے۔ اس لئے کہ حدیث حسن کا درجہ صحیح سے کمتر ہے اور امام ابوداؤد کا مشہور قول ہے کہ

مَاسَکَتُّ عَنْهُ فَهُوَ صَالِحٌ

ترجمہ: جس حدیث سے میں سکوت اختیار کروں وہ قابلِ استدلال ہے۔

اس میں حسن و صحیح دونوں کا احتمال ہے۔ امام ابوداؤدؒ سے یہ کہیں منقول نہیں کہ جس کو میں صالح کہوں وہ صحیح ہی ہے۔

سنن ابی داؤد کی مقبولیت: امام موصوف کے شاگرد حافظ محمد بن مخلد دوری کا بیان ہے کہ آپؒ نے ''کتاب السنن'' تصنیف کی اور اسے لوگوں کے سامنے پڑھا تو محدثین کے لئے ان کی کتاب قرآن کی طرح قابلِ اتباع بن گئی۔

یحیٰی بن زکریا بن یحیٰی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اصل اسلام کتاب اللہ ہے اور فرمانِ اسلام سنن ابی داؤد۔ علامہ ابن حزمؒ کا بیان ہے کہ ایک بار حافظ سعید بن سکن کی خدمت میں اصحابِ حدیث کی ایک جماعت حاضر ہوئی اور انہوں نے کہا ہمارے سامنے حدیث کی بہت سی کتابیں آ گئی ہیں۔ اگر شیخ اس سلسلہ میں کچھ ایسی کتابوں کی طرف ہم لوگوں کی رہنمائی کریں کہ جن پر ہم اکتفا کر سکیں تو بہتر ہے۔

حافظ ابن السکن نے یہ سن کر کچھ جواب نہیں دیا' بلکہ اٹھ کر سیدھے اندر گھر میں تشریف لے گئے اور کتابوں کے چار بستے لا کر اوپر تلے رکھ دیے۔ پھر فرمانے لگے یہ اسلام کی بنیادیں ہیں: کتاب مسلم، کتاب بخاری، کتاب ابی داؤد، کتاب نسائی۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سنن ابی داؤد کے حواشی وشروح : علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے صحیحین پر تو بہت کچھ لکھا ہے اور مطول ومختصر اور متوسط ہر قسم کی شروح لکھی ہیں۔ لیکن سنن ابی داؤد کے ساتھ صحیحین جیسا اعتناء نہیں کیا تاہم علما نے اس کی متعدد شرحیں اور حواشی لکھے ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں:

☆ معالم السنن از ابوسلیمان احمد بن محمد بن ابراہیم بن خطاب الخطابی رحمہ اللہ
☆ مرقاۃ الصعود از علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ
☆ تہذیب السنن از حافظ شمس الدین محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد بن القیم الجوزی الحنبلی رحمہ اللہ
☆ شرح سنن ابی داود از شیخ قطب الدین ابوبکر بن احمد بن وعین الیمنی الشافعی رحمہ اللہ
☆ فلاح و بہبود شرح اردو قال ابوداؤد از نادم صاحب

سنن النسائی

نام ونسب : احمد نام، ابوعبدالرحمٰن کنیت، والد کا نام شعیب ہے۔ پورا نسب یوں ہے احمد بن شعیب بن علی بن بحر بن النسائی رحمہ اللہ، خراسان اور ماوراء النہر کا علاقہ ہمیشہ سے علم وفن اور ارباب کمال کا مرکز رہا ہے۔ تاریخ اسلام کے سینکڑوں نامور فضلاء اس خاک سے اٹھے ہیں۔ امام نسائی بھی اسی زرخیز خاک کے ایک مایۂ ناز فرزند تھے۔

سنہ پیدائش: امام نسائی 215ھ میں پیدا ہوئے بعض نے آپ کا سن پیدائش 214ھ بتایا ہے مگر ''تہذیب'' میں خود امام نسائی کی زبانی منقول ہے کہ میری پیدائش 215ھ میں ہوئی۔

تحصیل علم : آپ رحمہ اللہ نے ابتدائی تعلیم اپنے شہر کے شیوخ سے حاصل کی۔ اس کے بعد 230ھ میں سب سے پہلے قتیبہ بن سعید رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَحَلَ اِلٰی قُتَیْبَةَ وَلَهُ خَمْسَ عَشْرَةَ وَقَامَ سَنَةً وَشَهْرَیْنِ .

ترجمہ: سب سے پہلے امام قتیبہ رحمہ اللہ کی خدمت میں سفر کر کے گئے جبکہ عمر پندرہ سال کی تھی اور ان کے پاس ایک سال دو ماہ قیام رہا۔ اس کے بعد دوسرے شیوخ واساتذہ سے استفادہ کے لئے دنیائے اسلام کے مختلف حصوں کا سفر کیا۔

شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ انہوں نے خراسان، عراق، حجاز، جزیرہ، شام اور مصر وغیرہ بہت سے شہروں کے اکابر شیوخ واساتذہ سے استفادہ کیا۔ اس کے بعد آپ نے مصر کو اپنے علوم کی نشر واشاعت کا مرکز بنالیا۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ مصر میں مستقل طور پر سکونت اختیار کی۔ ان کی تصانیف ہر اطراف میں پھیلیں اور بہت سے لوگوں نے آپؒ سے علم حاصل کیا اور حدیث کی روایت کی۔ پھر آخر میں ماہ ذیقعد 302ھ میں مصر سے دمشق آ گئے۔

زھد تقوی : امام نسائی رحمہ اللہ زہد وتقویٰ میں یکتائے روزگار تھے۔ آپؒ ایک روز روزہ رکھتے تھے اور دوسرے روز افطار کرتے تھے۔ حافظ محمد بن مظفر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے مصر میں اپنے مشائخ سے سنا ہے وہ بیان کرتے تھے کہ امام نسائیؒ کے دن رات کا اکثر حصہ عبادت میں گزرتا تھا اور اکثر حج بیت اللہ کیا کرتے تھے۔

علماومعاصرین کا اعتراف : حافظ ابن حجر رحمہ اللہ، علامہ ذہبی رحمہ اللہ اور ابن کثیر رحمہ اللہ وغیرہ نے بہت سے اہل علم کے اقوال نقل کئے ہیں جنہوں نے امام نسائی رحمہ اللہ کی رفعت شان اور فضل وکمال کا اعتراف کیا ہے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مؤرخ ابنِ خلکان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپؒ اپنے زمانہ میں حدیث کے امام تھے۔

ابو سعید عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ ''مصرف'' میں لکھا ہے کہ آپ حدیث میں امام، ثقہ، معتبر اور حافظ تھے۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اپنے زمانہ کے تمام محدثین سے (شیخین کے بعد) بلند اور اونچے تھے۔

امام نسائی پر دور ابتلاء : امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کو مصر میں جو شہرت و عظمت اور مقبولیت حاصل ہوئی اس کی بنا پر حاسدین حسد کرنے لگے۔ اس لئے آپؒ نے ذیقعدہ 302ھ میں مصر کو خیر باد کہا اور وہاں سے فلسطین کے ایک مقام رملہ آ گئے۔ چونکہ شام میں بنی اُمیہ کی طویل حکومت کے سبب سے خارجیت و ناصبیت کا زور تھا۔ عوام حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بدگمان تھے۔ اس لئے آپ دمشق تشریف لے گئے اور جامع دمشق میں ممبر پر چڑھ کر کتاب ''خصائص علی رضی اللہ عنہ'' سنانی شروع کی ابھی تھوڑی ہی پڑھی تھی کہ کسی سائل نے سوال کیا۔ آپؒ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل پر بھی کوئی کتاب لکھی ہے؟ آپؒ نے فرمایا: معاویہ کے لئے یہی کافی ہے کہ برابر برابر چھوٹ جائیں۔

دوسری روایت یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے ان کے مناقب میں بجز اس حدیث کے **لا اشبع اللّٰہ بطنہ** اور کوئی حدیث نہیں پہنچی۔ اس پر عوام نے مشتعل ہو کر زدوکوب شروع کر دی۔ امام صاحب کے نازک مقام پر چند سخت چوٹیں آئیں۔ جن کے سبب سے امام صاحب نیم جاں ہو گئے۔ اسی حالت میں لوگ آپ کو مکان پر لائے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھ کو مکہ مکرمہ لے چلو تاکہ میرا انتقال مکہ معظمہ میں ہو۔

وفات: آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات 13 صفر 303ھ میں پیر کے دن مکہ معظمہ پہنچنے پر ہوئی اور وہاں صفا و مروہ کے درمیان دفن کیے گئے۔

اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار

تصانیف: امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف موضوع پر کتابیں لکھی ہیں، جن کتابوں کے نام معلوم ہو سکے وہ درج ذیل ہیں:

السنن الکبریٰ، کتاب الجمعہ، عمل الیوم واللیلۃ، کتاب اضعفاء والمترکین، کتاب الاسماء والکنیٰ، خصائص علیؓ

سنن نسائی کا تعارف : سنن نسائی میں آپؒ نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ و امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی طرح صرف صحیح الاسناد روایات ہی کو لیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تصنیف بخاری و مسلم دونوں کے طریقوں کی جامع سمجھی جاتی ہے اور عللِ حدیث کا بیان اس پر مستزاد ہے اس کے ساتھ حُسنِ ترتیب اور جودتِ تالیف میں بھی ممتاز ہے۔

تالیف سنن : حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام نسائی جب ''سنن کبریٰ'' کی تالیف سے فارغ ہوئے تو اس کو امیر رملہ کی خدمت میں پیش کیا۔ امیر موصوف نے امام ممدوح سے دریافت کیا کہ اس میں جو کچھ ہے وہ سب صحیح ہے؟ آپؒ نے فرمایا: نہیں! اس پر امیر نے فرمائش کی کہ میرے لئے صرف صحیح روایات کو جمع کر دیجیے تو امام نسائیؒ نے ان کے لئے سنن صغریٰ تصنیف کی، جو ''مجتبیٰ'' کے نام سے مشہور ہے اور صحاح ستہ میں داخل ہے۔

مجتبیٰ اجتباء سے ہے جس کے معنی انتخاب اور برگزیدہ کرنے کے ہیں اور مجتنیٰ اجتناء سے ہے جس کے معنی درخت سے پختہ میوہ چننے کے ہیں۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ از سید جمال الدین)

سنن نسائی کے بارے میں حافظ ذھبی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے : علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ''سیر اعلام النبلاء'' میں امام

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نسائی کے ترجمہ میں اس واقعہ کے متعلق لکھا ہے کہ یہ روایت صحیح نہیں' بلکہ مجتبیٰ ابن السنی کا اختصار ہے جو امام نسائی کے شاگرد ہیں۔

مولانا عبدالرشید نعمانی ؒ کی رائے بھی یہی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ بالفعل جو کتاب سنن نسائی کے نام سے ہمارے یہاں داخلِ درس ہے' وہ دراصل امام موصوف کی تصنیف نہیں' بلکہ ان کی کتاب کا اختصار ہے، جو ان کے نامور شاگرد حافظ ابوبکر بن السنی کے قلم کا مرہونِ منت ہے۔ اس کا مختصر نام المجتبیٰ ہے اور اس کو سنن صغریٰ بھی کہا جاتا ہے۔

شروح وتعلیقات: سنن نسائی کی اہم شروح یہ ہیں:

☆ چھے صدی گزرنے کے بعد جلال الدین سیوطیؒ نے اس پر ایک تعلیق لکھی، جس کا نام ''زہر الربی علی المجتبیٰ'' ہے۔

☆ دوسری تعلیق یا حاشیہ شیخ ابوالحسن نورالدین محمد بن عبدالہادی سندھی ؒ کا ہے۔ ☆ تیسری شرح ابوحفص سراج عمر بن علی بن محمد ؒ کی ہے۔ ☆ چوتھے حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارنپور کی تعلیق ہے جو حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب اور حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب وغیرہم کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔ اس میں مشکل مقامات کا حل، اغلاطِ طباعت کی تصحیح اور امام نسائی کے قول ''هٰذَا مُنْكَرٌ وَهٰذَا صَوَابٌ'' پر محققانہ بحث اور اس کتاب کی خصوصیات وتراجم پر سیر حاصل کلام کیا گیا ہے۔

سنن ابن ماجہ

نام ونسب: محمد نام، ابوعبداللہ کنیت، القزوینی نسبت، ابن ماجہ عرف اور والد کا نام یزید ہے۔ عام کتابوں میں دادا کا نام مذکور نہیں' لیکن شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے ''بستان المحدثین'' میں دادا کا نام عبداللہ لکھا ہے۔ اب شجرۂ نسب یوں ہے۔ ابوعبداللہ محمد بن یزید بن عبداللہ ابن ماجہ القزوینی۔

ولادت باسعادت: امام ابنِ ماجہ ؒ کی ولادت 209ھ/824ء میں واقع ہوئی۔

عہد طالب علمی: امام ابنِ ماجہ ؒ کے بچپن کا زمانہ علوم وفنون کے لئے باغ وبہار کا زمانہ تھا۔ اس وقت بنوعباس کا آفتابِ اقبال نصف النہار پر تھا اور قزوین میں بڑے بڑے علما مثلاً ابوالحسن علی بن محمد طنافسی، ابوحجر عمرو بن رافع بجلی، ابوسلیمان (ابوسہل) اسماعیل بن توبہ قزوینی، ابوموسیٰ ہارون بن موسیٰ بن حبان تمیمی اور ابوبکر محمد بن ابی خالد یزید قزوینی طبری ؒ وغیرہ مسندِ درس وافتا پر جلوہ افروز تھے۔ امام ابن ماجہؒ نے پہلے ان سے حدیث کے لئے طرق واسانید کا جتنا سرمایہ درکار تھا وہ حاصل کیا۔

طلبِ حدیث کے لئے رحلت: امام ابنِ ماجہ ؒ اکیس بائیس سال کی عمر تک وطنِ عزیز ہی میں تحصیلِ علم میں مصروف رہے۔ جب یہاں سے فارغ ہوئے تو دوسرے ممالک کا سفر اختیار کیا آپ کی رحلتِ علمیہ کی صحیح تاریخ تو معلوم نہ ہو سکی، مگر علامہ صفی الدین خزرجی نے خلاصہ ''تذہیب تہذیب الکمال'' میں اسماعیل بن عبداللہ بن زرارہ ابوالحسن رزی کے ترجمہ میں تصریح کی ہے کہ ابنِ ماجہ ؒ نے 230ھ کے بعد سفر کیا ہے اس سے اتنا معلوم ہوا کہ غالباً آپؒ عمر کے تیئسویں سال ملک سے باہر نکلے اور حسبِ تصریح مؤرخین مختلف ممالک خراسان' عراق، حجاز، مصر، شام اور مختلف شہروں رے، بصرہ، کوفہ، بغداد، مکہ اور دمشق وغیرہ کی خاک چھانی ہے۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانی ؒ تحریر فرماتے ہیں کہ خراسان، عراق، حجاز، مصر، شام اور دیگر بلاد میں سماعِ حدیث کیا۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وفات : امام ابنِ ماجہ رحمہ اللہ کی وفات خلیفہ معتمد باللہ عباسی کے عہد میں ہوئی ہے۔ بقیہ مصنفین صحاح ستہ نے بھی بجز امام نسائی کے اسی کے دورِ خلافت میں وفات پائی ہے۔ حافظ ابوالفضل محمد بن طاہر مقدسی "شروط الائمة السنه" میں لکھتے ہیں کہ میں نے قزوین میں امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کی تاریخ کا نسخہ دیکھا تھا۔ یہ عہد صحابہ سے لے کر ان کے زمانہ تک کے رجال کے حالات پر مشتمل ہے۔ اس تاریخ کے آخر میں امام ممدوح کے شاگرد جعفر بن ادریس رحمہ اللہ کے قلم سے حسب ذیل تحریر ثبت تھی:

''ابو عبداللہ محمد بن یزید ابنِ ماجہ نے دوشنبہ کے دن انتقال فرمایا اور سہ شنبہ 22 ماہ رمضان المبارک 273ھ کو دفن کیے گئے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر 64 سال تھی۔ آپ کے بھائی ابوبکر نے آپؒ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کے برادران ابوبکر اور ابوعبداللہ اور آپ کے صاحبزادے عبداللہ نے آپ کو قبر میں اتارا اور دفن کیا۔

تصانیف : امام ابنِ ماجہؒ نے حسب ذیل تصانیف یادگار چھوڑیں:

(i) **التفسیر** : جس کے متعلق مشہور مفسر حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ "البداية والنهاية" میں لکھتے ہیں: ''ولابن ماجه تفسير حافل'' اس تصریح سے معلوم ہوا کہ یہ ایک ضخیم تالیف ہے۔ اس میں امام ابن ماجہ نے قرآن مجید کی تفسیر کے سلسلہ میں جس قدر احادیث اور صحابہؓ و تابعین کے اقوال مل سکے ہیں۔ ان سب کو بالاسناد روایت کیا ہے۔

(ii) **التاریخ** : جس کا تعارف مؤرخ ابن خلکان رحمہ اللہ نے "تاریخِ ملیح" اور محدث ابنِ کثیر نے "تاریخِ کامل" کے الفاظ سے کرایا ہے۔ یہ صحابہؓ سے لے کر مصنف کے عہد تک کی تاریخ ہے جس میں بلادِ اسلامیہ اور راویانِ حدیث کے حالات ہیں۔

(iii) **السنن** : امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کی وہ مایہ ناز اور شہرۂ آفاق تصنیف ہے، جس نے آپؒ کی امامتِ فن کا سکہ بٹھایا۔

حافظ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ نے ''تذکرۃ الحفاظ'' میں خود امام ابنِ ماجہ کی زبانی نقل کیا ہے کہ میں نے اس سنن کو جب امام ابوزرعہ کے سامنے پیش کیا تو وہ اس کو دیکھ کر فرمانے لگے: میں سمجھتا ہوں اگر یہ کتاب لوگوں کے ہاتھوں میں آ گئی تو یہ (حدیث کی موجودہ) تصنیفات یا ان میں سے اکثر معطل ہو کر رہ جائیں گی۔

محدث ابوالقاسم امام الدین عبدالکریم بن محمد قزوینی رحمہ اللہ ''تاریخ قزوین'' میں رقمطراز ہیں کہ حافظِ حدیث امام ابنِ ماجہ کی کتاب کو صحیحین، سنن ابی داؤد اور سنن نسائی کے برابر رکھتے ہیں اور اس کی روایات سے احتجاج کرتے ہیں۔

حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان کی کتاب سنن (احکام) میں ایک عمدہ اور جامع کتاب ہے۔

تعداد روایات : امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے لاکھوں احادیث کے ذخیرے سے چار ہزار روایات کا انتخاب کر کے بتیس کتب اور پندرہ سو ابواب کے تحت پوری مناسبت کے ساتھ درج کیا ہے۔

صحت کے اعتبار سے سنن ابی ماجہ کا درجہ : حافظ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ سنن ابوعبداللہ (ابنِ ماجہ) اچھی کتاب ہے، کاش اس کو چند ایسی حدیثیں، جو تعداد میں زیادہ نہیں، خراب نہ کرتیں۔

ابوزرعہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ ابن ماجہ کی کتاب کا مطالعہ کیا تو اس میں بجز تھوڑی سی مقدار کے کہ جن میں کچھ خرابی موجود ہے اور کوئی بات نہ دیکھی۔ چنانچہ انہوں نے کچھ او پر دس روایات ایسی ذکر کی ہیں، لیکن حافظ ذہبیؒ نے ''تذکرۃ الحفاظ'' میں ابوزرعہ رحمہ اللہ ہی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ شاید اس میں پوری تیس حدیثیں بھی ایسی نہ ہوں کہ جن کی اسناد میں ضعف ہو۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شروح وتعلیقات: سنن ابنِ ماجہ پر بڑے بڑے حافظ اور اہلِ فن حضرات نے شروح وتعلیقات لکھی ہیں:

☆ شرح سنن ابنِ ماجہ از حافظ علاء الدین بن قلیج بن عبداللہ مغلطائی رحمہ اللہ (پانچ جلدیں)

☆ شرح سنن ابنِ ماجہ از علامہ ابن رجب زبیری رحمہ اللہ ☆ مفتاح الحاجۃ از شیخ محمد علوی رحمہ اللہ

☆ ماتمس الیہ الحاجہ علی سنن ابن ماجہ از مشہور مصنف شیخ سراج الدین عمر بن علی بن الملقن رحمہ اللہ

☆ الدیباجہ فی شرح سنن ابن ماجہ از شیخ کمال الدین محمد بن موسید میری رحمہ اللہ متوفی 808ھ (پانچ جلدیں)

☆ مصباح الزجاجہ از علامہ جلال الدین سیوطی" ☆ حاشیہ بر سنن ابنِ ماجہ از مولانا فخر الحسن گنگوہی رحمہ اللہ

سنن ابن ماجه کی خصوصیات: سنن ابنِ ماجہ کی خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

(1) اس کتاب میں اکثر احادیث وہ ہیں جو دوسری کتاب صحاح میں نہیں ہیں۔

(2) اس میں مکرر احادیث نہیں ہیں۔

(3) اس میں احکام ومسائل پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔

(4) اس کی ترتیب فقہی ابواب کے لحاظ سے قائم کی گئی ہے۔

ابن ماجه پر اعتراضات: سنن ابنِ ماجہ پر مندرجہ ذیل اعتراضات کیے جاتے ہیں:

(1) اس کتاب میں بعض ایسے راویوں کی احادیث بھی درج کردی گئی ہیں جن پر جھوٹ اور احادیث کے سرقہ کا الزام ہے۔

(2) اس میں ضعیف روایات کو بھی شامل کردیا گیا ہے۔

(3) اس کتاب میں موضوع احادیث کے اندراج کا بھی شبہ ہے۔

مطالعه متن حديث

☆ حصہ نصاب پنجاب یونیورسٹی بی ایس (چار سالہ)

احادیث کا ترجمه وتشریح

1. الجامع الصحیح للبخاری کی کتاب الإیمان سے 15 منتخب احادیث کا ترجمه وتشریح

حدیث: 1

عَنِ	ابْنِ	عُمَرَ	رَضِيَ	اللّٰهُ	عَنْهُمَا	قَالَ
سے	بیٹا	عمر	راضی ہوا	اللہ	ان دونوں سے	کہا

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے، انہوں نے کہا۔

قَالَ	رَسُوْلُ	اللّٰهِ	صلی اللہ علیہ وسلم	بُنِيَ	الْإِسْلَامُ	عَلٰى	خَمْسٍ
فرمایا	پیغمبر	اللہ	ﷺ	بنیاد	اسلام	اوپر	پانچ

رسول اللہ ﷺ کو فرمایا، اسلام کی بنیاد پانچ (ارکان) پر رکھی گئی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اَللّٰهِ	رَسُوْلُ	مُحَمَّدًا	اَنَّ	وَ	اللّٰهُ	اِلَّا	اِلٰهَ	لَا	اَنْ	شَهَادَةِ
اللہ	رسول	محمد	بے شک	اور	اللہ	مگر	معبود	نہیں	یہ کہ	گواہی

اس گواہی پر کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یقیناً محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔

رَمَضَان	صَوْمُ	وَ	الْحَجُّ	وَ	الزَّكٰوةِ	اِيْتَاءُ	وَ	الصَّلٰوةِ	اِقَامُ	وَ
رمضان	روزہ	اور	حج	اور	زکوٰۃ	ادا کرنا	اور	نماز	قائم کرنا	اور

اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے اور حج کرنے اور رمضان کے روزے رکھنے پر۔ (صحیح بخاری کتاب الایمان حدیث: 07)

تشریح اس حدیث میں اسلام کو ایک ایسی عمارت سے تشبیہ دی گئی ہے جس کی بنیاد پانچ ستونوں پر قائم ہے۔ اگر یہ ستون گرا دیے جائیں تو ساری عمارت نیچے گر جائے گی اور جب یہ ستون مضبوط ہوں گے تو کوئی طوفان یا آندھی وزلزلہ اس کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا' اسی طرح ارکانِ اسلام کی مثال ہے جو ان میں سے کسی ایک یا تمام ارکان کو چھوڑ دے گا تو اس کا ایمان اور اس کا دین سلامت و محفوظ نہیں رہے گا' اسلام کے پانچ بنیادی ارکان یہ ہیں:

i) **کلمہ شہادت**: کلمہ شہادت اسلام کی کنجی اور اس کا پہلا بنیادی رکن ہے۔ کلمہ شہادت کے ذریعے ہی ایک کافر مسلمان اور دشمن دوست بن کر اپنی جان و مال کو بچاتا ہے۔ اس لیے سب سے پہلے مخلوق پر جو ذمہ داری عائد ہوتی ہے وہ کلمہ شہادت کا اقرار ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں' وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں' اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

ii) **نماز**: نماز ایک بدنی عبادت ہے جو امیر' غریب' بوڑھے' جوان' عورت' مرد' بیمار و تندرست سب پر دن میں پانچ مرتبہ فرض کی گئی ہے اور کسی حالت میں بھی اس کو ترک کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر کوئی کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتا تو بیٹھ کر پڑھ لے اور اگر بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتا تو لیٹ کر ادا کر لے اور اگر لیٹ کر بھی ادا نہیں کر سکتا تو اشاروں سے پڑھ لے' اور اگر بے ہوشی کی حالت میں نماز کا وقت گزر گیا تو جب ہوش آئے تب ادا کر لے' مگر جان بوجھ کر اس کو لیٹ ادا کرنا یا قضا کرنا مناسب نہیں' کیوں کہ حکمِ الٰہی ہے:

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا۝ (النساء: 103)

ترجمہ: بے شک نماز کا مومنوں پر مقررہ اوقات میں ادا کرنا فرض ہے۔

نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے' دینِ اسلام میں نماز کو اس قدر اہمیت حاصل ہے کہ اسے دین کا ستون کہا گیا ہے۔ جس طرح ستونوں کے بغیر عمارت کھڑی نہیں رہ سکتی اسی طرح نماز کی ادائیگی کے بغیر دینِ اسلام کا قیام ممکن نہیں۔ اس لیے ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا:

اَلصَّلٰوةُ عِمَادُ الدِّيْنِ

ترجمہ: نماز دین کا ستون ہے۔ (ترمذی: 986) (البیہقی: 632)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

iii) **زکوٰۃ:** زکوٰۃ مالی عبادت ہے اور ہر اس عاقل و بالغ پر فرض ہے جس کے پاس مقرر کردہ نصاب کے مطابق مال ایک سال تک موجود رہے۔ قرآنِ مجید میں جس جگہ نماز کا ذکر آیا ہے اس کے ساتھ ہی زکوٰۃ کا ذکر کیا گیا ہے۔ مثلاً:

﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ﴾ البقرہ 43

ترجمہ: نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔ زکوٰۃ دولت مندوں سے لے کر غریبوں میں خرچ کی جاتی ہے' اور اس سے مال پاک ہوجاتا ہے اور اس میں برکت آتی ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا﴾ التوبہ: 103

ترجمہ: ان کے مال میں سے زکوٰۃ لے لو اس سے تم ان کو ظاہر میں بھی پاک اور باطن میں بھی پاکیزہ کرتے ہو۔

زکوٰۃ صدقہ کی ایک قسم ہے' اور اس سے مال میں کمی نہیں آتی بلکہ مال میں اضافہ ہوتا ہے۔ صدقہ مساکین و فقرا اور غربا کا حق ہے' اس لئے اسی خوشی سے ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے' فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

''اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے''۔ یعنی صدقہ و خیرات کرنے والا صدقہ و خیرات لینے والے سے بہتر ہے۔ (سنن ابوداؤد: 1645)

iv) **روزہ:** روزہ اسلامی عبادات کا اہم رکن ہے۔ یہ ہر عاقل و بالغ پر فرض ہے۔ یہ ایک ایسی عبادت ہے جو مسلمانوں پر ہی نہیں' بلکہ دوسرے مذاہب میں بھی فرض تھی۔ جیسے قرآنِ مجید میں ہے:

ترجمہ: مومنو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تا کہ تم پرہیزگار بنو۔ ﴿سورۃ البقرہ: 183﴾

روزہ گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے۔ روزہ کی حالت میں انسان گناہوں سے دور رہتا ہے۔ حدیثِ مبارکہ ہے: ''جس نے رمضان کے روزے ایمان اور احتساب کے جذبے سے رکھے اس کے سبب سے اس کے پچھلے سارے گناہ بخش دیے جائیں گے۔'' (صحیح البخاری: 38)

روزہ دار جب پورا مہینہ بھوک اور پیاس برداشت کرتا ہے تو وہ زندگی کی سختیوں اور مصائب کو برداشت کرنے کی مشق کرتا ہے۔ اس میں صبر و تحمل اور قوت و برداشت پیدا ہوتی ہے۔ روزے کی بدولت امیروں میں یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ بھوک برداشت کرنا اور فاقہ کرنا کس قدر تکلیف دہ کام ہے' جس سے ان کے دل میں ایثار' ہمدردی اور رحم کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔

v) **حج:** حج ایک مالی و بدنی عبادت ہے اور تمام عبادات کا مجموعہ ہے۔ حاجی دورانِ حج نماز ادا کرتا ہے' دُعا کرتا ہے' روزوں کی طرح بھوک پیاس برداشت کرتا ہے اور قربانی دیتا ہے۔ بلا وجہ حج کی ادائیگی سے لاپرواہی کفر کا ایک ذریعہ ہے' جیسا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

''جس کسی کو کوئی بیماری لاحق نہیں یا کسی ضرورت یا کسی ظالم حکمران نے نہ روکا ہو اور پھر بھی وہ حج نہیں کرتا تو اللہ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ وہ یہودی مذہب پر مرے یا عیسائی کی حیثیت میں مرے۔'' (صحیح مسلم)

حج معاشرتی' اخلاقی اور روحانی اصلاح کا ذریعہ ہے۔ اس سے انسان کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہوتا ہے اور وہ حسنِ معاشرت اور حسنِ معاملات سیکھتا ہے۔ اخلاقی برائیوں سے بچتا ہے' حلال و حرام میں تمیز کرتا ہے' اس میں تقویٰ اور

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

پرہیز گاری کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ خوفِ خدا دلوں میں موجزن ہوتا ہے اور انسان اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کوشاں ہوتا ہے۔ حج کے ثواب کا ذکر کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جس نے اللہ کے لئے حج کیا اور اُس نے کوئی بُرائی نہ کی اور نہ ہی کسی فسق کا ارتکاب کیا تو وہ حج سے اس طرح واپس آیا جیسا کہ نومولود معصوم بچہ ہوتا ہے''۔ (صحیح بخاری: 1521)

خلاصہ یہ کہ دینِ اسلام میں حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کا امتزاج عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خالق و مخلوق میں تعلق قائم رکھنے اور انسانوں کی تربیت کے لیے عبادات فرض کی ہیں۔ عبادات نے نظامِ تربیت فراہم کیا ہے۔ ان کی عدم موجودگی میں نہ تو افراد کی تربیت ممکن ہے اور نہ ہی خالق و مخلوق میں تعلق باقی رہ سکتا ہے۔

حدیث: 2

قَالَ	النَّبِيِّ	عَنِ	عَنْهُ	اللّٰهُ	رَضِيَ	هُرَيْرَةَ	أَبِي	عَنْ
فرمایا	نبی	کہا	ان سے	اللہ	راضی ہوا	ھریرہ	بیٹا	سے

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

اَلْإِيْمَانِ	مِنَ	شُعْبَةٌ	وَالْحَيَاءُ	شُعْبَةً	وَسِتُّوْنَ	بِضْعٌ	اَلْإِيْمَانُ
ایمان	سے	شاخ	اور حیاء	شاخیں	اور ساٹھ	پیغمبر	ایمان

ایمان کی ساٹھ سے کچھ اوپر شاخیں ہیں اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔ (صحیح بخاری' کتاب الایمان' حدیث: 08)

تشریح اس حدیث میں ایمان کی شاخوں کا بیان ہوا ہے' جن کی تعداد ساٹھ سے زائد بیان کی گئی ہے' مگر ایمان کی ایک شاخ حیاء کا یہاں بالخصوص ذکر کیا گیا ہے' حیا کے معنی شرم و عزت کے ہیں۔ عفت و حیاء کو اخلاقی محاسن میں شمار کیا گیا ہے' یہ اخلاقی خوبیوں کی جان ہیں' اس کی بدولت انسان ہر گناہ اور داغ سے پاک رہتا ہے۔ یہ وصف انسان میں فطری طور پر موجود ہوتا ہے۔ اگر اس کی مناسب تربیت کر دی جائے تو یہ قائم رہتا ہے' بلکہ بڑھتا جاتا ہے اور اگر بُری صحبت لگ جائے اور اچھے لوگوں کا ساتھ نہ رہے تو یہ جاتا رہتا ہے۔

حیا ایک ایسی قوت ہے جس سے انسان بھلائی اور پاکیزگی کی طرف بڑھتا ہے اور شر و بدی سے بچنے کی صلاحیت حاصل کرتا ہے۔ اسلام نے عفت و حیا کو اس قدر اہمیت دی ہے کہ اسے ایمان کی علامتوں میں سے ایک علامت اور جزو قرار دیا ہے۔ نبی کریم a نے فرمایا:

''ایمان کی ساٹھ سے زائد کچھ شاخیں ہیں' پس ان میں سب سے افضل'' لا الہ الا اللہ '' کہنا ہے اور سب سے کم تر راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ہے۔ حیا بھی ایمان کا ایک جزو ہے''۔ (صحیح البخاری: 49)

پھر فرمایا:

اَلْحَيَاءُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ

ترجمہ: ''حیاء خیر کے علاوہ کوئی دوسری چیز نہیں دیتی''۔ (البخاری)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جس شخص میں حیا و عفت کا وصف موجود ہوتا ہے وہ خیر و بھلائی کے راستے کو منتخب کرتا ہے' اس کے برعکس اگر کسی میں حیا کا وصف نہیں تو وہ بدترین افعال کا مرتکب ہوگا' کیوں کہ ایسے شخص کے لیے ممنوعہ اعمال کوئی معنی نہیں رکھتے۔

یہاں عفت وحیا کا یہ مطلب نہیں کہ حصولِ علم اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے سلسلے میں حیا کی جائے اور خاموش رہا جائے' بلکہ حیا کا مطلب ہے کہ مسلمان ان تمام ممنوع اور حرام کردہ اشیاء وافعال سے اجتناب کرے جو دین و شریعت میں ناپسندیدہ قرار دی گئی ہیں۔ حیا کی دو اقسام ہیں۔

ایک وہ جو ایک انسان اور دوسرے انسانوں کے درمیان ہوتی ہے اور دوسری وہ جو انسان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہوتی ہے۔

اسلام میں عفت وحیا کا مقام بہت بلند ہے' اسے رسالت ونبوت کا جزو کہا گیا ہے' جیسے کہ حدیثِ مبارکہ ہے:

''ہر دین کا ایک خاص خلق ہوتا ہے اور اسلام کا خُلق حیا ہے''۔ (موطا امام مالک' کتاب حسن الخلق' 1678)

عفت وحیا کا یہ اخلاقی وصف ہمارے نبی ﷺ میں بچپن ہی سے بدرجہ اتم موجود تھا' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ پردہ نشین کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرمیلے تھے''۔ (صحیح بخاری' کتاب الأدب: 6119)

اسلام مردوں اور عورتوں کو عفت وحیاء کا حکم دیتا ہے۔ اس نے بے حیائی وبدکاری کو روکنے اور اخلاقی اوصاف کو عام کرنے کے لیے عورتوں کو کچھ ہدایات جاری کی ہیں' عورت کو شرم وحیا کی پتلی کہا ہے اس لیے لازم ہے کہ وہ اجنبی مردوں سے فاصلے پر رہیں' ان کے ساتھ خلط ملط نہ ہوں' راستے میں چلتے وقت الگ ہو کر چلیں' نظروں کو نیچا رکھیں' غیروں کو بناؤ سنگھار کر کے نہ دکھائیں' زمین پر آرام سے چلیں' گھر سے باہر نکلتے وقت پردہ کریں' خوشبو لگا کر بازار میں نہ جائیں' راستے میں یا تنہائی میں مردوں سے باتیں نہ کریں اور نہ خاوند کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں داخل ہونے دیں۔

عورتوں کے ساتھ ساتھ مردوں کے لیے بھی عفت وحیا کا حکم ہے' انہیں کہا گیا ہے کہ اپنا نگاہیں نیچا رکھیں' قرآن مجید میں ہے:

''اے ایمان والو! اپنی نظروں کو نیچا رکھو اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو''۔ (النور: 30)

اسلام نے مرد کو دو عورتوں کے درمیان چلنے' فحش گوئی سے اجتناب کرنے کا حکم دیا ہے' اور کہا ہے کہ وہ بدکاری سے بچیں' عورتوں پر آوازیں نہ کسیں' احکامِ الٰہی کی پابندی کریں اور اس کے سامنے جواب دہی کا خوف دل میں رکھیں اور نفسانی خواہشات پر قابو پائیں۔

مذکورہ بالا تمام ہدایات اس لیے دی گئی ہیں تاکہ مسلمان معاشرہ عفت وحیا کا آئینہ دار ہو' یہ وہ اخلاقی جوہر ہے جس سے انسان کو فائدہ ہی پہنچتا ہے' نقصان نہیں ہوتا۔ یہ جذبہ حیا ہی ہے جو انسان کو بے حیائی اور بے شرمی سے بچا کر عفت وحیا کا مصداق بناتا ہے۔ اگر یہ جذبہ انسان سے ختم ہو جائے تو پھر بے حیا ہو کر انسان جو چاہے' کرسکتا ہے اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

إِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ

ترجمہ: اگر تم میں شرم وحیا نہ ہو تو جو چاہو کرو۔ (صحیح بخاری' کتاب الأدب: 6120)

مختصر یہ کہ عفت وحیا مسلمانوں کے چہرے کا نور ہے' یہ معاشرے کے امن کا ضامن ہے' یہ ایمان کا حصہ ہے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور بے حیائی و بدکاری سے روک کر اسے حیادار اور عفت و عصمت کا مالک بناتا ہے پاکیزگی اور بھلائی کی فضا قائم کرتا ہے اور اخلاقی اوصاف کو اجاگر کرتا ہے۔

حدیث:3

عَنْ	أَبِیْ	مُوْسٰی	رَضِیَ	اللّٰهُ	عَنْهُ	قَالَ	قَالُوْا
سے	بیٹا	موسیٰ	راضی ہوا	اللہ	ان سے	کہا	انہوں نے پوچھا

حضرت ابوموسیٰ اسے روایت ہے، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔

یَا	رَسُوْلَ	اللّٰهِ	ﷺ	أَيُّ	الْإِسْلَامِ	أَفْضَلُ	قَالَ
اے	پیغمبر	اللہ	ﷺ	کون سا	اسلام	بہترین	آپ ﷺ نے فرمایا

یارسول اللہ ﷺ کون سا مسلمان افضل ہے؟ آپ a نے فرمایا:

مَنْ	سَلِمَ	الْمُسْلِمُوْنَ	مِنْ	لِسَانِهٖ	وَ	يَدِهٖ
جو	محفوظ رہیں	مسلمان	سے	اس کی زبان	اور	اس کا ہاتھ

مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان سلامت / بچے رہیں۔ (صحیح بخاری' کتاب الایمان' حدیث:10)

تشریح مسلم کے لفظ میں سلامتی کے معنی پنہاں ہیں۔ مسلمان ہونے کے لیے اسی قدر کافی نہیں کہ آدمی کلمہ طیبہ پڑھ لے اور نماز روزہ کی پابندی کرے۔ بلکہ مسلمان کے لیے حقوق العباد کی ادائیگی بھی ضروری ہے۔ کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے مسلمان کو اذیت پہنچائے۔ زبان سے برا بھلا کہنا' گالی دینا' غیبت کرنا' کسی کو نقصان پہنچانے کی تدبیر کرنا' زبان اور قلم کے ذریعے کسی کو اذیت دینا یا اپنے اختیارات کو کسی مسلمان کو نقصان پہنچانے کے لیے استعمال کرنا' جائز نہیں۔

حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کوئی بات کرو تو آہستہ آواز سے کرو تاکہ کسی کو تکلیف نہ ہو۔ ہوسکتا ہے کوئی بیمار ہو' کوئی آرام کر رہا ہو اور اس کو تکلیف پہنچے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب تم قرآن پاک کی تلاوت کرو تو بھی آہستہ آواز سے کرو۔ کبھی کسی کو تکلیف نہیں دینی چاہیے' کسی مسلمان کو دوسرے مسلمان سے اکھڑ ہو کر نہیں رہنا چاہیے' ہوسکتا ہے اس سے دوسرے کو تکلیف ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اسی بندے کو پسند فرمایا ہے جس کے کام سے دوسرا مسلمان سکون میں ہو۔ مسلمان کو چاہیے کہ دوسرے مسلمان کا ہر طرح سے خیال رکھے۔ زبان اور ہاتھ سے تکلیف پہنچنے کے جتنے بھی احتمالات ہیں، سب سے منع کردیا گیا ہے۔ ایک مسلمان کی شان نہیں ہے کہ وہ دوسرے مسلمان کو تکلیف اور ایذا پہنچائے یا کسی دوسرے کو ظلم و زیادتی کرنے دے۔ حدیثِ مبارکہ ہے: ''ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان سے چھے نیکیاں کرنی چاہییں۔

1) جب وہ ملے تو اسے سلام کہے۔

2) جب وہ اسے دعوت دے تو اسے قبول کرے۔

3) اور جب اسے چھینک آئے تو یرحمک اللہ (اللہ تم پر رحم کرے) کہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

4) جب بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرے۔

5) اور جب اس کا انتقال ہو جائے تو جنازہ میں شریک ہو اور جنازے کے ساتھ ساتھ چلے۔

6) اور جو کچھ وہ اپنے لیے پسند کرے وہ اس کے لیے بھی پسند کرے۔ (سنن الترمذی' کتاب الأدب:2736)

حدیث:4

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ	بْنِ	عُمَرِ	رَضِیَ	اللّٰهُ	عَنْهُمَا	أَنَّ	رَجُلاً	سَأَلَ
عبداللہ سے	بیٹا	عمر	راضی ہوا	اللہ	ان دونوں سے	یہ کہ	آدمی	پوچھا

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ایک آدمی نے حضور ﷺ سے پوچھا۔

النَّبِیَّ	صلی اللہ علیہ وسلم	أَيُّ	الإِسْلَامِ	خَيْرٌ	قَالَ	تُطْعِمُ	الطَّعَامَ
فرمایا	ﷺ	کونسا	اسلام	بہترین	آپ ﷺ نے فرمایا	تو کھلائے	کھانا

یارسول اللہ ﷺ! کونسا اسلام بہترین ہے' آپ ﷺ نے فرمایا: تو کھانا کھلائے۔

وَتَقْرَأُ	السَّلَامَ	عَلَى	مَنْ	عَرَفْتَ	وَمَنْ	لَمْ	تَعْرِفْ
اور تو کہے	السلام علیکم	اوپر	جو	تو جانے	اور جسے	نہیں	تو جانے

اور جسے تو جانتا ہے یا نہیں جانتا اسے السلام علیکم (تجھ پر سلامتی ہو) کہے۔ (صحیح بخاری' کتاب الایمان' حدیث:11)

تشریح اس حدیثِ مبارکہ میں دو اُمور کی طرف توجہ دلائی گئی ہے:

1) بھوکوں کو کھانا کھلانا۔ 2) ہر کسی کو سلام کہنا۔

1) **بھوکوں کو کھانا کھلانا**: اس حدیث میں پہلا حکم کھانا کھلانے کا ہے' ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین صدقہ یہ ہے کہ تو کسی بھوکے کو پیٹ بھر کر کھلائے''۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

حدیثِ قدسی ہے: اللہ عزّ وجل قیامت کے دن کہے گا:

''اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا تھا، تو نے نہیں کھلایا، وہ کہے گا اے میرے رب! میں تجھے کیسے کھانا کھلاتا تو تو سب کی پرورش کرنے والا ہے۔ اللہ کہے گا' کیا تجھے خبر نہیں کہ تجھ سے میرے فلاں بندے نے کھانا مانگا تھا' لیکن تو نے اُسے نہیں کھلایا' کیا تجھے خبر نہیں کہ اگر تُو اُسے کھلاتا تو اپنے کھلائے ہوئے کھانے میرے پاس پاتا۔

اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا مگر تو نے نہیں پلایا۔ تو وہ کہے گا: اے میرے رب! میں تجھے کیسے پلاتا جبکہ تو تو خود رب العالمین ہے، اللہ کہے گا میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا' لیکن تو نے اسے پانی نہیں دیا اگر تو اسے پانی پلاتا تو وہ میرے پاس پاتا۔'' (صحیح مسلم)

2) **ہر کسی کو سلام کہنا**: اس حدیث میں بیان کردہ دوسرا حکم سلام کا ہے' سلام خدائے بزرگ و برتر کا نام ہے' کیونکہ وہ ہر عیب و نقص سے پاک ہے۔ لفظ دارالسلام جنت کے لیے بھی بولا جاتا ہے' کیونکہ جنت میں داخل ہونے والا ہر قسم کے مصائب و آلام سے مامون ہو جاتا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اہلِ جنت کو خوش آمدید کہنے کے لیے سلام ہی ان پر پیش کیا جائے گا۔'' یہاں تک کہ جنتی جب جنت کے قریب جائیں گے اور ان کے لیے اس کے دروازے کھولے جائیں گے تو دار وغہ جنت ان سے کہیں گے تم پر سلام ہو، تم پاکیزہ ہو، پس اس جنت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے داخل ہو جاؤ۔ (الزمر 73)

اللہ جل جلالہٗ نے حضور ﷺ سے فرمایا کہ اے میرے نبی ﷺ! ''اور جب اہلِ ایمان آپ کے پاس آئیں تو انہیں السلام علیکم فرمائیں۔'' (انعام)

دینِ اسلام میں سلام کی بہت اہمیت وفضیلت بیان کی گئی ہے۔ ایک دوسرے کو سلام کرنے سے دنیوی فوائد کے ساتھ ساتھ اُخروی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں۔ جب کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو سلام کہتا ہے تو وہ صرف زبان سے ہی الفاظ ادا نہیں کرتا' بلکہ دل سے اُس کی بھلائی اور سلامتی کے لیے دُعا گو ہوتا ہے' جس سے دلوں کی کدورت ختم ہوتی ہے' آپس میں میل جول بڑھتا ہے اور اُلفت ومحبت پیدا ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''تم لوگ جنت میں نہیں جا سکتے جب تک مومن نہیں بنتے اور تم مومن نہیں بن سکتے جب تک کہ ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ میں تمھیں وہ تدبیر کیوں نہ بتا دوں جسے اختیار کر کے تم ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو۔ آپس میں سلام کو پھیلاؤ''۔ (مشکوٰۃ)

السلام علیکم کہنے کا مطلب ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمھیں ہر قسم کی سلامتی اور عافیت سے رکھے۔ جان و مال' اہل و عیال اور متعلقین کو سلامت رکھے۔ دین' ایمان اور آخرت کی سلامتی عطا ہو اور اللہ تعالیٰ تمھیں اس سلامتی سے نوازے جو میرے علم میں ہیں۔ وعلیکم السلام کہنے والا بدلے میں اُسے یہی دُعا دیتا ہے جس سے خیر خواہی' وفاداری اور خلوص ومحبت کے جذبات سامنے آتے ہیں۔ اس لیے نبی ﷺ نے سلام میں پہل کرنے کا حکم دیا ہے' اس سے تکبر کے جذبات کا خاتمہ ہوتا ہے۔ حدیثِ مبارکہ ہے:

''سلام میں پہل کرنے والا شخص تکبر سے بری ہوتا ہے۔'' (البیہقی)

اسلام نے نہ صرف مسلمانوں کو ایک دوسرے کو سلام کرنے کا حکم دیا ہے' بلکہ اس کے آداب بھی مقرر کیے ہیں۔ ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

1۔ سلام کرنے میں پہل کی جائے' ارشادِ نبوی ﷺ ہے۔
''وہ شخص اللہ تعالیٰ سے زیادہ قریب ہے جو سلام میں پہل کرتا ہے۔ (ابوداؤد)

2۔ گھر میں داخل ہوتے ہی کوئی بات کرنے سے پہلے سلام کہا جائے۔ جیسے کہ ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا:
اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْكَلَامِ (جامع ترمذی)
ترجمہ: گفتگو سے پہلے سلام ہوتا ہے۔

3۔ ہر واقف و ناواقف کو سلام کیا جائے' یہاں تک کہ بچوں کو بھی سلام کیا جائے۔

4۔ سنت کے مطابق سلام کیا جائے یعنی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا جائے۔

5۔ چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

6۔ سوار پیدل چلنے والے کو سلام کہے۔

7۔ کھڑا بیٹھے ہوئے کو سلام کہے۔

8۔ تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کو سلام کریں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سوار پیدل کو سلام کرے اور پیدل بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے آدمی زیادہ کو سلام کریں''۔ (ریاض الصالحین: 371)

ایک دوسرے کو سلام کرنا ہمارے پیارے نبی ﷺ کی سنت ہے اور حکمِ الٰہی بھی۔ آپ ﷺ نے چھوٹوں، بڑوں، عورتوں، مردوں، بزرگوں، غلاموں اور راہ گیروں کو سلام کر کے ہمارے لیے روشن نمونہ چھوڑا ہے۔ ہم پر بھی لازم ہے کہ ہر ایک واقف و ناواقف کو سلام کریں۔

حدیث: 5

عَنْ	اَنَسٍ	رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
سے	انس	اللہ اس سے راضی ہوا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں

عَنِ	النَّبِيِّ	صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ
سے	نبی کریم	صلی اللہ علیہ وسلم

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

قَالَ	لَا	يُؤْمِنُ	اَحَدُكُمْ
فرمایا	نہیں	وہ مومن ہوتا	تم میں سے کوئی ایک

تم میں سے کوئی ایمان والا نہیں ہوسکتا

حَتّٰى	يُحِبَّ	لِاَخِيْهِ
یہاں تک کہ	وہ پسند کرے	اپنے بھائی کے لیے

جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے

مَا	يُحِبُّ	لِنَفْسِهٖ
جو	وہ پسند کرے	اپنے لیے

جو اپنے لیے پسند کرتا ہو۔ (صحیح بخاری، کتاب الایمان، حدیث: 12)

تشریح اس حدیث میں اخوت و بھائی چارے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ اسلام کے مطابق تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اسی رشتہ اخوت کو برقرار رکھنے کے لیے حضور a نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی مومن نہ ہوگا، جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے وہی نہ چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

الغرض اسلامی معاشرے کی سب سے اہم خصوصیت اخوت ہے جس کے معنی بھائی چارہ کے ہیں۔ محبت و رحمت صفتِ خداوندی ہے جو وہ اپنے بندوں میں بھی دیکھنا چاہتے ہیں۔ اسلام سلامتی اور امن کا دین ہے۔ یہ فرزندانِ توحید کو باہمی بھائی چارے، خلوص اور اُلفت کی لڑی میں پرونے کا خواہش مند ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ (الحجرات:10)

ترجمہ: ''تمام مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں''۔ نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ آتے ہی انصار و مہاجرین کے درمیان مواخاتِ مدینہ قائم کی اس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی اور آپ ﷺ نے فرمایا:

اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے''۔ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں آ کر قرآن و سنت کی تعلیمات پر عمل کرنے والے افراد کی جماعت سے جو اسلامی معاشرہ قائم کیا تو اس سے اسلامی حکومت اور اسلامی تمدن کی بنیاد پڑی۔ توحیدِ ربانی اور رسالت کا عقیدہ اسلامی تمدن کا سنگ بنیاد ہے۔ جو ان عقائد کو تسلیم کر لیتا ہے وہ اسلامی معاشرہ میں شامل ہو جاتا ہے اور اخوت کے رشتہ اتحاد میں منسلک ہو جاتا ہے۔

حدیث:6

عَنْ	أَبِیْ هُرَیْرَةَ/أَنَسٍ
سے	ابوھریرہ/انس

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ	اَنَّ	رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
اللہ ان سے راضی ہوا	یہ کہ	رسول اللہ ﷺ

سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قَالَ	وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ	لَا یُؤْمِنُ	اَحَدُکُمْ
فرمایا	اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے	نہیں ایمان لاتا	تم میں سے ایک

اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم میں سے کوئی اس وقت تک ایمان نہیں لاتا

حَتّٰی	اَکُوْنَ	اَحَبَّ	اِلَیْهِ	مِنْ
حتی کہ	میں ہو جاؤں	محبوب	اس کو	سے

جب تک کہ میں اس کا محبوب نہ بن جاؤں

مِنْ	وَالِدِهٖ	وَ	وَلَدِهٖ	وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ
میں لایا	اس کے والدین	اور	اولاد	اور تمام لوگ

اسے اس کے والدین اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے۔ (صحیح بخاری، کتاب الایمان، حدیث:15، 14)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

تشریح حُبِّ رسول ﷺ انعامِ خداوندی ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے محبت ایمانِ کامل کی پہچان ہے۔ جس کو رسول اللہ ﷺ سے جتنی زیادہ محبت ہوگی اتنا ہی اُس کا ایمان پختہ ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ سے سچی محبت کے کچھ تقاضے ہیں جن کو پورا کرنا ضروری ہے۔

1) انسان کو اپنے ماں باپ' عزیز و اقارب اور دوست و احباب سے بہت لگاؤ ہوتا ہے' مگر حبِ رسول ﷺ کا تقاضا ہے کہ پیارے نبی ﷺ کی محبت تمام رشتوں اور تعلقات پر غالب ہو۔ جیسے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: ''تم میں سے کسی کا ایمان اُس وقت تک مکمل نہیں ہوگا جب تک کہ میں اس کی نظر میں اس کے والد' اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے پیارا اور محبوب نہ بن جاؤں۔'' (صحیح مسلم' کتاب الایمان' حدیث: 70)

اور فرمانِ الٰہی بھی ہے:

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ

ترجمہ: ''نبی مومنوں کے لیے ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ مقدم ہیں۔'' (سورۃ الاحزاب.6)

2) حضور ﷺ کی سنت سے پیار آپ ﷺ سے محبت کی نشانی ہے' اس لیے حبِ رسول ﷺ کا تقاضا ہے کہ آپ ﷺ کی سنتِ مبارکہ پر عمل کیا جائے اور اسے حرزِ جاں سمجھا جائے۔ فرمانِ رسول ﷺ ہے:

مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِيْ فَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَمَنْ اَحَبَّنِيْ كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ.

ترجمہ: ''جس نے میری سنت سے محبت کی' اس نے مجھ سے محبت کی' اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔'' (مشکوٰۃ' جلد اوّل' ص:53)

صحابہ کرام ؓ اور محبت رسول ﷺ کی چند مثالیں: حضرت ابو ہریرہ h سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''جو مجھ سے محبت رکھتا ہے وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔'' (ترمذی و مشکوٰۃ)

بعض حدیثوں میں ہے كَانَ فِيْ دَرَجَتِيْ ''یعنی وہ میرے درجے میں ہوگا۔'' اس سے مراد جنت میں وہ مقام ہے جہاں سے جمالِ جہاں کا دیدار ہو سکے آپ ﷺ کے ساتھ صحابہ کرامؓ کی محبت کے ہزاروں واقعات میں سے چند پیش خدمت کیے جاتے ہیں:

1) ایک روایت میں ہے کہ ایک صحابیؓ بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ میرے نزدیک اہل و عیال اور مال و جان سے زیادہ محبوب ہیں۔ جب آپ ﷺ کی یاد مجھے ستاتی ہے تو صبر نہیں آتا جب تک کہ حاضر ہو کر آپ ﷺ کے جمال مبارک کو دیکھ نہ لوں اور جب میں اپنی موت کو اور آپ ﷺ کی رحلت فرمانے کو یاد کرتا ہوں اور یہ سوچتا ہوں کہ جب آپ ﷺ جنت میں داخل ہوں گے تو میں اگر جنت میں داخل ہو گیا تو میری جگہ آپ ﷺ کے درجاتِ عالیہ سے کہیں نیچے ہوگی تو حضور ﷺ کی زیارت کیسے نصیب ہوگی؟ اس پر حق تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی: ''اور جو اطاعت کرتے ہیں اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی تو ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا یعنی انبیا، صدیقین، شہدا اور صالحین اور کیا ہی اچھے ہیں یہ ساتھی۔'' اس کے بعد حضور ﷺ نے اس کو بلایا اور یہ آیت سنا کر مژدہ دیا۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

2) ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک شخص بارگاہِ نبوی ﷺ میں ایسے بیٹھا ہوا تھا کہ اس کی نظریں مسلسل آپ ﷺ کے چہرہ انور پر جمی ہوئی تھیں اور اِدھر اُدھر نظر اٹھاتا ہی نہ تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تیرا کیا حال ہے؟ اس نے کہا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں یارسول اللہ ﷺ! میں آپ ﷺ کے جمال مبارک سے بہرہ مند ہو رہا ہوں اور آپ ﷺ کے دیدار سے لذتِ ذوق حاصل کر رہا ہوں۔ البتہ مجھے یہ غم ہے کہ حق تعالیٰ قیامت کے روز مجھے دیدار نصیب فرمائے گا یا نہیں۔ اس پر سورۃ النساء کی آیت 69 نازل ہوئی۔

3) محبت و عشق رسول ﷺ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مبینہ دو دعائیں ہوتی تھیں۔

''اے اللہ تعالیٰ مجھے رسول اللہ ﷺ کے شہر میں موت دے۔''

''اے اللہ تعالیٰ تو مجھے اپنے راستے میں شہادت کی موت عطا فرما اور مجھے اپنے دوست اور رسول ﷺ کے شہر میں موت دے۔'' (رحمۃ اللعالمین از سید سلیمانؒ)

حدیث: 7

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ	عَنِ النَّبِيِّ ﷺ	قَالَ	ثَلٰثٌ	مَنْ	كُنَّ	فِيهِ	وَجَدَ	حَلَاوَةَ	الْاِيْمَانِ
انسؓ سے	نبی ﷺ سے	فرمایا	تین	جو	پائی جائیں	اس میں	پائی جائے	مٹھاس	ایمان

حضرت انسؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص میں تین چیزیں پائی جائیں، اس نے ایمان کی لذت حاصل کر لی۔

اَنْ	يَّكُوْنَ	اللّٰهُ	وَرَسُوْلُهٗ	اَحَبَّ	اِلَيْهِ	مِمَّا	سِوَاهُمَا
یہ کہ	ہو	اللہ	اور اس کا رسول	محبوب	اس کے نزدیک	اس چیز سے	اس کے علاوہ

یہ کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس کے نزدیک تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہوں۔

وَاَنْ	يُّحِبَّ	الْمَرْءَ	لَا يُحِبُّهٗ	اِلَّا لِلّٰهِ	وَاَنْ	يَّكْرَهَ	اَنْ يَّعُوْدَ	فِي الْكُفْرِ
اور یہ کہ	وہ پسند کرے	آدمی	نہیں وہ اسے پسند کرتا	مگر اللہ کے لیے	اور یہ	وہ ناپسند کرے	وہ لوٹے	کفر میں

وہ جس شخص سے محبت کرے، صرف اللہ کے لیے کرے۔ کفر اختیار کرنے کو اسی طرح برا سمجھے،

كَمَا	يُكْرَهُ	اَنْ يُّقْذَفَ	فِي النَّارِ
جیسا کہ	وہ ناپسند کرے	یہ کہ ڈالا جائے	آگ میں

جیسا کہ آگ میں ڈالے جانے کو برا سمجھتا ہے۔ (صحیح بخاری' کتاب الایمان: 20)

تشریح اس حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ ایمان کی حلاوت (مٹھاس) اس کو حاصل ہوگی جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں ایسا سرشار ہو کہ ہر چیز سے زیادہ اسے اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرے وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کی محبت کو دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ قابل محبت اور لائق اُلفت گردانتا ہو۔ یعنی جن امور کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حکم دیا ہے، ان پر عمل کرتا اور جن سے روکا ہے، اُن سے رُک جاتا ہو۔ اس کا اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، میل

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جو ل، گفتار و کردار، سب کچھ احکامِ الٰہی اور فرامینِ پیغمبر ﷺ کے تابع ہو۔ اس کی زندگی کے شب و روز اسی طرح گزرتے ہوں، جس طرح شریعت نے حکم دیا ہے۔ اس کے تمام معاملاتِ دین کے قالب میں ڈھلے ہوئے اور کتاب و سنت کے مطابق ہوں۔ وہ فقط زبان سے اللہ و رسول ﷺ کی محبت کا اظہار نہ کرتا ہو بلکہ اس کے دل کی گہرائیوں میں ان کی محبت پیوست ہو چکی ہو۔

دوسری صفت حلاوتِ ایمان سے بہرہ ور آدمی کی یہ ہے کہ وہ جس شخص سے تعلقاتِ محبت استوار کرے، محض اللہ کی خوشنودی کے لیے کرے۔

تیسری صفت یہ بیان فرمائی کہ ایمان لانے کے بعد انکار اور کفر کی راہ اختیار نہ کرے، کیوں کہ کفر کی راہ پر گامزن ہونا، اپنے آپ کو آگ کے گڑھے میں گرا دینا ہے، وہ جس طرح یہ پسند نہیں کرتا کہ آگ کی لپیٹ میں آ جائے، اسی طرح کفر اور انکارِ خدا کا بھی تصور دل میں نہ لائے۔

یہ حدیث اسلام و ایمان کے لیے بنیاد اور اساس کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں قول کے ساتھ عمل کو بھی ضروری قرار دیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اسلام قول اور عمل دونوں کو لازمی ٹھہراتا ہے۔ محض زبانی دعویٰ اسلام کافی نہیں، اس کے مطابق عمل کرنا، اپنے آپ کو اللہ و رسول a کے حوالے کر دینا اور ان کی اطاعت و فرماں برداری کو زندگی کا شعار بنا لینا ضروری ہے۔

اگر کوئی شخص اسلام کا زبان سے دعویٰ تو کرتا ہے مگر اس کی زندگی کے طور طریقے احکامِ اسلام سے ہم آہنگ نہیں ہیں اور اس نے وہ ادائیں اپنا لی ہیں جن کو اپنانے سے اسلام نے روکا ہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ اسلام کا مذاق اڑاتا اور اس کی صاف ستھری تعلیمات سے روگردانی کرتا ہے۔

حدیث: 8

عَنْ	عَبْدِ اللّٰهِ	عَنْ أَبِيهِ	أَنَّ	رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ	مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ	مِنَ الْأَنْصَارِ
سے	عبداللہ	باپ سے	بلاشبہ	اللہ کے رسول ﷺ	ایک آدمی کے پاس سے گزرے	انصار سے

حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک انصاری کے پاس سے گزرے۔

وَهُوَ	يَعِظُ	أَخَاهُ	فِي الْحَيَاءِ	فَقَالَ	رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ
اور وہ	نصیحت	اپنے بھائی کو	حیاء کے بارے	فرمایا	اللہ کے رسول ﷺ

جو اپنے بھائی کو حیاء کے بارے میں نصیحت کر رہا تھا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

دَعْهُ	فَإِنَّ	الْحَيَاءَ	مِنَ الْإِيمَانِ
اسے چھوڑ دے	بیشک	حیاء	ایمان کا حصہ

اسے اس کے حال پر چھوڑ دو' کیونکہ حیا ایمان کا ایک حصہ ہے۔ (صحیح بخاری' کتاب الایمان' حدیث: 23)

تشریح اس حدیثِ مبارکہ میں حیا اور شرم کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ حیا ایمان کا حصہ ہے اور حیاء صرف

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نیکی اور بھلائی کا سبب بنتی ہے اور اگر عمیق نظر سے دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ حیا کے معنی شرم، حجاب، لحاظ اور غیرت وغیرہ کے ہیں۔ اسی حیا کی بدولت انسان اخلاقی اوصاف کا پروردہ ہوتا ہے اور اسی حیا کی بدولت انسان گناہوں سے کوسوں دور بھاگتا ہے اور اسی حیا کی بدولت انسان میں مروّت اور پاکبازی جنم لیتی ہے۔ حیا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سب سے زیادہ غیرت مند ہے اور اسی لئے اس نے بدکاریوں کو حرام کیا ہے''۔

اسی حیاء کی بدولت انسان چوری، زنا اور گالی گلوچ سے اجتناب کرتا ہے۔ اسی حیاء کا اہتمام کرتے ہوئے انسان دوسروں سے قطع رحمی کی بجائے صلہ رحمی کرتا ہے اور اسی حیاء کا جذبہ ہی اسے دنیا اور آخرت میں نیک کاموں پر ابھارتا ہے اس کی عکاسی حضور ﷺ کی یہ حدیث بھی کرتی ہے:

''جب تجھے حیا نہ رہے تو پھر جو چاہے تو کرتا رہ''۔ اسی وجہ سے مثل مشہور ہے: ''تو بے غیرت ہو جا پھر جو چاہے کر''۔

اسلام میں عفت وحیا کا مقام بہت بلند ہے اسے رسالت ونبوت کا جز وکہا گیا ہے' جیسے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''ہر دین کا ایک خاص خُلق ہوتا ہے اور اسلام کا خُلق حیا ہے''۔ (موطا امام مالک' کتاب حسن الخلق' 1678)

پھر فرمایا: ''ایمان کی ساٹھ سے زائد کچھ شاخیں ہیں' مگر حیا بھی ایمان کا ایک شاخ ہے''۔ (صحیح البخاری' کتاب الایمان: 9)

حیا اللہ تعالیٰ کا خاص وصف ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں یوں کیا گیا ہے:

وَ اللّٰهُ لَا يَسْتَحْيِ مِنَ الْحَقِّ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ حق بات کہنے سے نہیں شرماتے۔ (الاحزاب: 53)

حدیث مبارکہ میں بھی اللہ تعالیٰ کے اس وصف کو یوں بیان کیا گیا ہے' فرمایا:

''اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ غیرت مند ہے اسی لیے اس نے بدکاریوں کو حرام قرار دیا ہے''۔ (صحیح مسلم: 6991)

سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول: علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ حیا کے بارے میں رقمطراز ہیں:

''یہ انسان کا وصف ہے کہ اس کی بدولت بہت سی اخلاقی خوبیوں کی پرورش ہوتی ہے۔ عفت اور پاکبازی کا دامن اسی کی بدولت ہر داغ سے پاک اور مبرا ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مروت اور چشم پوشی اسی کا اثر ہے اور بے شمار گناہوں سے پرہیز اسی کی برکت سے ہے۔ یہ وصف انسان میں فطری ہوتا ہے۔ اگر اس کی مناسب تربیت کی جائے تو یہ قائم رہتا ہے اور بڑھتا ہے۔ اسی لیے اسلام نے اس کی مناسب نگہداشت کی ہے۔ مختصر یہ کہ اگر تھوڑی بے حیائی بھی پنپتی رہے تو رفتہ رفتہ انسان بے حیائی کے آخری درجے تک جا پہنچتا ہے''۔

حدیث: 9

عَنِ	ابْنِ عُمَرَ	أَنَّ	رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ
سے	ابن عمر	بلاشبہ	اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

أُمِرْتُ	أَنْ أُقَاتِلَ	النَّاسَ	حَتّٰى يَشْهَدُوا	أَنْ	لَا إِلٰهَ	إِلَّا اللّٰهُ
مجھے حکم دیا گیا	یہ کہ لڑوں	لوگ	یہاں تک کہ وہ گواہی دیں	یہ کہ	نہیں معبود	مگر اللہ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑائی کروں حتیٰ کہ وہ اللہ کے الٰہ ہونے کی گواہی دیں۔

الزَّکٰوۃَ	وَیُؤْتُوا	الصَّلٰوۃَ	وَیُقِیْمُوا	رَسُوْلُ اللّٰہِ	مُحَمَّدًا	وَاَنَّ
زکوٰۃ	اور ادا کریں	نماز	اور قائم کریں	اللہ کے رسول	محمد	بلاشبہ

اور نبی کریم ﷺ کی رسالت کی گواہی دیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں۔

وَاَمْوَالَھُمْ	دِمَاءَ ھُمْ	مِنِّی	عَصَمُوْا	ذٰلِکَ	فَعَلُوْا	فَاِذَا
اور ان کے مال	ان کے خون	مجھ سے	انہوں نے بچایا	یہ	وہ کریں	پس جب

جب لوگ ان کاموں کو کریں گے تو ان کا جان و مال میرے ہاتھوں سے محفوظ ہو جائے گا۔

اللّٰہِ	عَلَی	وَحِسَابُھُمْ	بِحَقِّ الْاِسْلَامِ	اِلَّا
اللہ تعالیٰ	اوپر	اور ان کا حساب	اسلام کا حق	مگر

سوائے اس حق کے جو اسلامی لحاظ سے ان پر واجب ہوگا اور ان کا حساب اللہ کے سپرد ہوگا۔ (صحیح بخاری' کتاب الایمان' حدیث:24)

تشریح ہر سیاسی اور اجتماعی نظام کی بنیاد عقائد و افکار پر ہوتی ہے۔ یہ عقائد انسانی کردار و اخلاق کو سنوارنے میں سو فیصد کردار ادا کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے اسلام نے بنیادی عقائد پر بہت زور دیا ہے اور عقیدۂ توحید کو تمام عقائد کی اساس قرار دیا ہے تاکہ اس کی بدولت مثبت نتائج حاصل ہو سکیں اور دو جہانوں کی کامیابی حاصل ہو سکے۔

1) عقیدۂ توحید: یہ عقیدہ انسان کے فکر و عمل اور شخصیت میں کئی خوبیاں پیدا کرتا ہے' اس لیے وہ اپنے پیروکاروں سے کئی تقاضے کرتا ہے۔ ان میں سے اہم یہ ہیں:

1۔ اس بات پر ایمان رکھا جائے کہ کائنات کا خالق و مالک اور اُمور کو چلانے والا اللہ تعالیٰ ہے اور وہ ہر قسم کے نقص سے مبرّا ہے اور اس کی ذات لاریب اور بے عیب ہے۔

2۔ تمام اختیارات کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ مومن کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنے اللہ کی ذات کے ہر حکم کے سامنے اپنی گردن کو جھکا دے اور پوری زندگی اس کا عاجز بندہ بن کر بسر کرے اور اس کی اطاعت و فرماں برداری کو اپنے لیے فخر سمجھے۔

3۔ ہر چیز سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی ذات سے محبت کی جائے اور اپنی تمام خواہشات و محبتوں کو اللہ کی محبت پر قربان کر دیا جائے اور اس کی رضا کو دوسروں کی رضا پر فوقیت دی جائے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

''جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے دیا اور اللہ تعالیٰ کے لیے روکا' اللہ تعالیٰ کے لیے کسی سے محبت کی اور اللہ تعالیٰ کے لیے کسی سے دشمنی رکھی اور اللہ کی ذات ہی کے لیے کسی سے نکاح کیا' بے شک اس کا ایمان مکمل ہو گیا۔''

4۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی عبادت کے لائق اور مستحق ہے۔ اس لیے تمام مالی' بدنی' قولی و فعلی عبادتوں کو اللہ تعالیٰ کے لیے ہی مخصوص کیا جائے۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''(اے پیغمبر ﷺ) کہہ دیجیے: میری نماز اور قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا مالک ہے۔'' (الانعام:162)

5۔ اللہ کی ذات دعاؤں کو سننے والی اور امیدیں پوری کرنے والی ہے اس لیے اس کی ذات پر مکمل اعتماد کیا جائے اور اپنی تمام اُمیدیں اُسی سے وابستہ کی جائیں۔

6۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کیا جائے اور اس کے عذاب سے ہمیشہ ڈرا جائے' کیوں کہ اس کے عذاب سے نجات دلانے والا کوئی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی اقتدارِ اعلیٰ کے مالک ہیں اور اللہ تعالیٰ کو ہی قدرتِ کاملہ حاصل ہے۔اس لیے تمام انسانوں کو اس کی اطاعت کرنی چاہیے اور اس کے حکم کے سامنے اپنے آپ کو جھکا دینا چاہیے۔انسان کی کامیابی اسی بات میں مضمر ہے کہ وہ اللہ کی ذات پر مکمل اعتماد رکھے اور اس کے احکامات کو مانے اور اس کی تعلیمات کو اپنائے تا کہ اسے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو سکے۔انبیاء و صلحا نے اسی توحید و رسالت کی خاطر بے شمار مصائب برداشت کیے۔ان کو آرے سے چیرا گیا اور ان کے جسموں پر غلاظت گرائی گئی۔ان پر پتھر برسائے گئے۔ان کو کئی طرح سے ستایا گیا اور کئی کو قتل بھی کر دیا گیا' مگر انہوں نے اس کلمہ طیبہ پر آنچ نہ آنے دی' بلکہ صبر و استقلال کے ساتھ ان تکالیف پر صبر کیا۔

2) **عقیدۂ رسالت**: اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس نبی کو لوگوں کی اصلاح کے لیے بھیجا جاتا ہے وہ غیر معمولی قوت کا مالک ہوتا ہے اور اسی قوت کی وجہ سے وہ کئی ایسے کام سرانجام دیتا ہے جو انسانی طاقت سے بالاتر ہوتے ہیں اور یہ کام اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ یہ کام اللہ تعالیٰ کی طاقت اور قوت کے بغیر سرانجام نہیں دیے جا سکتے' اور یہی اس کی بات کے حق ہونے اور آسمانی ہونے کی دلیل ہوتے ہیں۔قرآنِ مجید ایسے کاموں کو جو انبیا کے برحق ہونے کی دلیل ہوتے ہیں' انہیں ''آیت'' یعنی نبوت کی علامت یا نشانی کہتا ہے۔ان کو عام طور پر معجزات کا نام دیا جاتا ہے۔یہ تمام انبیاء سچے ہوتے ہیں اور ان پر ایمان لانا مسلمان کے لیے لازمی ہے بالخصوص حضور ﷺ کو خاتم النبیین ماننا ایمان کا جزو ہے' کیوں کہ آپ ﷺ کی رسالت ہمیشہ کے لیے ہے۔رسول اللہ ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ایک ایسی بات ہے جسے کتاب اللہ نے صاف صاف بیان کیا' سنت نے واضح طور پر اس کی تصریح کی اور اُمت نے اس پر اجماع کیا' لہٰذا جو اس کے خلاف کوئی دعویٰ کرے اسے کافر قرار دیا جائے گا۔شیخ الاسلام امام ابنِ تیمیہؒ فرماتے ہیں:

''جو شخص طاقت رکھنے کے باوجود کلمہ شہادت نہیں پڑھتا وہ متفقہ طور پر کافر ہے''۔

خلاصہ کلام یہ کہ کلمہ شہادت کی ادائیگی سے انسان کو کفر و شرک سے نجات ملتی ہے اور وہ توحید و رسالت کا اقرار کر کے اپنی دنیا و آخرت کی کامیابی کو یقینی بنا لیتا ہے۔

3) **نماز**: اس حدیث میں اگلا حکم نماز کا ہے' نماز مومن کی معراج ہے' یہ حضور ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے' یہ دین کا ستون ہے' یہ میزان اور ترازو ہے' یہ گناہوں کو ختم کرتی ہے اور شیطانی وسوسوں سے بچاتی ہے' یہ بلاؤں کو ٹالتی ہے' یہ ایمان کی نشانی ہے' یہ شکر گزاری کا بہترین ذریعہ ہے' اس لیے ہم سب کو باقاعدگی سے باجماعت نماز کا اہتمام کرنا چاہیے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

4) **زکوٰۃ**: پھر زکوٰۃ کے ادا کرنے کا حکم ہے' زکوٰۃ ایک مالی عبادت ہے' اس کے ادا کرنے سے انسانی دل دولت کی حرص اور لالچ سے پاک ہو جاتا ہے' اور مال خرچ کرنے سے اس کے دل میں ایثار و قربانی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور اللہ کی محبت و رضا حاصل ہوتی ہے' اس لیے زکوٰۃ باقاعدگی سے ادا کرنے کا حکم ہے۔

پھر حدیث کے آخر پر فرمایا جا رہا ہے کہ جو ان کاموں کو کرے گا اللہ کے رسول اس کے مال و جان کی حفاظت کی گارنٹی دیتے ہیں اور انہیں اُخروی فوز و فلاح کی نوید سناتے ہیں' ہاں مگر اس کے اعمال کا حساب و کتاب اللہ تعالیٰ ضرور لیں گے جس کا وہ خود ذمہ دار ہوگا۔

حدیث: 10

عَنْ	أَبِيْ هُرَيْرَةَ
سے	ابوھریرہ

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ	اَنَّ	رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اللہ ان سے راضی ہوا	یہ کہ	رسول اللہ ﷺ

سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا:

سُئِلَ	أَيُّ	اَلْعَمَلِ	أَفْضَلُ	قَالَ	إِيْمَانٌ بِاللّٰهِ	وَرَسُوْلِهٖ
سوال کیا گیا	کون سا	عمل / کام	بہترین	فرمایا	اللہ پر ایمان	اور اس کا رسول

کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانا''۔

قِيْلَ	ثُمَّ مَاذَا؟	قَالَ	اَلْجِهَادُ	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	قِيْلَ	ثُمَّ مَاذَا	قَالَ	حَجٌّ	مَبْرُوْرٌ
کہا گیا	پھر کون سا	فرمایا	جہاد / لڑنا	اللہ کے راستے میں	کہا گیا	پھر کون سا	فرمایا	حج	مقبول

پھر سوال کیا گیا' ''پھر کونسا (عمل افضل ہے؟)'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی راہ میں جہاد کرنا'' پوچھا گیا: ''پھر کونسا؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ حج جو قبول ہو''۔ (صحیح بخاری' کتاب الایمان' حدیث: 25)

تشریح اس حدیثِ مبارکہ میں افضل ترین اعمال کا ذکر کیا گیا ہے' پوچھا گیا کہ اے نبی رحمت ﷺ سب سے اعلیٰ و افضل عمل کونسا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے استفسار پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی توحید کا اقرار سب سے اعلیٰ و افضل عمل ہے پھر اللہ کی وحدانیت کے ساتھ ساتھ اس کے رسول ﷺ کی اتباع بھی دین کا حصہ ہے' پھر دوسری بار سوال کرنے پر آپ ﷺ نے جہاد فی سبیل اللہ کا ذکر کیا اور بتایا:

سَنَامُ الْإِسْلَامِ الْجِهَادُ

اسلام کی کوہان جہاد ہے۔ الغرض! دینِ اسلام کی بلندی کا دارومدار جہاد فی سبیل اللہ پر ہے اور جہاد کی بدولت مسلمان ترقی کی منازل طے کر کے زمامِ عالم سنبھال سکتے ہیں' آپ ﷺ نے اعلان فرمایا:

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اَلْجِهَادُ مَاضٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

ترجمہ: ''جہاد قیامت تک قائم و جاری رہے گا''۔ (ابوداؤد: 2532)

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے ایک لشکر روانہ کیا جس میں حضرت عبداللہ بن رواحہؓ بھی شامل تھے، جو کسی کام کی وجہ سے پیچھے رہ گئے اور حضور ﷺ کے ساتھ نماز میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے انہیں دیکھ کر فرمایا:

''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ تم تمام دنیا کو بھی خرچ کر ڈالو تو اس فضیلت کو نہیں پاؤ گے جو صبح کو جہاد کے لیے نکلنے والوں کو ملے گی''۔ (فتح الباری شرح صحیح البخاری)

تیسری بار حضور ﷺ سے سوال کرنے پر آپ ﷺ نے حج مبرور کو سب سے اعلیٰ اعمال کا حصہ بنا دیا۔ اصل میں حج مبرور سے مراد وہ حج ہوتا ہے جس میں ریاکاری اور گناہوں کا عمل دخل نہ ہو۔ اس کی علامت یہ ہے کہ آدمی اپنی زندگی پہلے سے بہتر روش پر قائم کرے اور جو شخص ان افضل اعمال کو بجالائے گا اس کا مقام جنت میں ہوگا اور وہ مومن ہمیشہ اس میں رہے گا۔

حدیث: 11

عَنْ	أَبِيْ هُرَيْرَةَ
سے	ابوھریرہ

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ	عَنِ	النَّبِيِّ	صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اللہ ان سے راضی ہوا	سے	نبی کریم	ﷺ

سے روایت ہے کہ نبی اللہ ﷺ نے فرمایا:

آيَةُ	الْمُنَافِقِ	ثَلَاثٌ	إِذَا	حَدَّثَ	كَذَبَ
نشانیاں	منافق	تین	جب	بات کرے	جھوٹ

منافق کی تین نشانیاں ہیں، جب بات کرے تو جھوٹ بولے،

وَإِذَا	وَعَدَ	أَخْلَفَ	وَإِذَا	اؤْتُمِنَ	خَانَ
اور جب	وہ وعدہ کرے	خلاف ورزی	اور جب	امانت	خیانت

جب وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جب اُس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ (صحیح بخاری، کتاب الایمان، حدیث: 32)

تشریح دنیا میں ہر قسم کی عادات و خصائل کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ ان میں ایسے لوگ بھی ہیں، جن کا سب سے بڑا مشغلہ دو آدمیوں یا گروہوں کے درمیان اختلاف اور جھگڑا پیدا کرنا ہوتا ہے۔ وہ جب کسی گروہ یا کسی شخص سے ملتے ہیں تو اسے یوں محسوس کراتے ہیں کہ وہ اسی کے آدمی ہیں اور اسی سے تعلق رکھتے ہیں۔ دوسرے کسی فریق یا آدمی سے کوئی ان کا تعلق نہیں ہے۔ اسی طرح جب کسی اور سے ملتے ہیں تو اس سے وابستگی اور تعلق کا اظہار کرتے ہیں، اور اس کے سامنے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

دوسرے فریق کی مخالفت اور برائی کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ یعنی ان کی یہ عادت بن چکی ہے کہ جس سے ملے، اس کو اس طرح معلوم کرایا کہ وہ اسی کے بہی خواہ اور اسی کے ہمدرد و خیر اندیش ہیں۔ اس کے مقابلے میں کسی دوسرے سے انھیں کوئی تعلق یا ہمدردی نہیں ہے۔ درحقیقت وہ کسی کے بھی نہیں ہوتے۔ ان کی یہ بدفطرتی ہے' جو مجبور کرتی ہے کہ وہ ہر ایک کے سامنے یہ اظہار کریں کہ وہ اسی کے بہی خواہ ہیں۔

ایسے دورُخے پن کے مالک اور غلط گفتار آدمی کو حدیث میں "ذوالوجہین" کہا گیا ہے۔ اس کے متعلق حدیث میں شدید وعید آئی ہے اور اسے سخت ترین عذاب کا مستحق ٹھہرایا گیا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث ہے:

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَجِدُوْنَ مِنْ شَرِّ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ذِی الْوَجْهَیْنِ الَّذِیْ یَاْتِیْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ. (صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب ذم ذی الوجہین)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم قیامت کے روز سب سے بُرے حال میں اس شخص کو پاؤ گے، جو دورُخے پن کا مظاہرہ کرتا ہے۔ کچھ لوگوں کے پاس جاتا ہے، تو ان کے رُخ کی بات کرتا ہے۔ دوسروں کے پاس جاتا ہے، تو ان کے رُخ کی بات کرتا ہے۔

ایسا دورُخا آدمی قیامت کے روز کس حالت میں ہو گا اور اس کی غیبتوں اور چغل خوریوں کی وجہ سے اس کو کس قسم کا سخت عذاب دیا جائے گا؟ اس کی تفصیل اس حدیث میں ملاحظہ فرمایئے:

عَنْ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ کَانَ لَهٗ وَجْهَانِ فِی الدُّنْیَا، کَانَ لَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ لِسَانَانِ مِنْ نَّارٍ. (ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی ذی الوجہین)

ترجمہ: حضرت عمار بن یاسر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص دنیا میں دورُخا ہو گا۔ (یعنی دو آدمیوں یا دو گروہوں کو باہم لڑانے اور ان کے درمیان اختلاف و نزاع پیدا کرنے کے لیے ہر ایک سے مختلف باتیں کرے گا) قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی دو زبانیں ہوں گی۔

جس طرح نیک عمل اور اچھے کردار کا آخرت میں اچھا بدلا اور نیک اجر ملے گا، اسی طرح دنیا میں جو برائیاں کی جاتی ہیں اور بُرے اخلاق اور غلط کردار کا مظاہرہ کیا جاتا ہے، قیامت کے روز اس کی سزا ملے گی۔ پھر جس طرح احادیث میں مختلف نیک اعمال کے بدلے میں مختلف درجات کے وعدے ہیں، اسی طرح مختلف برائیوں کے متعلق بھی مختلف وعیدیں بیان کی گئی ہیں اور اس کا تعلق برائی سے ہے، جیسی برائی ویسی وعید!

یہ جو دو آدمیوں یا دو گروہوں کو آپس میں لڑانے اور ان میں نفرت و عداوت پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، یہ نہایت سنگین قسم کی برائی ہے اور اس کی سزا بھی نہایت سخت اور انتہائی اذیت رساں مقرر فرمائی گئی ہے یعنی ایسے آدمی کے منہ میں آگ کی دو زبانیں ہوں گی۔

الغرض! اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ اگر چاروں خصلتیں کسی آدمی میں پائی جائیں گی تو وہ پورا منافق ہو گا، اور جس شخص میں ان میں سے کوئی ایک خصلت پائی جائے گی، اس میں نفاق کی ایک صفت موجود ہو گی۔ اس حدیث مبارکہ میں منافق کی جو نشانیاں بیان کی گئی ہیں وہ یہ ہیں:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

1) اگر اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

2) جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔

3) اگر عہد کرے تو دھوکہ دے۔

4) اور جب جھگڑے تو بدگوئی کرے۔ ذیل میں ہم مختصراً ہر ایک کے بارے میں قرآن و حدیث سے ان کی مذمت کے بارے میں اسلامی تعلیمات کا خلاصہ پیش کریں گے:

1) **امانت میں خیانت**: امانت کا لفظ جامع ہے۔ ان تمام امانتوں کے لئے جو خداوندِ عالم نے یا معاشرے نے یا افراد نے کسی شخص کے سپرد کی ہوں اور عہد و پیمان میں وہ سارے معاہدے داخل ہیں۔ جو انسان اور اللہ کے درمیان یا انسان اور انسان کے درمیان یا قوموں کے درمیان استوار کر لئے گئے ہوں۔ مومن کی صفت یہ ہے کہ وہ کبھی امانت میں خیانت نہ کرے گا اور کبھی اپنے قول و اقرار سے نہ پھرے گا۔ نبی اکرم ﷺ اکثر اپنے خطبوں میں فرمایا کرتے تھے:

لَآ اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهُ لَآ اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهُ

ترجمہ: جو امانت کی صفت نہیں رکھتا وہ ایمان نہیں رکھتا اور جو عہد کا پاس نہیں رکھتا وہ دین نہیں رکھتا۔

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی خیانت سے منع فرمایا گیا ہے، فرمایا:

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خیانت نہ کرو اور نہ آپس کی امانتوں میں جان کر بددیانتی کرو''۔ (الانفال)

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ خیانت یہ ہے کہ اقرار کر کے پورا نہ کیا جائے، ایمان داری سے اُن کے حکموں کی تعمیل نہ کی جائے۔ اور وہ اس کے پیچھے گرتا ہی چلا جائے گا۔

2) **بات میں جھوٹ بولنا**: جھوٹ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ بہت سی اخلاقی برائیوں کا سبب بھی یہی بنتا ہے۔ دینِ اسلام میں جھوٹ بولنے کی سخت مذمت کی گئی ہے۔ یہاں تک کہ جھوٹ بولنے والے کو اللہ رب العزت کی لعنت کا مستحق ٹھہرایا گیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس کے جھوٹ کی بدبو سے ایک میل دور چلا جاتا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: سب سے بڑی خیانت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی سے کوئی بات کہو اور وہ تمہاری بات کو سچ سمجھے، حالانکہ تم نے جو بات اس سے کہی ہے، وہ جھوٹی ہے۔ جھوٹ کی کئی ایک اقسام ہیں' ان میں سے یہ ہیں:

الف) جھوٹ کی عام قسم یہ ہے کہ زبان سے جو بات کہی جائے وہ دل میں نہ ہو، زبان کا جھوٹ، کذبِ قولی کہلاتا ہے۔

ب) عمل کا جھوٹ، کذبِ عملی یہ ہے کہ جو کہا جائے اُس کو عملاً نہ کیا جائے، قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے عملاً جھوٹے لوگوں کو منافق کا خطاب دیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ منافق کی علامتوں میں سے ایک یہ ہے کہ جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔

ج) سنی سنائی بات آگے دوسروں کو بتا دینا بھی جھوٹ میں شامل ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: کسی آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو بیان کر دے، یعنی بغیر کسی تحقیق کے دوسروں کو بتا دے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

د) جھوٹی گواہی دینا اتنا بڑا جرم ہے کہ اُسے شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ٥ (الحج:30) ترجمہ: ''اور بچے رہو جھوٹی گواہی سے۔''

ہ) عام طور پر دکاندار اپنا مال فروخت کرنے کے لیے قسمیں کھا کھا کر گاہک کو یقین دلاتے ہیں۔ اسی طرح قسمیں کھانا بہت بری بات ہے اگر قسم جھوٹی ہو تو اور بھی بڑا گناہ ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

''اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تجارت میں جھوٹی قسمیں کھانے والے شخص سے گفتگو نہ فرمائے گا اور نہ اُسے پاک کر کے جنت میں داخل کرے گا' کیونکہ وہ شخص جھوٹی قسم کے ذریعے سے اپنے مال تجارت کو فروغ دینے والا ہوگا۔''

3) **بدعهدی**: وعدہ کر کے اس کے خلاف کرنا بہت بڑی برائی ہے اور یہ بھی حقیقت میں جھوٹ کی ایک قسم ہے۔ قرآن مجید میں منافقوں کے سلسلہ میں ہے کہ اُن کی بدعہدی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے دل میں نفاق پیدا ہو گیا، فرمایا:

ترجمہ: ''پس اس کے اثر سے اُن کے دل میں اللہ نے نفاق رکھا اُس دن جب وہ اُس سے ملیں گے اس لیے کہ انہوں نے اللہ سے وعدہ کر کے خلاف کیا اور اس لیے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔'' (سورۃ التوبہ)

حضور ﷺ نے بدعہدی کو دین کے منافی قرار دیا ہے۔ ارشاد ہوا: ﴿لَا دِيْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَلَهٗ.﴾ (مسند احمد)

''جس میں عہد کی ادائیگی نہیں اس میں دین نہیں۔''

اسی لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے ''المفرد'' میں ایک باب باندھا ہے جس کا عنوان ہے 'حسن العهد من الايمان''.

بدعہدی کرنے والا شرعی مجرم ہے' رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا تین شخصوں کی قیامت کے دن میں خود وکالت کروں گا۔ (الف) جس نے میرے ساتھ عہد و اقرار کیا پھر اس نے غداری اور بے وفائی کی۔ (ب) جس نے کسی مزار کو فروخت کر دیا اور اس کی قیمت کھائی۔ (ج) جس نے کسی کو مزدوری پر رکھا اور اس سے پورا کام کروایا اور مزدوری نہ دی۔'' (صحیح بخاری)

4) **شتم گوئی**: منافق کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ وہ گالیاں دیتا ہے اور دوسروں کو بُرا بھلا معمول بنا کر کہتا رہتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا: ''مومن کبھی بھی لعن طعن کرنے والا نہیں ہوسکتا''۔

جو شخص معمولی بات پر فسق و فجور کرے' گالی گلوچ عام کلام میں استعمال کرے یا جھگڑا کرتے ہوئے گالی دے تو اس کا ایمان ناقص ہے وہ منافقین کی صف میں کھڑا ہوگا اس لیے کلام کرتے وقت ان باتوں سے اجتناب لازم ہے۔

حدیث: 12

عَنْ	اَبِیْ هُرَیْرَةَ
سے	ابوھریرہ

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ	اَنَّ	رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ	قَالَ
اللہ ان سے راضی ہوا	یہ کہ	رسول اللہ ﷺ	فرمایا

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَامَ	رَمَضَانَ	اِيْمَانًا	وَاحْتِسَابًا	غُفِرَ لَهُ	مَاتَقَدَّمَ	مِنْ	ذَنْبِهِ
جس نے قیام کیا	رمضان	ایمان	اور ثواب	اسے بخش دیا	جو آگے گزرا	جو	اس کے گناہ

جو شخص رمضان میں ایماندار ہو کر حصول ثواب کے لیے رات کے وقت قیام کرے گا تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔'' (صحیح بخاری' کتاب الایمان' حدیث:36)

تشریح اس حدیث میں رمضان کے روزوں' اس کی راتوں کے نوافل' اور خصوصیت سے شب قدر کے نوافل کو پچھلے گناہوں کی مغفرت اور معافی کا وسیلہ بتایا گیا ہے بشرطیکہ یہ روزے اور نوافل ایمان و احتساب کی حالت میں ہوں۔ یعنی اس کا مقصد اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کو ماننا اور اجر و ثواب کی امید رکھنا ہے' کیوں کہ ہمارے اعمال کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے اور یہی ایمان و احتساب ہمارے اعمال کی روح ہیں۔ اگر یہ نہ ہوں گے تو بڑے سے بڑے اعمال بھی کھوکھلے ہوں گے۔

الغرض! جو شخص رمضان شریف میں حالتِ ایمان میں ثواب سمجھتے ہوئے تراویح ادا کرے گا اور قرآنِ مجید کی سماعت کرے گا اور نفل نماز ادا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے تمام گناہوں کو معاف فرما دے گا۔

حدیث:13

عَنْ	أَبِي هُرَيْرَةَ	رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ	قَالَ
سے	ابوھریرہ	اللہ ان سے راضی ہوا	فرمایا

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں'

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ	بَارِزًا	يَوْمًا	لِلنَّاسِ	فَاَتَاهُ رَجُلٌ
تھے نبی ﷺ	ظاہر / بیٹھے ہوئے	دن	لوگوں میں	پس ان کے پاس آدمی آیا

ایک دن نبی کریم ﷺ لوگوں کے درمیان تشریف فرما تھے' ان کے پاس ایک آدمی آیا

فَقَالَ	مَا	الْاِيْمَانُ؟
اس نے کہا	کیا	ایمان

پھر اس نے کہا مجھے بتایئے ایمان کیا ہے؟

قَالَ/الْاِيْمَانُ	اَنْ	تُؤْمِنَ	بِاللّٰهِ	وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ
اس نے کہا/ایمان	کہ	تو ایمان لائے	ساتھ اللہ کے	اور فرشتوں اس کے

آپ ﷺ نے فرمایا: کہ تو اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر ایمان لے آئے،

وَ بِلِقَائِهٖ	وَبِرُسُلِهٖ	وَتُؤْمِنَ	بِالْبَعْثِ
اور اس کی ملاقات	اور اس کے رسولوں	اور تو ایمان لائے	دوبارہ جی اُٹھنے پر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس کی ملاقات اور اس کے رسولوں اور آخرت کے دن پر ایمان لے آئے۔

قَالَ	مَا	اَلْاِسْلَامُ ؟	فَقَالَ	اَلْاِسْلَام
اس نے کہا	کیا	اسلام	اس نے کہا	اسلام

اے محمد ﷺ! مجھے اسلام کے بارے میں بتایئے تو

اَنْ	تَعْبُدَاللّٰهَ	وَ	لَا	تُشْرِکَ بِهٖ
یہ کہ	تو اللہ کی عبادت کرے	اور	نہیں	تو اس کے ساتھ شریک لائے

اسلام یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائے

وَ تُقِيْمَ	الصَّلٰوةَ	وَ	تُؤَدِّیَ	الزَّکٰوةَ الْموفُرُوضَةَ
اور تو قائم کرے	نماز	اور	تو دے	فرض زکوٰۃ

اور تو نماز قائم کر اور تو فرض زکوٰۃ دے

وَ تَصُوْمَ	رَمَضَانَ	قَالَ	مَا	اَلْاِحْسَان
اور تو روزے رکھے	رمضان	اس نے کہا	کیا	احسان

اور تو رمضان کے روزے رکھے اور تو بیت اللہ کا حج کرے، اس نے کہا بتایئے، احسان کیا ہے؟

قَالَ	اَنْ	تَعْبُدَاللّٰهَ	کَاَنَّکَ
اس نے کہا	کہ	تو عبادت کرے اللہ کی	گویا تو

آپ ﷺ نے فرمایا: کہ تو اللہ کی اس طرح عبادت کرے جیسے

تَرَاهُ	فَاِنْ	لَمْ	تَکُنْ	تَرَاهُ	فَاِنَّهٗ
دیکھتا ہے اسے	پس اگر	نہ	تو ہو	دیکھتا اسے	تو بے شک

تو اسے دیکھتا ہے پس اگر تو اسے نہیں دیکھتا

یَرَاکَ	قَالَ	مَتٰی	السَّاعَةُ؟	قَالَ
وہ دیکھتا ہے تجھے	اُس نے کہا	کب	قیامت	آپ ﷺ نے فرمایا

تو وہ تو تجھے دیکھتا ہے۔ پھر اس نے کہا مجھے قیامت کی گھڑی کے بارے میں بتایئے؟

قَالَ	مَا	الْمَسْؤُوْلُ	عَنْهَا	بِاَعْلَمَ
اس نے کہا	نہیں	پوچھا گیا	جس سے	زیادہ جاننے والا

جس سے پوچھا گیا ہے وہ پوچھنے والے

مِنَ	السَّائِلِ	وَ	سَاُخْبِرُکَ	عَنْ
سے	پوچھنے والے	اور	میں تجھے خبر دیتا ہوں	سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے زیادہ نہیں جانتا' اس نے کہا' میں اس کی علامات بتا دیتا ہوں۔

اَمَارَاتِهَا	قَالَ	إِذَا	وَلَدَتِ	الْاَمَةُ
نشانیاں اس کی	اس نے کہا	جب	جنے گی	لونڈی

اس نے کہا یہ کہ لونڈی اپنی مالکہ جنم دے گی

رَبَّهَا	وَ	إِذَا	تَطَاوَلَ	رُعَاةُ الْإِبِلِ	الْبُهْمِ
مالکہ اپنی	اور	جب	تو دیکھے گا	اونٹوں کو چرانے والے	سیاہ

اور جب کالے اونٹ چرانے والے

فِيْ	الْبُنْيَانِ	الشَّآءِ	ثُمَّ	أَدْبَرَ
میں	عمارتوں	بکریاں	پھر	منہ پھیرا

لمبی لمبی عمارتیں بنانے میں فخر کریں گے' پھر وہ شخص پیٹھ پھیر کر چلا

فَقَالَ	رُدُّوهُ	فَلَمْ يَرَوْا	شَيْئًا
تو آپ ﷺ نے فرمایا	اسے پھیر لاؤ	پس نہیں دیکھا	کسی کو

تو آپ ﷺ نے فرمایا' اسے واپس لاؤ' تو صحابہؓ نے کسی کو نہ پایا۔

فَقَالَ/هٰذَا	جِبْرِيْلُ	جَاءَ	يُعَلِّمُ النَّاسَ
پس فرمایا/یہ	جبریل	وہ آئے تھے	لوگوں کو سکھائے

پھر فرمایا: یہ جبرئیل تھے جو لوگوں کو دین سکھانے آئے تھے۔

دِيْنَهُمْ	قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ	جَعَلَ ذٰلِکَ کُلَّهُ مِنَ الْاِيْمَانِ
ان کا دین	ابو عبداللہ نے فرمایا	ان سب باتوں کو ایمان میں شریک کیا

امام بخاریؒ نے کہا کہ حضور ﷺ نے ان سب باتوں کو ایمان میں شریک کر دیا۔ (صحیح بخاری' کتاب الایمان' حدیث: 48)

تشریح اس حدیث میں حضرت جبرئیل نے حضور ﷺ سے گفتگو فرمائی اس لیے اسے حدیثِ جبرئیل کہتے ہیں۔

انسانی شکل میں جبرئیلؑ کی دربارِ رسول ﷺ میں حاضری: حضرت جبرئیلؑ انسانی صورت میں حضور ﷺ کی مجلس میں تشریف لائے۔ مجلس میں موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی بھی انہیں پہچانتا نہ تھا' کیوں کہ مدینہ منورہ اور ان کے آس پاس کے علاقوں کے رہنے والوں کو تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جانتے پہچانتے تھے۔ ان پر سفر کے کوئی آثار بھی نہ تھے کہ انہیں دور سے آیا ہوا پردیسی اور اجنبی شخص ہی سمجھ لیا جاتا۔ پھر یہ امر بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے باعثِ حیرت تھا کہ وہ خود ہی حضور ﷺ سے سوال پوچھتے ہیں پھر آپ ﷺ کے جواب کی تصدیق بھی کرتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کمالِ ادب کا اظہار: صحابہ کرام حضور ﷺ کا کس قدر ادب واحترام کرتے تھے' یہ بات بھی اس حدیث سے خوب عیاں ہوتی ہے' اتنی حیرتوں کے باوجود کسی صحابیؓ نے حضور ﷺ سے سوال نہیں کیا کہ یہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شخص کون ہے؟ آپ ﷺ نے خود ہی حضرت عمرؓ کو بتایا کہ یہ جبرئیلؑ تھے اور ان کی آمد کا مقصد بھی آپ ﷺ نے یہ بتایا کہ وہ آپ لوگوں کو دینِ اسلام کے احکامات سکھانے آئے تھے۔

تمام علوم کی ماخذ حدیث: یہ حدیث ایسی جامع ہے کہ تمام شرعی علوم اس سے نکل سکتے ہیں۔ جیسے:

1) **اسلام:** اللہ کی ذات وصفات پر ایمان لانے، نماز ادا کرنے، روزے رکھنے، زکوٰۃ دینے اور حج بیت اللہ کرنے کا نام اسلام ہے۔

2) **ایمان:** آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور موت کے بعد زندہ ہونے پر ایمان لانے کو ایمان کہتے ہیں۔

3) **قیامت کی نشانیاں:** اس حدیث میں قیامت کی دو نشانیاں بھی بیان کی گئی ہیں، جو یہ ہیں:

الف) سرکش (نافرمان) اولاد: عورتیں / مائیں ایسی لڑکیاں (بیٹیاں) پیدا کریں گی جو اپنی ماؤں پر سرداری (حکمرانی) کریں گی یعنی ایسی نافرمان اولاد پیدا ہوگی، جن کے اخلاق بہت گرے ہوں گے جو اپنے ماں باپ پر حکم چلائیں گی۔

ب) عمارتوں پر فخر کرنے کا رواج: قیامت کی دوسری نشانی آپ ﷺ نے یہ بتلائی کہ ننگے پیر پھرنے والے اور ننگے بدن رہنے والے اور تنگ دست (غریب) لوگ جن کے پاس جسم ڈھانکنے کو نہ کپڑا ہوگا اور نہ پیر میں ڈالنے کو جوتا ہوگا اور بکریاں چرانے والے، اونچے اونچے مکانات بنا کر فخر کرنے لگیں گے یعنی معاشرے کا نظام ایسا درہم برہم ہوجائے گا اور ایسا انقلاب واقع ہوگا کہ انتہائی تنگدست اور فقیر قسم کے لوگ بھی عالی شان عمارتوں کے مالک ہوں گے۔ اس سے معاشرے کی انتہائی ابتری (خرابی) مراد ہے۔

حدیث:14

عَنْ عَامِرٍ	قَالَ	سَمِعْتُ	النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ
عامر سے	کہا	میں نے سُنا	نعمان بن بشیر

حضرت عامرؒ نعمان بن بشیرؓ سے سن کر بیان کرتے ہیں،

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ	يَقُوْلُ	سَمِعْتُ	رَسُوْلَ اللّٰهِ
اللہ ان سے راضی ہوا	وہ کہتے ہیں	میں نے سنا	اللہ کے رسول

انہوں نے کہا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	يَقُوْلُ	اَلْحَلَالُ
صلی اللہ علیہ وسلم	آپ فرماتے ہیں	حلال

آپ ﷺ نے فرمایا:

بَيِّنٌ	وَالْحَرَامُ	بَيِّنٌ	وَبَيْنَهُمَا
واضح	اور حرام	واضح	اور درمیان ان دونوں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حلال بھی واضح ہے اور بے شک حرام بھی واضح ہے۔

مُشْتَبِهَاتٌ	لَا	يَعْلَمُهَا	كَثِيْرٌ	مِنَ النَّاسِ
ملتے جلتے	نہیں	وہ جانتے	بہت سے	لوگوں سے

اور ان دونوں کے درمیان کچھ معاملات مشتبہ رہے ہوئے 'شبہ ڈالنے والے) ہیں'

يَعْلَمُهُنَّ	كَثِيْرٌ	مِنَ	النَّاسِ
انہیں جانتا	اکثر/زیادہ	سے	لوگوں

جنہیں لوگوں کی اکثریت نہیں جانتی۔

فَمَنِ	اتَّقَى	الْمُشْتَبِهَاتِ	اِسْتَبْرَءَ	لِدِيْنِهٖ
پس جو	بچ گیا	شبہات	اس نے بچا لیا	اپنا دین

پس جو ان مشتبہ معاملات سے بچ گیا' پس اس نے اپنے دین کو بچا لیا

وَ عِرْضِهٖ	وَ مَنْ	وَقَعَ	فِي
اور عزت اپنی	اور جو	پڑ گیا	میں

اور اپنی عزت کو اور جو ان مشتبہ امور میں جا پڑا

الْمُشْتَبِهَاتِ	كَرَاعٍ	يَرْعٰى	حَوْلَ
مشتبہ چیزیں	جیسا چرواہے	چراتا ہے	ارد گرد

وہ اس چرواہے کی مانند ہے جو چراگاہ کے ارد گرد چراتا ہے'

الْحِمٰى	يُوْشِكُ	اَنْ	يُوَاقِعَهُ
چراگاہ کے	قریب ہے	کہ	واقع ہو/چرانے لگا

قریب ہے کہ اس کو چراگاہ کے اندر بھی چرانے لگے۔

اَلَا	وَ	اِنَّ	لِكُلِّ
خبردار	اور	بے شک	واسطے ہر

خبردار! ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہے

مَلِكٍ	حِمًى	اَلَا	اِنَّ	حِمَى اللّٰهِ
بادشاہ	چراگاہ	خبردار	بے شک	اللہ کی چراگاہ

خبردار! اللہ کی چراگاہ اس کی زمین میں اس کے حرام کردہ اُمور ہیں۔

فِيْ اَرْضِهٖ	مَحَارِمُهٗ	اَلَا	وَاِنَّ
اس کی زمین میں	حرام کردہ امور	خبردار	اور بے شک

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خبردار! بے شک

فِي	الْجَسَدِ	مُضْغَةً	إِذَا
میں	جسم	خون کا لوتھڑا	جب

جسم میں گوشت کا لوتھڑا ہے جب تک وہ صحیح رہے

صَلُحَتْ	صَلُحَ	الْجَسَدُ	كُلُّهُ	وَ إِذَا	فَسَدَتْ
صحیح رہا	صحیح رہا	جسم	تمام اس کا	اور جب	بگڑا

تو سارا جسم صحیح رہا اور جب وہ بگڑا تو

فَسَدَ	الْجَسَدُ	كُلُّهُ	أَلَا
بگڑا	جسم	تمام اس کا	خبردار

سارا جسم بگڑ گیا خبردار!

وَ	هِيَ	الْقَلْبُ	رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ
اور	وہ	دل ہے	اسے امام بخاری نے روایت کیا

وہ گوشت کا لوتھڑا دل ہے۔ (صحیح بخاری' کتاب الایمان' حدیث: 50)

تشریح اس حدیث میں تین چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے جو یہ ہیں:

1) حلال وحرام 2) مشتبہ چیزیں 3) دل (انسانی عضو کا نام)

1) **حلال وحرام**: مال و دولت کی خواہش ایک فطری امر ہے۔ نقد آور اور فوری فوائد کی حامل اشیا میں تو انسان کی دلچسپی ضرب المثل ہے۔ حرص اور لالچ انسان کو سود خوری' ذخیرہ اندوزی' سمگلنگ' غیر قانونی کاروبار' گراں فروشی' ناپ تول میں کمی اور دیگر ناجائز ذرائع سے آمدن بڑھانے کے ہتھکنڈے سکھاتے ہیں۔ دینِ اسلام ہوسِ زر میں مبتلا ہو کر حلال وحرام کی تمیز کھو بیٹھنے کے رویے کی مذمت کرتا ہے۔ اسلام پیسہ کمانے کو ناپسند نہیں کرتا۔ اس کا مطمع نظر سرمایے اور محنت میں اعتدال و توازن ہے۔ ایک اور حدیث میں نبی کریم ﷺ کی پیش گوئی قابلِ توجہ ہے کہ ایسا وقت آئے گا کہ لوگ حلال و حرام کے پیمانوں سے بے نیاز ہو کر پیسے کو ہی اپنا سب کچھ سمجھنے لگیں گے۔ فرمانِ نبوی ﷺ کی روشنی میں بحیثیت مسلمان ہمیں اپنے طرزِ عمل کا ہر وقت جائزہ لیتے رہنا چاہیے اور جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے حلال اور جائز قرار دیا ہے انہیں استعمال کرنا چاہیئے اور جو حرام ہیں ان سے اجتناب کرنا چاہیے۔

2) **مشتبہات**: اس حدیث میں جو دوسرا حکم دیا گیا ہے وہ مشتبہ چیزوں سے بچنے کا ہے' کیوں کہ حلال وحرام کی وضاحت قرآن و حدیث میں کر دی گئی ہے۔ جیسے کتا حرام ہے' گھوڑا حرام ہے' اسی طرح گائے' بکری' اونٹ حلال ہیں مگر کچھ چیزیں ایسی ہیں جن کے بارے میں قرآن و حدیث میں وضاحت نہیں کی گئی' بلکہ ان کے بارے میں خاموشی اختیار کی گئی ہے' ان چیزوں کو مشتبہات کا نام دیا جاتا ہے' ان کے بارے میں حکم یہی ہے کہ ان سے بچنا چاہیے' کیوں کہ جیسے کوئی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بکریوں کو چروانے والا کسی ایسی جگہ پر چرائے جہاں اردگرد سرسبز کھیت ہوں، کمال احتیاط اور نگرانی کے باوجود بھی اس کی ذرا سی لاپرواہی یا سستی کی بدولت اس کے جانور اس ممنوع جگہ پر چلے جائیں گے اسی طرح انسان کا نفس بھی ان مشتبہات کی چمک دمک اور ظاہری خوبصورتی کو دیکھتا ہے، ممکن ہے کہ ان مشتبہات میں پڑ جائے اس لیے اس سے بچنا چاہیے تاکہ انسان کے اعمال ضائع نہ ہوں۔ ایک اور حدیث میں ہے:

''گناہ وہ ہے جو تیرے سینے میں کھٹکے اور تجھے خطرہ ہو کہ اس سے لوگوں کو خبر نہ ملے''۔ پھر فرمایا:

دَعْ مَا يُرِيْبُكَ إِلَى مَالَا يُرِيْبُكَ

ترجمہ: جو چیز تجھے شک میں ڈالے اُسے چھوڑ دو اور جو شک سے دور کرے وہ اختیار کرو۔

الغرض! ہمارے لیے لازم ہے کہ ہم ان مشتبہات سے بچیں تاکہ ہمارا ایمان اور اعمال محفوظ رہ سکیں۔

3) **دل:** انسانی اعضا میں سے قیمتی ترین حصہ اور عضو دل ہے، اس کی درستگی سے انسان کے اعمال کی درستگی ہوتی ہے اور اس کے بگڑ جانے سے انسان کے اعمال ضائع ہونے کا خطرہ ہوتا ہے اسی لیے نبی کریم ﷺ نے اعمال کا دارومدار نیتوں پر رکھا ہے، اور اس کا مرکز دل کو قرار دیا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے جسموں کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے''۔ (مسلم)

ایک اور حدیث میں فرمایا: ''آگاہ رہو کہ سینے میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب یہ تندرست ہو تو تمام بدن تندرست رہتا ہے اور اگر یہ بیمار ہو جائے تو سارا بدن بیمار ہو جاتا ہے، جان لو یہ دل ہے۔'' (صحیح بخاری)

حدیث:15

عَنْ	عُمَرَ	أَبِيْ حَفْصٍ	رَسُوْلَ اللّٰهِ
سے	عمر	ابی حفص	اللہ کے رسول

حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قَالَ	اَلْاَعْمَالُ	بِالنِّيَّةِ
فرمایا	اعمال	نیت

بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

وَ	لِكُلِّ	امْرِئٍ	مَّا	نَوٰى	فَمَنْ	كَانَتْ
اور بیشک	ہر ایک کے لیے	آدمی	جو	اس نے نیت کی	پس جو	ہوئی

اور بے شک ہر آدمی کے لیے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی۔

هِجْرَتُهٗ	إِلَى	اللّٰهِ	وَرَسُوْلِهٖ	فَهِجْرَتُهٗ
اس کی ہجرت	طرف	اللہ	اور اس کے رسول	پس اس کی ہجرت

پس جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہے پس اس کی ہجرت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اِلَی	اللّٰهِ	وَ رَسُولِه	وَمَنْ	كَانَتْ
طرف	اللہ	اور اس کے رسول	اور جو	ہوئی

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہے۔

هِجْرَتُهٗ	لِدُنْيَا	يُصِيْبُهَا	اَوِ	اِمْرَاَةٍ	يَتَزَوَّجُهَا
اس کی ہجرت	دنیا کے لیے	وہ اُسے پائے گا	یا	عورت	وہ نکاح کرے اس سے

اور جس کی ہجرت دنیا کے لیے ہے وہ اسے پالے گا یا عورت کے لیے ہے کہ اس سے نکاح کرے۔

فَهِجْرَتُهٗ	اِلٰی	مَا	هَاجَرَ	اِلَيْهِ
پس اس کی ہجرت	طرف	جس کے لیے	اس نے ہجرت کی	اس کی طرف

پس اس کی ہجرت اس کی طرف ہے جس کے لیے اس نے ہجرت کی۔ (صحیح بخاری، کتاب الایمان، حدیث:52)

سیاق وسباق: اس حدیث کا پس منظر اور سیاق وسباق یہ ہے کہ ایک شخص نے اُمِ قیس نامی عورت کو نکاح کا پیغام بھیجا اور اُس نے یہ شرط رکھ دی کہ اگر تم ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ و گے تو میں نکاح کرلوں گی، چنانچہ وہ ہجرت کر کے مدینہ آ گئے اور ان سے نکاح کرلیا، جب نبی کریم ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو اُس وقت آپ ﷺ نے یہ حدیث بیان فرمائی۔

تشریح اس حدیث میں نیت کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے کہ انسان کی اعمال سرانجام دیتے وقت نیت جتنی نیک اور خالص ہوگی اس کا ثواب اسے اسی قدر ملے گا۔ اگر نیت میں خرابی پائی گئی تو تمام اعمال ضائع اور بے کار ہو جائیں گے، کیوں کہ ریا کاری اللہ کو ناپسند ہے۔

نیت کی تعریف: اعمال اور افعال کی انجام دہی کے پیچھے جو قوت کار فرما ہوتی ہے اسے نیت کہتے ہیں۔

تمام اعمال کی بنیاد نیّت: نیت تمام اعمال کی اساس (بنیاد) ہے۔ اگر نیت نیک اور عمل صالح ہوگا تو انسان کو اس کا اجر ملے گا اور اگر نیت و اعمال فاسد ہوں گے تو انسان کو اس کی سزا ملے گی۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں نیّت کی اہمیت: اللہ تعالیٰ کے ہاں نہ تو ظاہری اعمال کا وزن کیا جاتا ہے اور نہ مال و متاع کی کوئی اہمیت ہے وہ ذات تو دلوں کی گہرائی اور نیت کی سچائی کو دیکھتی ہے۔ اس لیے قربانی کے ضمن میں ارشاد ہوتا ہے:

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ تک نہ ان کا گوشت پہنچتا ہے نہ خون بلکہ اس تک تمہاری پرہیزگاری پہنچتی ہے'' (الحج:37)

حدیث کا مقصد: حدیث کا مدعا و مقصد یہ ہے کہ بڑے سے بڑا عمل بھی اگر اخلاص اور للّٰہیت سے خالی ہوگا تو وہ جہنم میں لے جائے گا۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے:

''قیامت کے دن ریاکار مجاہد، عالمِ دین اور سخی کو جہنم میں اس لیے داخل کیا جائے گا کیوں کہ ان کی نیت رضائے الٰہی نہیں تھی، بلکہ دنیوی شہرت کا حصول تھا''۔ (صحیح مسلم)

اچھی نیّت کے فوائد: انسان کے تمام اعمال کا انحصار اس کی نیّت پر ہوتا ہے، اچھی نیت رکھنے کی بدولت انسان کو بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ ان میں سے اہم یہ ہیں:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

1) انسان کے تمام اعمال قبول ہوتے ہیں اور اللہ اس کی نیت کی بنا پر اس کے ان اعمال کا ثواب بڑھا دیتے ہیں۔

2) انسان نیکی اور بھلائی کے کام کرنے میں لذت محسوس کرتا ہے۔

3) انسان شیطانی وسوسوں سے دور رہتا ہے اور اُسے اللہ سے پناہ مل جاتی ہے۔

4) نیک لوگوں کی صحبت حاصل ہوتی ہے اور انسان کی سیرت میں نکھار آتا ہے۔

5) انسان اپنے اعمال پر غور و فکر کرتا ہے اور اس کے مطابق اپنے مستقبل کی منصوبہ بندی کرتا ہے' کیوں کہ حدیث مبارکہ ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص تباہ ہو گیا جس کا آج کل سے بہتر نہیں''۔

2. الجامع الصحیح للبخاری کی کتاب الصلوٰۃ سے منتخب احادیث کا ترجمہ وتشریح

کتاب الصلوٰۃ کا تعارف

لغوی معنی: صلوٰۃ کے لغوی معنی استغفار اور رحمت کے بھی ہیں۔ (لسان العرب' ابن منظور افریقی' 465/14)

دیگر معنی: صلوٰۃ کو بہترین ذکر' درود و سلام اور استغفار کے معنی میں بھی لیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں نماز کے معنی تلاوت' رحمت' خدمت گزاری کے بھی ہیں۔

اصطلاحی مفہوم: اصطلاح میں نماز سے مراد اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی بندگی کا وہ پاکیزہ طریقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو سکھایا اور نبی کریم ﷺ نے اللہ کے حکم سے مخصوص اوقات میں اسے ادا کرنے کی تلقین کی۔ اس کی ایک تعریف یہ بھی ہے:

''نماز ان اقوال و افعال کا مجموعہ ہے جو تکبیرِ تحریمہ سے شروع ہوتا ہے اور سلام پر ختم ہوتا ہے''۔ (کتاب الفقہ علی المذاہب الأربعۃ از علامہ جزیری' ص: 279)

قرآن مجید میں نماز کی اہمیت: نماز بدنی عبادت ہے' اس کو دین میں پہلی اینٹ کی حیثیت حاصل ہے' یہ امیر و غریب' کالے گورے' مرد و عورت' شاہ و گدا' عربی و عجمی' جوان و بوڑھے' مسافر و مجاہد' بیمار و تندرست سب پر دن میں پانچ مرتبہ فرض ہے۔ اس کی اتنی اہمیت ہے کہ قرآنِ مجید میں 92 مرتبہ اس کے ادا کرنے کا واضح حکم دیا گیا ہے جب کہ کم از کم سات سو مقامات پر اسے ادا کرنے کی تاکید کی گئی ہے' قرآن مجید میں ہے:

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ

ترجمہ: نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ (البقرۃ: 43)

1) **نماز کی ادائیگی کا حکم:** پھر نماز کے ادا کرنے کا حکم یوں دیا:

وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ

ترجمہ: اور میری یاد کے لیے نماز قائم کرو۔ پھر ایک اور مقام پر اس کی تاکید یوں کی' فرمایا:

اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝

ترجمہ: نماز قائم کرو زکوٰۃ ادا کرو اور شرک کرنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ۔ (سورۃ الروم: 31)

2) **ایمان کی نشانی:** نماز کو دینِ اسلام میں بنیادی حیثیت حاصل ہے اور ایمان لانے کے بعد نماز ادا کرنا فرض

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہے کیوں کہ یہ ایمان کی نشانی ہے اس لیے فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ (البقرة: 277)

3) **نماز کی بروقت ادائیگی:** نماز مقررہ وقت پر فرض کی گئی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا○ (النساء: 103)

ترجمہ: بے شک نماز کا مومنوں پر مقررہ اوقات میں ادا کرنا فرض ہے۔

4) **نماز میں سستی منافق کی علامت:** نماز کو اس کے صحیح وقت پر ادا کرنا چاہیے کیوں کہ اس کی ادائیگی میں سستی کرنا یا جان بوجھ کر دیر سے نماز ادا کرنا منافقت کی نشانی ہے فرمانِ الٰہی ہے:

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ○ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ○

ترجمہ: پس ہلاکت ہے ان نمازیوں کے لیے جو نماز ادا کرنے میں سستی کرتے ہیں۔ (سورۃ الماعون: 5-4)

سورۃ النساء میں ہے:

وَاِذَا قَامُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى لا

ترجمہ: اور جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو سستی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں۔ (سورۃ النساء: 142)

احادیث مبارکہ میں نماز کی اہمیت: توحید و رسالت کی شہادت اور عملی تصدیق کا پہلا قدم نماز ہے اسی لیے نماز کی اہمیت بیان کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جس شخص کی نماز نہیں اس کا ایمان نہیں اور اسی طرح جس شخص کا وضو نہیں اس کی نماز بھی نہیں''۔

1) **نماز دین کا ستون:** نماز دینِ اسلام کا اہم ترین ستون ہے جس طرح ستونوں کے بغیر عمارت کھڑی نہیں رہ سکتی اسی طرح نماز کی ادائیگی کے بغیر دینِ اسلام کا قیام ممکن نہیں۔ اس لیے حضور ﷺ نے فرمایا:

اَلصَّلٰوةُ عِمَادُ الدِّيْنِ

ترجمہ: نماز دین کا ستون ہے۔ اور جان بوجھ کر نماز ادا نہ کرنا اسلام کی عمارت گرانے کے مترادف ہے۔

(الدرر المنتثرة فی الاحادیث المشتھرة، ص: 104)

2) **اللہ کے نزدیک محبوب عمل:** نماز اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین عمل ہے۔ نبی کریم ﷺ سے جب پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے محبوب ترین عمل کون سا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اَلصَّلٰوةُ لِوَقْتِهَا ترجمہ: وقت پر نماز ادا کرنا۔ اس لیے ہمیں بروقت نماز کا اہتمام کرنا چاہیے۔

3) **قربِ الٰہی کا وسیلہ:** نماز اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا سب سے سستا اور اہم ذریعہ ہے کیوں کہ نماز کے ذریعے ہی انسان ڈائریکٹ اپنے اللہ سے مخاطب ہوتا ہے اسی لیے فرمایا:

اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا صَلّٰى يُنَاجِيْ رَبَّهٗ

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہے تو گویا کہ وہ اپنے اللہ سے ہم کلام ہوتا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

4) **پریشانیوں کا حل نماز** : نماز تمام پریشانیوں کا علاج ہے۔ نبی کریم ﷺ کو جب کوئی مشکل پیش آتی تو آپ ﷺ نماز کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو جب کوئی مشکل پیش آتی تو نماز ادا کیا کرتے تھے۔ اس لیے ہمیں بھی مشکلات اور پریشانیوں میں نماز کے ذریعے مدد طلب کرنی چاہیے۔

5) **حضور ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک** : نماز کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا' آپ ﷺ نے فرمایا: ''نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے''۔

نماز کی فضیلت : نماز ادا کرنے کا بہت زیادہ اجر ہے' حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ جو شخص وقت کی پابندی کا لحاظ رکھتے ہوئے نماز ادا کرے اللہ تعالیٰ اُسے نو (9) چیزیں عطا کرتا ہے' جو یہ ہیں:

- ☆ اُسے اپنا محبوب بنالیتا ہے۔
- ☆ اُسے تندرستی عطا کرتا ہے۔
- ☆ فرشتے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔
- ☆ اس کے گھر میں برکت ہوتی ہے۔
- ☆ اس کے چہرہ پر نور ہوتا ہے۔
- ☆ اس کا دل نرم کر دیتا ہے۔
- ☆ جہنم سے نجات ملے گی۔
- ☆ جنت میں نیکوں کا ساتھ ملے گا۔
- ☆ محشر والے دن وہ پل صراط سے تیزی سے گزر جائے گا۔

نماز کا اجروثواب : نماز خالق و مخلوق کے درمیان رابطہ کا ذریعہ ہے' اس کے اجروثواب کا ذکر کرتے ہوئے حضور ﷺ نے فرمایا:

''باجماعت نماز کا ثواب اکیلے یا تنہا نماز ادا کرنے سے 27 گنا زیادہ ہے''۔ (صحیح بخاری: 89/1)

نماز کے فوائد: نماز کے کئی ایک فوائد قرآن و سنت میں بیان کیے گئے ہیں' ان میں سے اہم یہ ہیں:

1) **اللہ تعالیٰ سے مناجات**: نماز کو اللہ اور بندے کے درمیان مناجات و سرگوشی سے تعبیر کیا گیا ہے' فرمانِ رسول ﷺ ہے:

إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلَّى يُنَاجِي رَبَّهُ

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی نماز ادا کرتا ہے تو چپکے سے اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے۔ (بخاری)

2) **روحانی تسکین** : نماز انسان کے روحانی سکون اور اطمینان کا سبب بنتی ہے۔ نماز مسلمان کو اس بات کا احساس دلاتی ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہے اور یہ قرب اس کی تسکین کا سبب بنتا ہے۔ اس کے دل سے غیر اللہ کا خوف ختم ہو جاتا ہے اور وہ دن میں پانچ بار اللہ کے دربار میں حاضر ہوتا ہے اور اس کے سامنے سر جھکا کر مانگتا ہے اور وہ عطا کرتا ہے۔

3) **اللہ کی عظمت وکبریائی کا احساس پختہ کرنا** : نماز انسان کے دل میں اللہ کی عظمت وکبریائی کے احساس کو پختہ کرتی ہے' یہی احساس انسان کو گناہوں سے دور کرتا ہے اور شر' فساد' بدی' گمراہی اور بدکاری سے بچاتا ہے' اسی لیے فرمایا گیا ہے:

إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ

ترجمہ: نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔ (سورۃ العنکبوت: 45)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

حدیث مبارکہ میں ہے: "نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم دیکھتے ہو کہ کسی کے دروازے کے سامنے نہر ہو اور وہ اس میں پانچ بار غسل کرے تو کیا اس کے جسم پر کچھ میل رہ جائے گی؟ انہوں نے عرض کیا کہ اس پر سے میل ختم ہو جائے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہی پانچ نمازوں کی مثال ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے گناہوں کو مٹا دیتے ہیں"۔ (صحیح بخاری: 1971)

4) **ضبط نفس**: تعمیر سیرت کے ساتھ نماز انسان میں ضبط نفس کی طاقت بھی پیدا کرتی ہے نماز میں دعاؤں اور تسبیحوں کے ساتھ اوقات کی پابندی، طہارت وعبادت کی شرائط اور جسمانی پاکیزگی کا جوڑ اسی لیے لگایا گیا ہے کہ انسان اپنے نفس پر پوری طرح قابو پالے۔

خلاصہ کلام یہ کہ نماز مومن کی معراج ہے، یہ حضور ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، یہ دین کا ستون ہے، یہ میزان اور ترازو ہے، یہ گناہوں کو ختم کرتی ہے اور شیطانی وسوسوں سے بچاتی ہے، یہ بلاؤں کو ٹالتی ہے، یہ ایمان کی نشانی ہے، یہ شکر گزاری کا بہترین ذریعہ ہے، اس لیے ہم سب کو باقاعدگی سے باجماعت نماز کا اہتمام کرنا چاہیے۔

احادیث کا ترجمہ وتشریح

حدیث: 1

عَنْ	عَائِشَةَ	أُمِّ	الْمُؤْمِنِيْنَ	قَالَتْ	فَرَضَ	اللّٰهُ
سے	عائشہ	ماں	مومنین	انہوں نے کہا	راضی ہوا	اللہ

اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا: اللہ نے جب (شب معراج میں) نماز

الصَّلَاةَ	حِيْنَ	فَرَضَهَا	رَكْعَتَيْنِ	رَكْعَتَيْنِ	فِي	الْحَضَرِ
نماز	جب	اسے فرض کیا	دو رکعت	دو رکعت	میں	حضر

فرض کی تو (ہر نماز کی) دو دو رکعات فرض کیں حضر اور سفر دونوں میں

وَالسَّفَرِ	فَأُقِرَّتْ	صَلَاةُ	السَّفَرِ	وَزِيْدَ	فِي صَلَاةِ	الْحَضَرَ
اور سفر	پھر قائم رہی	نماز	سفر	اور اضافہ ہوا	نماز میں	حضر

پھر سفر کی نماز تو اپنے حال پر دو دو رکعات رہی اور حضر کی نماز میں اضافہ کر دیا گیا۔ (صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ، 341)

تشریح اس حدیث میں نماز کی فرضیت کا ذکر کیا گیا ہے کہ واقعہ معراج سے قبل صرف دو نمازیں تھیں، ایک سورج نکلنے سے پہلے ادا کی جاتی تھی اور دوسری سورج غروب ہونے سے پہلے ادا کی جاتی تھی یعنی فجر اور عصر کی نمازیں، مگر 27 رجب 12 نبوی کو جب نبی کریم ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تو اس موقعہ پر پانچ (5) نمازیں فرض ہوئیں۔

حدیث: 2

سَمِعْتُ	أَنَسَ	بِنْ	مَالِكٍ	قَالَ	قَالَ	النَّبِيُّ
میں نے سنا	انس	بن	مالک	کہا	فرمایا	نبی ﷺ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت قتادہؒ کہتے ہیں، میں نے انسؓ بن مالک سے سنا انہوں نے کہا آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ	الْمُؤْمِنَ	إِذَا	كَانَ	فِي	الصَّلَاةِ	فَإِنَّمَا
بیشک	مومن	جب	تھا	میں	نماز	پس بیشک

مسلمان جب نماز میں ہوتا ہے تو (گویا)

يُنَاجِي	رَبَّهُ	فَلَا	يَبْزُقَنَّ	بَيْنَ	يَدَيْهِ	وَلَا
وہ سرگوشی کرتا ہے	اپنے رب سے	پس نہ	وہ تھوکے	درمیان	اس کے ہاتھ	اور نہ

اپنے مالک (خدا) سے سرگوشی کرتا ہے تو اپنے سامنے نہ تھوکے اور نہ

عَنْ	يَمِينِهِ	وَلَكِنْ	عَنْ	يَسَارِهِ	أَوْ	تَحْتَ	قَدَمِهِ
سے	اس کا دایاں	اور لیکن	سے	اس کے بائیں	یا	نیچے	اس کا قدم

اپنی دائیں طرف تھوکے، البتہ بائیں طرف تھوکے یا دونوں پاؤں کے تلے تھوک لے۔ (صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ، 400)

تشریح اس حدیث میں ایک اہم مسئلہ کا ذکر کیا گیا ہے کہ اگر نماز کے دوران کھانسی آئے اور بلغم نکل آئے یا تھوک آجائے تو انسان کیا کرے؟ اس ضمن میں اللہ کے نبی ﷺ حکم فرما رہے ہیں کہ اگر ایسا ہو جائے تو انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے آگے یا دائیں جانب نہ تھوکے، کیوں کہ سامنے کی جانب قبلہ ہوتا ہے اور دائیں جانب رحمت کے فرشتے ہوتے ہیں جو انسان کے اعمال لکھ رہے ہوتے ہیں، البتہ بائیں جانب تھوکنے یا پاؤں کے نیچے اسے دبانے کی اجازت ہے۔ مگر اب جب کہ مسجدیں چونا گچ ہوگئی ہیں اور انہیں پختہ کر کے تزئین و آرائش کر دیا گیا ہے۔ ان حالات میں بہتر ہے کہ انسان اپنی جیب یا ہاتھ میں رومال یا کپڑا رکھے اور بوقتِ ضرورت اسے استعمال میں لائے۔

حدیث:3

عَنْ	عِتْبَانَ	بْنِ	مَالِكٍ	أَنَّ	النَّبِيَّ	أَتَاهُ
سے	عتبان	بیٹا	مالک	بیشک	نبی	آئے

انہوں نے عتبان بن مالک سے روایت ہے، (جو اندھے تھے) آنحضرت ﷺ

فِي	مَنْزِلِهِ	فَقَالَ	أَيْنَ	تُحِبُّ	أَنْ	أُصَلِّيَ
میں	گھر	تو کہا	کہاں	تو چاہتا ہے	یہ کہ	نماز پڑھ لوں

ان کے مکان میں تشریف لائے اور فرمایا تو کہاں چاہتا ہے

لَكَ	مِنْ	بَيْتِكَ؟	قَالَ	فَأَشَرْتُ	خَلْفَهُ	فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ
تیرے لیے	سے	تیرا گھر	کہا	پس اشارہ کیا	اس کے پیچھے	پس آپ نے دو رکعت نماز پڑھی

میں تیرے گھر میں کہاں نماز پڑھوں، عتبان نے کہا میں نے آپ ﷺ کو ایک جگہ (اشارہ سے) بتلادی پس آپ ﷺ نے دو رکعت نماز (نفل) پڑھی۔ (صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ، 410)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تشریح اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ نفل نماز کی دو رکعت جہاں آپ چاہیں جس کے گھر میں چاہیں، برکت کے لیے ادا کر سکتے ہیں اس لیے کہ اللہ کے نبی ﷺ کی سنت ہے، اللہ کے محبوب ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے لیے تمام زمین کو پاک کر دیا گیا ہے (نماز کے لیے) سوائے حمام اور اصطبل کے۔

الغرض! زوال کے اوقات کے سوا تمام اوقات میں تمام جگہوں پر نوافل کا اہتمام کیا جا سکتا ہے اس لیے کہ نوافل کے ذریعے ہی اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

حدیث: 4

عَنْ هِشَامٍ	قَالَ	أَخْبَرَنِي	أَبِي	عَنْ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ	ذَكَرَتَا كَنِيسَةً	رَأَيْنَهَا
ہشام سے	کہا	مجھے خبر دی	میرا باپ	عائشہؓ سے	ایک گرجے کا ذکر ہوا	ہم نے دیکھا

ہشام نے کہا مجھ کو میرے باپ نے خبر دی انہوں نے کہا: حضرت عائشہؓ سے اور ام سلمہؓ دونوں نے ایک گرجے کا ذکر کیا

بِالْحَبَشَةِ	فِيهَا	تَصَاوِيرُ	فَذَكَرَتَا	ذٰلِكَ	لِلنَّبِيِّ ﷺ	فَقَالَ
حبشہ میں	اس میں	تصاویر	انہوں نے ذکر کیا	اس کا	نبی ﷺ کے پاس	پس فرمایا

جس کو حبش کے ملک میں دیکھا تھا، اس میں تصویریں تھیں، انہوں نے حضور ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا

إِنَّ	أُولَئِكَ	إِذَا	كَانَ	فِيهِمُ	الرَّجُلُ	الصَّالِحُ
بیشک	یہ لوگ	جب	تھا	ان میں	آدمی	نیک

ان لوگوں کا یہ قاعدہ تھا جب ان میں کوئی اچھا شخص مر جاتا

فَمَاتَ	بَنَوْا	عَلَى	قَبْرِهِ	مَسْجِدًا	وَصَوَّرُوْا	فِيهِ
جو مرا	بناتے	اوپر	اس کی قبر	مسجد	اور تصویر بناتے	اس میں

تو اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے اور اس مسجد میں یہ تصویریں رکھتے۔

تِلْكَ	الصُّوَرَ	فَأُولَئِكَ	شِرَارُ	الْخَلْقِ	عِنْدَ اللهِ	يَوْمَ الْقِيَامَةِ
یہ	تصویریں	پس یہ لوگ	بدترین	مخلوق	اللہ کے نزدیک	قیامت کے دن

قیامت کے دن یہ لوگ اللہ کے سامنے ساری مخلوق سے بدتر ہوں گے۔ (صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ، 413)

تشریح مسجد ظاہری اور باطنی پاکیزگی کی علامت ہے، مسجد میں داخل ہونے کی شرط یہ ہے کہ بندے کا جسم طاہر اور پاک ہو۔ مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا منع ہے، گمشدہ چیز کا اعلان کرنا بھی منع ہے، مسجد کو تمام آلائشوں اور ناپاک چیزوں سے پاک کرنا لازمی ہے۔

یہاں یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ برکت کے لیے یا کسی مقصد کے لیے نیک لوگوں کی تصویریں بنانا اور انہیں عبادت خانوں میں آویزاں کرنا مناسب نہیں، بلکہ تنبیہ کے انداز میں فرمایا گیا ہے کہ قیامت والے دن ایسا کرنے والے اللہ تعالیٰ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کی بدترین مخلوق ہوں گے' پہلی بات تو یہ ہے کہ تصویر بنانا غلط کام ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تصویر بنانے والے سے کہے گا کہ اس میں جان ڈال کر دکھاؤ۔ دوسری بات یہ کہ جہاں تصویر لگائی جائے گی وہاں رحمت کا فرشتہ نہیں آئے گا' اس لیے ہمیں ایسے غیر شرعی کاموں سے اجتناب کرنا چاہیے۔

حدیث: 5

عَنْ	عُبَيْدِ	اللّٰهِ	قَالَ	أُخْبِرْنِي	نَافِعٌ	عَنِ
سے	عبید	اللہ	کہا	مجھے خبر دی	نافع	سے

عبیداللہ کہتے ہیں' انہوں نے کہا کہ مجھے نافع نے خبر دی'

ابْنِ	عُمَرَ	عَنِ	النَّبِيِّ	قَالَ	اِجْعَلُوا	فِيْ
بیٹا	عمر	سے	نبی	فرمایا	بناؤ	میں

انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت ﷺ سے روایت کیا' آپ ﷺ نے فرمایا:

بُيُوتِكُمْ	مِنْ	صَلَاتِكُمْ	وَلَا	تَتَّخِذُوهَا	قُبُورًا
اپنے گھر	سے	تمہاری نماز	اور نہ	اسے بناؤ	قبرستان

تم اپنے گھروں میں (بھی) نماز (نفل) وغیرہ پڑھا کرو' ان کو قبرستان مت بناؤ۔ (صحیح بخاری' کتاب الصلوٰۃ' 418)

تشریح نفل اس کام کو کہتے ہیں جو مسلمان پر فرض نہ ہو اور وہ اپنی خوشی سے انجام دے۔ (نفل نماز از حافظ محمد اسحاق' ص: 5)

نفل نماز گھر میں برکت لاتی ہے' اس بارے میں کئی ایک احادیث ہیں' ان میں سے اہم یہ ہیں:

i) حضرت زیدؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! تم اپنے گھروں میں نماز ادا کیا کرو' کیونکہ آدمی کی سب سے افضل نماز وہ ہے جو وہ اپنے گھر میں ادا کرے سوائے فرض کے''۔ (صحیح مسلم: 781)

ii) حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جب کوئی شخص مسجد میں نماز پڑھے تو اس کا کچھ حصہ اپنے گھر میں رکھے' کیونکہ گھر میں کچھ نماز کا حصہ ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ گھر میں بھلائی لاتے ہیں''۔ (صحیح مسلم: 778)

امام نوویؒ کہتے ہیں: ''نبی کریم ﷺ نے گھر میں نماز پڑھنے کی ترغیب دی' اس لیے کہ اس طرح انسان ریاکاری سے دور رہتا ہے اور اس کی نماز اعمال ضائع کرنے والے اُمور سے محفوظ رہتی ہے۔ اور اس لیے تاکہ گھر میں برکت لائے اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو اور فرشتے آئیں اور شیطان بھاگ جائے''۔ (شرح مسلم' 314/6)

حدیث: 6

عَنْ	أَبِي	هُرَيْرَةَ	أَنَّ	رَسُوْلَ	اللّٰهِ ﷺ	قَالَ
سے	باپ	ھریرہ	بیشک	رسول	اللہ	فرمایا

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے' حضور ﷺ نے فرمایا:

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

قَاتَلَ	اللّٰهُ	الْيَهُوْدَ	اتَّخَذُوا	قُبُوْرَ	أَنْبِيَائِهِمْ	مَسَاجِدَ
مارے	اللہ	یہود	بنایا	قبریں	اپنے انبیاء	مساجد

اللہ یہودیوں کو ہلاک کرے انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنالیا۔ (صحیح بخاری' کتاب الصلوٰۃ' 421)

تشریح اس حدیث میں اللہ کے نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے' کہ یہود کی یہ عادت تھی کہ وہ اپنے انبیا کی قبروں پر مقبرے بنالیتے اور اس کے ساتھ مساجد تعمیر کرلیتے' آپ ﷺ نے ان کے حق میں بددعا کی ہے کہ اللہ انہیں ہلاک کرے جو یہ غلط کام کو رواج دیتے ہیں' اس سے پتہ چلتا ہے کہ قبروں پر مساجد بنانا جائز نہیں' اوران جگہوں پر عبادت کرنا بھی جائز نہیں۔

حدیث 7:

حَدَّثَنَا	جَابِرُ	بِنُ	عَبْدِاللّٰهِ	قَالَ	قَالَ	رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ
ہمیں بیان کیا	جابر	بیٹا	عبداللہ	کہا	فرمایا	اللہ کے رسول

حضرت جابرؓ بن عبداللہ انصاری نے کہا آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

أُعْطِيْتُ	خَمْسًا	لَمْ	يُعْطَهُنَّ	أَحَدٌ	مِنَ	الْأَنْبِيَاءِ
مجھے ملیں	پانچ	نہیں	وہ عطا ہوئیں	کسی ایک	سے	انبیاء

مجھ کو پانچ باتیں ایسی ملیں جو مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کو نہیں ملیں

قَبْلِي	نُصِرْتُ	بِالرُّعْبِ	مَسِيْرَةَ	شَهْرٍ	وَجُعِلَتْ	لِيَ
میرے سے پہلے	میری مدد کی گئی	رعب سے	چلنا	مہینہ	اور بنائی گئی	میرے لیے

پہلی یہ کہ ایک مہینے کی راہ سے میرا رعب ڈال کر میری مدد کی گئی

الْأَرْضُ	مَسْجِدًا	وَطَهُوْرًا	وَأَيُّمَا	رَجُلٍ	مِنْ	أُمَّتِي
زمین	مسجد	اور پاک	اور جو	آدمی	سے	میری امت

دوسری یہ کہ ساری زمین میرے بعد مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی میری امت کے جس شخص کو

أَدْرَكَتْهُ	الصَّلَاةُ	فَلْيُصَلِّ	وَأُحِلَّتْ	لِيَ	الْغَنَائِمُ	وَكَانَ
اسے پایا	نماز	تو نماز پڑھے	اور حلال کی گئی	میرے لیے	غنیمت	اور تھا

جہاں نماز کا وقت آجائے وہاں نماز پڑھ لے۔ تیسرے غنیمت کے مال میرے لیے درست کیے گئے

النَّبِيُّ	يُبْعَثُ	إِلَى	قَوْمِهِ	خَاصَّةً	وَبُعِثْتُ	إِلَى
نبی	بھیجا جاتا	طرف	اپنی قوم	خاص	اور بھیجا گیا مجھے	طرف

چوتھی یہ کہ (اگلے زمانے میں) ہر پیغمبر خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا' اور میں عام سب لوگوں کی طرف بھیجا گیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الشَّفَاعَةَ	وَأُعْطِيْتُ	كَافَّةً	النَّاسِ
شفاعت	اور مجھے دی گئی	تمام	لوگ

پانچویں چیز مجھ کو شفاعتِ عظمیٰ ملی۔ (صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ، 423)

تشریح اس حدیث میں ان پانچ نعمتوں کا ذکر اللہ کے نبی ﷺ نے کیا ہے جو انہیں بطورِ خاص اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی تھیں، وہ یہ ہیں:

i) **رُعب ڈالنا**: اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پر سب سے بڑا انعام یہ کیا کہ دشمنوں پر ان کا رعب ڈال دیا گیا تا کہ وہ خائف رہیں۔ اس کا عملی مظاہرہ غزوہ خندق کے موقعہ پر سامنے آیا۔

ii) **تمام زمین کو مسجد بنانا**: اللہ کی ذات نے نبی کریم ﷺ پر یہ خاص احسان فرمایا کہ تمام روئے زمین ان کے لیے مسجد بنا دی گئی اور اسے پاک قرار دیا گیا اب مسلمان جہاں چاہیں نماز ادا کر سکتے ہیں۔

iii) **مالِ غنیمت کا حلال ہونا**: اللہ کے محبوب اور ان کی قوم کے لیے مالِ غنیمت جائز قرار دیا گیا یعنی مسلمان جس ملک پر غلبہ حاصل کر لیں وہ وہاں سے لوٹا ہوا مال کھا سکتے ہیں، مگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حصہ نکالنا لازم ہے۔

iv) **عالمگیر نبوت**: سابقہ انبیاء کی رسالت مخصوص قوموں، علاقوں اور ان کے حالات کے تقاضوں کے مطابق تھی، مگر رسالتِ محمدی ﷺ کی یہ خصوصیت ہے کہ یہ آدم کی تخلیق سے لے کر قیامت تک کے لئے ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا

ترجمہ: آپ ﷺ فرما دیجیے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں۔ (الاعراف: 158)

حضور سرورِ کائنات ﷺ نے خود فرمایا: مجھ سے پہلے ہر نبی خاص طور پر اپنی ہی اُمت کی طرف بھیجا گیا لیکن میں تمام انسانوں کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (صحیح البخاری: 328/1)

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے عالمگیر نبی ہونے کے بارے میں فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا

ترجمہ: اور ہم نے آپ ﷺ کو سبھی لوگوں کے لئے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ (سبا: 28)

خود آپ ﷺ کا اپنا ارشادِ گرامی بھی اس بات کا ثبوت ہے:

كَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ كَافَّةً

ترجمہ: پہلے نبی صرف اپنی قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے اور میں تمام انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

بُعِثْتُ اِلَى الْاَسْوَدِ وَالْاَحْمَرِ

ترجمہ: یعنی میں ہر کالے اور گورے (ہر نسل کے انسانوں) کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

مختصر یہ کہ حضور ﷺ کی رسالت و نبوت تمام جہان والوں کے لیے تھی، ہے اور رہے گی۔

v) **شفاعت عظمیٰ**: اللہ کا ایک اور عظیم احسان یہ ہے کہ اس نے اپنے محبوب ﷺ کو شفاعت کا حق دیا، قیامت کے دن جب تمام انبیاء و اولیاء فکر مند ہوں گے تو اللہ کے نبی مسلمانوں کے حق میں شفاعت کریں گے اور ان کی یہ سفارش قبول کی جائے گی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حدیث: 8

عَنْ	جَابِرِ	بْنِ	عَبْدِاللّٰهِ	قَالَ	أَتَيْتُ	النَّبِيَّ ﷺ
سے	جابر	بیٹا	عبداللہ	کہا	میں آیا	نبی ﷺ

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انہوں نے کہا میں آنحضرت ﷺ کے پاس آیا

وَهُوَ	فِي	الْمَسْجِدِ	قَالَ	مِسْعَرٌ	أُرَاهُ	قَالَ
اور وہ	میں	مسجد	کہا	مسعر (نام)	انہیں دیکھا	کہا

آپ ﷺ مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ مسعر نے کہا میں سمجھتا ہوں محارب نے یہ کہا

ضُحًى	فَقَالَ ﷺ	صَلِّ	رَكْعَتَيْنِ	وَكَانَ	لِي	عَلَيْهِ
چاشت	پس فرمایا ﷺ	پڑھ	دو رکعت	اور ہے	میرے لیے	اس پر

چاشت کے وقت تو آپ ﷺ نے فرمایا: دو رکعات پڑھ لے اور میرا کچھ قرض حضور ﷺ پر آتا تھا

دَيْنٌ	فَقَضَانِي	وَزَادَنِي
قرض	مجھے ادا کیا	اور زیادہ دیا

آپ ﷺ نے وہ ادا کیا اور کچھ زیادہ دیا۔ (صحیح بخاری' کتاب الصلوٰۃ' 428)

تشریح نمازِ چاشت سنت مؤکدہ ہے۔ نبی کریم ﷺ اسے خود بھی ادا فرماتے اور صحابہ کرامؓ کو بھی اس کی تلقین فرماتے رہے' اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے' حضرت ابوھریرۃؓ فرماتے ہیں:

''مجھے میرے خلیل حضرت محمد ﷺ نے تین باتوں کا تاکیدی حکم دیا' جنہیں میں مرتے دم تک نہیں چھوڑوں گا' ہر مہینے میں تین دن کے روزے' چاشت کی دو رکعات' اور یہ کہ نمازِ وتر سونے سے پہلے ادا کروں''۔ (مسلم:721)

چاشت نماز کی رکعتیں کتنی ہیں؟ اس بارے میں جب حضرت عائشہؓ سے سوال کیا گیا کہ حضور ﷺ کتنی رکعتیں ادا کرتے تو آپؓ نے فرمایا: ''اللہ کے نبی ﷺ چار رکعتیں ادا فرماتے اور کبھی کبھی زیادہ بھی ادا کرتے جتنا اللہ چاہتا''۔ (مسلم:719)

نماز چاشت کی بہت زیادہ فضیلت بیان کی گئی ہے' حضرت بریدہؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ہر انسان میں 360 جوڑ ہیں اور اس پر لازم ہے کہ ہر جوڑ کی جانب سے صدقہ کرے' صحابہ کرامؓ نے عرض کیا' اے اللہ کے نبی ﷺ! ہم میں سے کون اس کی طاقت رکھتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مسجد میں پڑی تھوک دفن کردو' اور راستے سے پڑی چیز ہٹا دو' اور اگر تم یہ نہ پاؤ تو چاشت کی دو رکعت پڑھ لو''۔ (ابوداؤد:5242)

حدیث: 9

عَنْ	أَبِي	قَتَادَةَ	السَّلَمِيِّ	أَنَّ	رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ	قَالَ
سے	باپ	قتادہ	سلمی	یہ کہ	اللہ کے رسول ﷺ	فرمایا

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوقتادہ سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا:

إِذَا	دَخَلَ	أَحَدُكُم	الْمَسْجِدَ	فَلْيَرْكَعْ	رَكْعَتَيْنِ	قَبْلَ
جب	داخل ہو	تم میں سے ایک	مسجد	تو رکوع کرے	دو رکعت	پہلے

جب کوئی تم میں سے مسجد میں آئے تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعات (تحیۃ المسجد کی)

أَنْ	يَجْلِسَ
یہ کہ	وہ بیٹھے

پڑھ لے۔ (صحیح بخاری' کتاب الصلوٰۃ' 429)

تشریح اس حدیث میں ایک ایسی سنتِ مؤکدہ کا ذکر ہے جسے تحیۃ المسجد کہا جاتا ہے' جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو اس کے لیے لازم ہے کہ وہ دو رکعت نماز ادا کر کے بیٹھے جس کا نام تحیۃ المسجد ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ اس نماز کی دو رکعت ادا کیں' اس کی تائید اس حدیثِ مبارکہ سے ہوتی ہے' حضرت ابوقتادہ کی ہی ایک اور حدیث ہے' جسے امام مسلمؒ نے بیان کیا ہے' فرماتے ہیں:

''تم میں سے جب کوئی مسجد میں داخل ہو تو اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک دو رکعت نماز ادا نہ کر لے''۔ (صحیح مسلم: 714)

حضرت سلیک الغطفانیؓ جمعہ کے دن اس وقت آئے جب رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے' رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے سلیک! کھڑے ہو جاؤ اور ہلکی پھلکی دو رکعتیں ادا کرو' اور پھر فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اس وقت آئے جب امام خطبہ دے رہا ہو تو وہ دو رکعتیں ادا کرے' مگر ہلکی پھلکی۔'' (مسلم: 875)

اس حدیث سے علم ہوا کہ تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں پڑھنا مستحب ہے اور اس کے سنت ہونے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ تحیۃ المسجد ہر وقت مستحب ہے''۔ (نیل الاوطار للشوکانی' 260/2)

حدیث 10:

عَنْ عُثْمَانَ	بْنَ	عَفَّانَ	رَضِيَ	اللّٰهُ	عَنْهُ	يَقُولُ
عثمانؓ	بیٹا	عفان	راضی ہوا	اللہ	ان سے	وہ کہتا ہے

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپؓ کہتے ہیں'

عِنْدَ	قَوْلِ	النَّاسِ	فِيهِ	حِيْنَ	بَنَى	مَسْجِدَ
پاس	بات	لوگ	اس میں	جب	بنائی	مسجد

جب انہوں نے مسجدِ نبوی ﷺ بنائی (نقشی پتھر اور گچ سے) تو لوگ اس بابت گفتگو کرنے لگے،

الرَّسُولِ ﷺ	إِنَّكُم	أَكْثَرْتُم	وَإِنِّي	سَمِعْتُ	رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ	يَقُولُ
رسول	بیشک تم	ان میں سے اکثر	اور میں نے	میں نے سنا	اللہ کے رسول	وہ کہتا ہے

انہوں نے کہا تم نے بہت باتیں بنائیں اور میں نے تو آنحضرت ﷺ سے سنا ہے' آپ ﷺ فرماتے ہیں:

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مَنْ	بَنٰی	مَسْجِدًا	قَالَ	بُكَيْرٌ	حَسِبْتُ	أَنَّهُ
جس نے	بنائی	مسجد	کہا	بکیر	میں نے خیال کیا	بیشک وہ

جو شخص مسجد بنائے (بکیر نے کہا میں سمجھتا ہوں انہوں نے (عاصم نے) یوں کہا۔

قَالَ	يَبْتَغِي	بِهِ	وَجْهَ اللّٰهِ	بَنَى	اللّٰهُ	لَهُ
اس نے کہا	وہ چاہتا ہے	اس کے ساتھ	اللہ کی رضا	بنایا	اللہ	اس کا

جو شخص اللہ کی رضا مندی کی نیت سے مسجد بنائے گا' اللہ ویسا ہی گھر اس کے لئے بہشت

مِثْلَهُ	فِي	الْجَنَّةِ
اس کی مانند	میں	جنت

میں بنائے گا۔ (صحیح بخاری' کتاب الصلوٰۃ' 435)

تشریح اس حدیث میں مسجد بنانے کا ثواب بیان کیا گیا ہے' مسجد کے لغوی مفہوم سجدہ کرنے کی جگہ کے ہیں۔ اصطلاح میں مسجد سے مراد وہ جگہ ہے جہاں باجماعت نماز ادا کی جاتی ہے۔ ہر وہ جگہ جہاں عبادت کی جائے یا نماز کے لیے وقف کردی جائے، مسجد کہلاتی ہے۔ اسلامی معاشرے میں مسجد کی عظمت و رفعت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآنِ مجید کے ارشاد کے مطابق سب سے پہلا گھر خانہ کعبہ کا ہے' جہاں مسجد تعمیر کی گئی۔ ارشادِ الٰہی ہے:

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ ○ (آل عمران:96)

ترجمہ: بے شک دنیا میں پہلا گھر جو تعمیر کیا گیا لوگوں کے لیے جو مکہ مکرمہ میں ہے وہ لوگوں کے لیے باعثِ ہدایت ہے۔

مسجد بنانے کی فضیلت کئی احادیث میں بیان کی گئی ہے' ان میں سے اہم یہ ہیں:

i) جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے حلال مال میں سے مسجد تعمیر کرے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بناتا ہے۔

ii) اللہ تعالیٰ کو زمین کی سب جگہوں میں سب سے زیادہ پسندیدہ جگہیں مساجد ہیں۔

iii) رسول اللہ ﷺ نے گھروں یا محلوں میں بھی مسجدوں کو تعمیر کرنے اور صفائی رکھنے اور خوشبو سے معطر کرنے کا حکم دیا۔

iv) آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص صبح اور شام مسجد کی طرف چل کر جائے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک ٹھکانہ بنادے گا۔ الغرض! اسلامی معاشرے میں مسجد کو مرکزیت حاصل ہے۔

حدیث: 11

عَنِ	الزُّهْرِيِّ	قَالَ	أَخْبَرَنِي	أَبُو	سَلَمَةَ	بْنُ
سے	زہری	کہا	مجھے خبر دی	ابو	سلمہ	بیٹا

امام زہریؒ سے روایت ہے' انہوں نے کہا مجھ کو ابو سلمہ (اسماعیل یا عبداللہ)

عَبْدِ	الرَّحْمٰنِ	بْنِ	عَوْفٍ	أَنَّهُ	سَمِعَ	حَسَّانَ
بندہ	رحمان	بیٹا	عوف	بیشک وہ	سنا	حسان

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بن عبدالرحمن بن عوف نے خبر دی

بْنَ	ثَابِتٍ ن	الْاَنْصَارِيَّ	يَسْتَشْهِدُ	أَبَا	هُرَيْرَةَ	أَنْشُدُكَ
بیٹا	ثابت	انصاری	وہ گواہی چاہتا ہے	ابو	هریره	

انہوں نے حسان بن ثابتؓ انصاری سے سنا۔ وہ ابوہریرہ سے گواہی چاہتے تھے' کہتے تھے

اَللّٰهَ	هَلْ	سَمِعْتَ	النَّبِيَّ ﷺ	يَقُولُ	يَاحَسَّانُ	أَجِبْ
اللہ	کیا	تو نے سنا	نبی	وہ کہتا ہے	اے حسان	جواب دو

اے ابوہریرہؓ! تمہیں خدا کی قسم! کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے نہیں سنا

عَنْ	رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ	اَللّٰهُمَّ	أَيِّدْهُ	بِرُوحِ	الْقُدُسِ	قَالَ
سے	اللہ کے رسول	اے اللہ	اسے مدد دو	روح	پاک	کہا

اے حسانؓ! تو اللہ کے پیغمبر کی طرف سے کافروں کو جواب دے۔ اے اللہ! روح القدس سے حسان کی مدد

أَبُوهُرَيْرَةَ	نَعَمْ
ابوهریره	جی ہاں

فرما۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا' جی ہاں (بیشک) (صحیح بخاری' کتاب الصلوۃ' 438)

تشریح اس حدیث میں حضرت حسان بن ثابت انصاریؓ کی فضیلت کو بیان کیا گیا ہے جو شاعرِ رسول ﷺ تھے' درحقیقت جب مشرکین و کفار نے حضور ﷺ کی ہجو کرنا شروع کی تو نبی کریم ﷺ پریشان ہوئے تب حضرت حسانؓ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں ان کو جواب دوں گا آپ ﷺ اجازت دے دیں' تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اے حسان! تو ان کی ہجو کیسے کہے گا' کیوں کہ میں بھی قریش سے ہوں تو حضرت حسانؓ نے کہا' اللہ کے سچے نبی جی' اللہ کی قسم! میں آپ ﷺ کی ذات کو ایسے نکالوں گا جیسے آٹے سے بال کو نکالا جاتا ہے' تو اس وقت نبی ﷺ نے فرمایا' حسانؓ تو ان کی برائیاں بیان کر' ہجو کہ اللہ تیری مدد جبرئیلؑ کے ذریعے کریں گے۔

حدیث: 12

عَنْ	أَبِي	هُرَيْرَةَ	أَنَّ	اِمْرَأَةً	أَوْ	رَجُلاً
سے	ابو	هریره	بیشک	عورت	یا	مرد

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت یا ایک مرد

كَانَتْ	تَقُمُّ	الْمَسْجِدَ	وَلَا	أُرَاهُ	اِلَّا	اِمْرَأَةً
تھی	جھاڑو	مسجد	اور نہیں	اسے دیکھتا	مگر	عورت

مسجد میں جھاڑو دیتا/دیتی ہوں کہ وہ عورت تھی پھر وہی (گذشتہ) حدیث بیان کی کہ آنحضرت ﷺ نے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فَذَكَرَ	حَدِيثَ	النَّبِيِّ ﷺ	أَنَّهُ	صَلَّى	عَلَى	قَبْرِهَا
پس ذکر کیا	حدیث	نبی	بیشک وہ	نماز ادا کی	اوپر	اس کی قبر

اس کی قبر پر نماز پڑھی۔ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ 444)

تشریح اس حدیث میں مسجد میں جھاڑو دینے اور اس کو صاف کرنے والے کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ ایک عورت یا مرد مسجد نبوی ﷺ میں صفائی کرتا' ایک دن وہ مسجد میں نظر نہ آیا تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ فلاں کہاں ہے؟ تو صحابہ کرامؓ نے بتایا کہ وہ فوت ہو گیا ہے اور ہم نے آپ ﷺ کو رات کو تکلیف نہ دی' اور خود اس کی نماز جنازہ ادا کر لی' حضور ﷺ کھڑے ہوئے اور اس کی قبر پر نمازِ جنازہ ادا کی۔

حدیث 13:

عَنْ	سَعِيدِبْنِ	أَبِي	سَعِيدٍ	أَنَّهُ	سَمِعَ	أَبَا
سے	سعید بیٹا	ابو	سعید	بیشک وہ	اس نے سنا	ابو

حضرت سعید بن ابی سعید سے روایت ہے' انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے

هُرَيْرَةَ	يَقُولُ	بَعَثَ	رَسُولُ	اللَّهِ ﷺ	خَيْلاً	قِبَلَ
ھریرہ	وہ کہتا ہے	اس نے بھیجا	رسول	اللہ	سوار	طرف

رسول اللہ ﷺ نے کچھ سوار نجد کی طرف بھیجے

نَجْدٍ	فَجَاءَتْ	بِرَجُلٍ	مِنْ	بَنِي	حَنِيفَةَ	يُقَالُ
جد	پس آئی	آدمی	سے	بنو	حنیفہ	وہ کہا جاتا ہے

وہ بنی حنیفہ کے ایک شخص کو پکڑ لائے' جس کا نام ثمامہ بن اثال تھا

لَهُ	ثُمَامَةُ	بْنُ	أُثَالٍ	فَرَبَطُوهُ	بِسَارِيَةٍ	مِنْ
اس کو	ثمامہ	بیٹا	اثال	اسے باندھا	ستون سے	سے

اس کو لا کر مسجد نبوی ﷺ کے

سَوَارِي	الْمَسْجِدِ
ستون	مسجد

ایک ستون سے باندھا۔ (صحیح بخاری' کتاب الصلوٰۃ 453)

تشریح مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر اور مسلمانوں کے عبادت کی جگہ ہے۔ اس مقدس جگہ کو کئی مقاصد کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے جیسے مکتب و مدرسہ' عدالت و افتاء' اسے گورنمنٹ ہاؤس کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس کا ثبوت تاریخ سے ملتا ہے' کیونکہ نبی ﷺ نے نجران کے عیسائی وفد کو مسجد میں ٹھہرایا تھا۔ اور مجلس شوریٰ کا اجلاس بھی مسجد میں ہوتا تھا۔ مسجد کو عدالت کے طور پر بھی استعمال کیا جا سکتا ہے' جس طرح نبی ﷺ نے حضرت ثمامہ ؓ کو مسجد نبوی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ﷺ کے ستون سے باندھا اور بے شمار فیصلے مسجد نبوی ﷺ میں کیے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ جیسے بے شمار حکمران لوگوں کی شکایات مسجد میں نماز کے بعد سنتے تھے۔

حدیث:14

عَنْ	أَبِي هُرَيْرَةَ	عَنِ	النَّبِيِّ ﷺ	قَالَ	صَلَاةُ	الْجَمِيعِ
سے	ابوھریرہ	سے	نبی	کہا	نماز	تمام

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے آنحضرت ﷺ سے بیان کیا، آپ ﷺ نے فرمایا

تَزِيدُ	عَلَى	صَلَاتِهِ	فِي	بَيْتِهِ	وَصَلَاتِهِ	فِي
توزیادہ کرتا ہے	اوپر	اس کی نماز	میں	اس کا گھر	اور اس کی نماز	میں

جماعت کی نماز گھر میں اور بازار میں پڑھنے سے پچیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

سُوقِهِ	خَمْسًا	وَعِشْرِينَ	دَرَجَةً	فَإِنَّ	أَحَدَكُمْ	إِذَا
اس کا بازار	پانچ	اور بیس	درجہ	پس اگر	تم میں سے ایک	جب

کیونکہ تم میں سے کوئی جب اچھی طرح

تَوَضَّأَ	فَأَحْسَنَ	وَأَتَى	الْمَسْجِدَ	لَا يُرِيدُ	إِلَّا الصَّلٰوةَ	لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً
وضو کیا	پس اچھا کیا	اور آئے	مسجد	نہیں وہ ارادہ کرتا	مگر نماز	نہیں قدم چلتا

وضو کرے اور مسجد میں نماز ہی کے قصد سے جائے تو مسجد میں پہنچنے تک ہر قدم

إِلَّا رَفَعَهُ	اللّٰهُ	بِهَا	دَرَجَةً	وَحَطَّ	عَنْهُ	بِهَا
مگر/اسے بلند کیا	اللہ	اس کے ساتھ	درجہ	اور گھیرا	اس سے	اس کے ساتھ

پر اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند کرے گا اور ایک گناہ مٹا دے گا۔

خَطِيئَةً	حَتّٰى	يَدْخُلَ	الْمَسْجِدَ	وَإِذَا	دَخَلَ	الْمَسْجِدَ
غلطی	یہاں تک	وہ داخل کرتا	مسجد	اور جب	وہ داخل ہوا	مسجد

اور جب وہ مسجد پہنچ جائے گا' جب مسجد میں پہنچ گیا۔

كَانَ	فِي	صَلَاةٍ	مَا كَانَتْ	تَحْبِسُهُ	وَتُصَلِّي	الْمَلَائِكَةُ
تھا	میں	نماز	جو تھا	اسے روکتا	دعا کرنا	فرشتے

تو جب تک نماز کے لئے (مسجد میں) وقت درکار ہے اس کو نماز کا ثواب ملتا رہے گا

عَلَيْهِ	مَا دَامَ	فِي	مَجْلِسِهِ	الَّذِي	يُصَلِّي	فِيهِ
اس پر	جو ہمیشہ رہتا	میں	اس کی مجلس	جو	وہ دعا کرتا	اس میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور جب تک وہ اس جگہ بیٹھا رہے جہاں وہ نماز پڑھتا ہے فرشتے اس کے لئے یوں دعا کرتے رہیں گے۔

اَللّٰھُمَّ	اغْفِرْلَهٗ	اَللّٰھُمَّ	ارْحَمْهُ	مَالَمْ	يُؤْذِ	يُحْدِثْ فِيْهِ
اے اللہ	اسے بخش دے	اے اللہ	اس پر رحم فرما	جو نہیں	وہ تکلیف دیتا	اس میں حدث کرکے

یا اللہ! اس کو بخش دے۔ یا اللہ! اس پر رحم کر جب تک وہ حدث (وضوتوڑکر) کرکے فرشتوں کو ایذا نہ دے۔ (صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ' 461)

تشریح اس حدیث میں مسجد میں بیٹھنے اور نماز کا انتظار کرنے کا ذکر کیا گیا ہے' اور بتایا گیا ہے کہ مسجدیں اللہ کا گھر ہیں ان میں کسی کو آنے سے نہ روکا جائے' اور یہاں اللہ کی عبادت کی جائے اور اسی کا نام بلند کیا جائے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ لا (النور:36)

ترجمہ: (اللہ کا نور) ایسے گھروں میں ہے' جن کی بابت اللہ نے حکم دیا ہے کہ ان کا ادب کیا جائے اور ان میں اللہ کا نام لیا جائے۔

الغرض! یہاں بتانا مقصود ہے کہ مسجد کی طرف اُٹھنے والے ہر قدم کے بدلے انسان کو نیکی ملتی ہے اور اس ہر قدم پر اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں' اس کو مسجد میں آکر ایک ایک لحہ بیٹھنے کا اجر وثواب ملتا ہے اور اس کے لیے اللہ کے فرشتے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ اپنے اس بندہ کو معاف فرمادے جو تیری رضا کے لیے اور تیری عبادت کے لیے تیرے گھر میں بیٹھا ہوا ہے۔

حدیث: 15

عَنْ	أَبِي مُوْسیٰ	عَنِ	النَّبِيِّ ﷺ	اَنَّهٗ	قَالَ	اِنَّ
سے	ابوموسیٰ	سے	نبی ﷺ	یہ کہ	کہا	بیشک

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' حضور ﷺ نے فرمایا:

اَلْمُؤْمِنَ	لِلْمُؤْمِنِ	كَالْبُنْيَانِ	يَشُدُّ	بَعْضُهٗ	بَعْضًا	وَشَبَّکَ أَصَابِعَهٗ
مومن	مومن کے لیے	عمارت کی مانند	وہ مضبوط کرتا	اس کا بعض	بعض	انگلیوں کو ملانا

مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے عمارت کی طرح ہے' ایک کو ایک تھامے رہتی ہے' اور اپنی انگلیاں قینچی کیں۔ (صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ' 463)

تشریح اس حدیث میں مسلمانوں کی اخوت کو بیان کیا گیا ہے کہ مسلمان ایک عمارت کی مانند ہیں جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو مضبوط کرتا ہے اور تھامے رکھتا ہے' اسی طرح مسلمان دوسرے مسلمانوں کے بھائی ہیں وہ ان کے دکھ درد میں کام آتے ہیں ان کو توانا بنانے اور قوت بخشنے میں مدد دیتے ہیں' اس کی مثال دیتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے اپنی تمام انگلیوں کو اکٹھا کر دیا اور قینچی بنادی تاکہ اتحاد واتفاق کی قوت کو سمجھایا جاسکے۔

الجامع الصحیح المسلم کی کتاب الزکوٰۃ سے منتخب احادیث کا ترجمہ وتشریح

کتاب الزکوٰۃ کا تعارف

لغوی معنی: زکوٰۃ کے لغوی معنی پاکیزگی' طہارت اور پاک کرنا کے ہیں جیسے کہ قرآن مجید میں ہے:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا o وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا o (سورۃ الشمس: 10-9)

ترجمہ: جس نے اپنے نفس کو پاک کیا، وہ کامیاب ہو گیا اور جو مصیبت میں پڑ گیا وہ ناکام ہوا۔

زکوٰۃ کا دوسرا معنی نشوونما پانا، بڑھنا اور پھلنا پھولنا کے ہیں۔ جیسا کہا جاتا ہے:

زَكَا الزَّرْعُ

ترجمہ: کھیتی نے نشوونما پائی۔

اصطلاحی معنی: زکوٰۃ اس مالی امداد کو کہتے ہیں جو ہر اس مسلمان پر واجب ہے جو دولت کی ایک مخصوص مقدار کا مالک ہو۔ (سیرت النبی از شبلی نعمانی" ص 137/5)

زکوٰۃ کا دوسرا نام: زکوٰۃ کا دوسرا نام صدقہ ہے۔

زکوٰۃ کی فرضیت: زکوٰۃ 2 ہجری میں فرض ہوئی۔ اس کے تفصیلی احکام 8 ہجری کو سورۃ التوبہ میں آئے اور 9 ہجری میں اس کا نظام نافذ کیا گیا ہے۔

گزشتہ مذاہب میں زکوٰۃ: نماز کی طرح زکوٰۃ کا حکم بھی تمام سابقہ الہامی مذاہب میں موجود تھا، مگر ان لوگوں نے زکوٰۃ کے احکام کو ہوا میں اُڑا دیا حالانکہ یہ ان کے مذہب کا ایک بنیادی جزو تھا، قرآن مجید میں حضرت اسماعیلؑ کے ذکر میں ہے:

كَانَ يَأْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ص

ترجمہ: وہ اپنے لوگوں کو نماز اور زکوٰۃ کی تاکید کرتے تھے۔ (سورۃ مریم: 55)

اسی طرح حضرت عیسیٰؑ فرماتے ہیں:

وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا

ترجمہ: اللہ نے مجھے تمام زندگی نماز ادا کرنے اور زکوٰۃ دینے کی تاکید کی ہے۔ (سورۃ مریم: 31)

اسلام میں زکوٰۃ کی اہمیت: زکوٰۃ ایک مالی عبادت ہے اس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا، اس کی حیثیت معاشی نظام میں مسلمہ اور بنیادی ہے اسی لیے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی خلافت میں زکوٰۃ نہ دینے والوں کے خلاف جہاد کیا تھا حالانکہ وہ اسلام کے دوسرے احکام کو مانتے تھے۔

زکوٰۃ کی ادئیگی کا حکم: قرآن مجید میں زکوٰۃ کی ادائیگی کا بار بار حکم دیا گیا ہے۔ عام طور پر نماز کی ادائیگی کے ساتھ ہی زکوٰۃ کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ

ترجمہ: "اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔" (البقرہ: 43)

زکوٰۃ ادا کرنے والے کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا:

"اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے" (یعنی صدقہ و خیرات کرنے والا صدقہ و خیرات لینے والے سے بہتر ہے"۔ (سنن ابی داؤد کتاب الزکوٰۃ: 1645)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

زکوٰۃ اللہ کے ذمہ قرضِ حسنہ: زکوٰۃ کے عمل کو اللہ تعالیٰ بہت پسند کرتے ہیں اور اسے قرضِ حسنہ سے تعبیر کیا گیا ہے اور فرمایا ہے کہ جو اسے ادا کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہو کر اسے کئی گنا بڑھا کر واپس کرنے کا وعدہ فرماتا ہے اور ان صدقات وزکوٰۃ کی اتنی قدر کرتا ہے کہ اسے اپنے ذمہ لوگوں کا قرض قرار دیتا ہے، فرمانِ الٰہی ہے:

اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝

ترجمہ: اگر تم اللہ کو قرضِ حسنہ (صدقات وزکوٰۃ) دو تو وہ اس کے ثواب کو تمہارے لیے بڑھاتا رہے گا اور تم کو معاف کر دے گا وہ تو بڑا قدردان اور تحمل والا ہے۔ (سورۃ التغابن: 17)

زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی سزا: زکوٰۃ سے جہاں مال پاک ہوتا ہے اور انسان میں مال ودولت کی حرص کا خاتمہ ہوتا ہے اور اسے کئی نعمتیں نصیب ہوتی ہیں وہاں اس کے ادا نہ کرنے والے کے لیے بڑے عذاب کا حکم دیا گیا ہے، فرمایا:

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ

ترجمہ: اور جو لوگ سونا، چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، ان کو اس دن کے عذابِ الیم کی خوشخبری سنا دو۔ (سورۃ التوبہ: 34)

اسی طرح حدیثِ مبارکہ میں بھی زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کی سزا کا ذکر کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس شخص کے پاس مال ہو اور اس نے اس کی زکوٰۃ نہ نکالی، قیامت کے دن اس کے مال کو ایک گنجے سانپ کی صورت دی جائے گی اور اس کے منہ میں زہر کی دو تھیلیاں ہوں گی اور وہ اس آدمی کی تلاش میں نکلے گا یہاں تک کہ اس پر غالب آجائے گا اور کہے گا میں تیرا خزانہ ہوں"۔

زکوٰۃ مانگنے والے گداگر کی سزا: گداگری ایک ناپسندیدہ اور قبیح فعل ہے اس لیے اسلام نے اسے ناپسند کیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو آدمی ہمیشہ مانگتا پھرتا ہے، یہاں تک کہ وہ قیامت کے روز اس طرح آئے گا کہ اس کے چہرہ پر گوشت کا ایک ٹکڑا نہیں ہوگا"۔ (صحیح بخاری، کتاب الزکوٰۃ، 1474)

ادائیگی زکوٰۃ کے اصول ومسائل:

1) زکوٰۃ صرف مسلمانوں پر واجب ہے، غیر مسلموں سے زکوٰۃ نہیں لی جائے گی۔

2) اپنے مستحق عزیز واقارب اور رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا افضل اور زیادہ ثواب کا کام ہے بجائے اس کے کہ دور کے لوگوں کو زکوٰۃ دی جائے، ہاں مگر ماں باپ، بیٹے بیٹی، شوہر بیوی کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی۔

3) یہ ایک اجتماعی عبادت بھی ہے، اگرچہ انفرادی طور پر زکوٰۃ ادا کرنے سے زکوٰۃ کی ادائیگی ہو جائے گی، مگر بہتر یہ ہے کہ اسے بیت المال میں جمع کروایا جائے تاکہ تمام حقداروں کو ان کا حق مل سکے۔

4) اپنے محلے یا گلی کی زکوٰۃ وہاں ہی ادا کی جائے بلاوجہ اپنی زکوٰۃ کے مال کو دور دراز بھیجنا جائز نہیں، ہاں اگر کوئی آفت یا مصیبت کسی علاقے میں آجائے۔ تو اس مال سے وہاں کے لوگوں کی مدد کرنا جائز ہے۔

5) زکوٰۃ دینے والے کو بتانا لازم نہیں کہ یہ زکوٰۃ کا مال ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

6) زکوٰۃ کے مال سے مستحقین کو ضروریاتِ زندگی کی اشیا بھی خرید کر دی جا سکتی ہیں۔

7) زکوٰۃ دیتے وقت اس بات کا خیال رکھا جائے کہ زکوٰۃ صرف مستحقین کو ملے' عادی مانگنے والے زکوٰۃ کے حق دار نہیں ہوتے۔

8) زکوٰۃ اس وقت فرض ہوتی ہے جب اس پر ایک سال مکمل ہو جائے اس سے پہلے دیا جانے والا مال عام صدقہ ہوگا نہ کہ زکوٰۃ۔

زکوٰۃ کا نصاب: زکوٰۃ اُن لوگوں پر سال میں ایک مرتبہ فرض ہے جن کے پاس ایک خاص مقدار میں سونا' چاندی' سامانِ تجارت یا روپیہ پیسہ ہو اس خاص مقدار کو ''نصاب'' کہا جاتا ہے۔ اور جو اس نصاب کے مالک ہوں انہیں صاحب نصاب کہا جاتا ہے۔ اور جو مال نصاب میں کم ہو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی۔ ہاں اگر کوئی اپنی مرضی سے دینا چاہے تو اسے صدقہ کرنے کا ثواب ضرور ملے گا۔ مختلف اشیا کا نصاب یہ ہے:

سونے کا نصاب: ساڑھے سات تولے

چاندی کا نصاب: ساڑھے باون تولے

سامان تجارت اور نقدی یا روپے پیسے: سونے چاندی یا دونوں میں سے کسی ایک کی قیمت کے برابر۔ اس پر 2.5% شرح زکوٰۃ سالانہ ادا کرنا ہوگی۔

بارانی زمین: وہ زمین جو کہ بارانی ہے یعنی بارش کے پانی سے سیراب ہوتی ہے تو اس کی فصل پر دسواں حصہ زکوٰۃ ہوگی۔

مصنوعی زمین: اگر زمین مصنوعی آب پاشی کے ذریعے سیراب ہوتی ہے تو اس پر فصل کا بیسواں حصہ زکوٰۃ ہوگی۔

مویشیوں اور جانوروں پر زکوٰۃ: مویشیوں اور جانوروں پر بھی زکوٰۃ ہے' بھیڑ بکریوں کا نصاب کم از کم چالیس (40) اور گائیوں اور بھینسوں کا تیس (30) اور اونٹوں کا نصاب پانچ (5) ہے۔ گھر کے کسی بھی قسم کے سامان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

زکوٰۃ کے مصارف: مصارف مصرف کی جمع ہے جس کی معنی ''خرچ کرنے کی جگہ کے ہیں'' اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن کو زکوٰۃ دی جاتی ہے۔ ان کا ذکر قرآنِ مجید کی اس آیت میں کیا گیا ہے:

إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ط فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ٥ (سورۃ التوبہ:60)

ترجمہ: صدقات یعنی زکوٰۃ و خیرات تو مفلسوں اور ناداروں اور کارکنانِ صدقات کا حق ہے اور ان لوگوں کا جن کے دل جیتنا منظور ہے اور غلاموں کے آزاد کرانے اور قرض داروں کے قرض ادا کرنے میں اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں کی مدد میں بھی یہ مال خرچ کرنا چاہیے یہ مصارف اللہ کی طرف سے مقرر کر دیے گئے ہیں اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

اس آیت کی روشنی میں زکوٰۃ کے آٹھ مصارف ہیں۔ زکوٰۃ کی آمدنی انہی مدوں میں خرچ ہونی چاہیے' کسی اور مد میں نہیں' اور وہ یہ ہیں:

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

1) **اَلْفُقَرَاءُ**: ان سے مراد ایسے لوگ ہیں جو کسی جسمانی معذوری کی وجہ سے روزی کمانے کے اہل نہ ہوں یا جن پر کوئی مصیبت پڑی ہو اور اس قابل نہ رہیں کہ وہ زیر کفالت افراد کی معاش کا بندوبست کر سکیں۔

2) **اَلْمَسٰكِيْنُ**: اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے پاس اتنا ہو جو ان کے کھانے پینے، اوڑھنے، رہنے سہنے کو کافی ہو۔ ان کے ساتھ بھی اچھا سلوک کیا جائے جس سے ان کی حاجت پوری ہو اور وہ فقر و فاقہ کی ذلت سے بچ سکیں۔ صحیحین میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''مسکین صرف وہی لوگ نہیں جو مانگتے پھرتے ہوں اور ایک ایک دو دو کھجوریں یا روٹی کے ایک ایک دو دو لقمے لے جاتے ہوں، بلکہ مسکین وہ بھی ہے جن کے پاس اتنا نہ ہو کہ ان کی تمام ضروریات پوری ہوں اور نہ وہ اپنی حالت ایسی بنائیں جس سے لوگوں کو علم ہو جائے اور انہیں کچھ دے دیں''۔

3) **اَلْعٰمِلِيْنَ**: وہ کارکن جو زکوٰۃ جمع کر کے بیت المال میں داخل کرتے ہوں یا لوگوں میں تقسیم کرتے ہوں' کیونکہ جو لوگ اس کام میں مصروف ہونے کی وجہ سے کوئی اور کام نہیں کر سکتے، اس لئے ان کی تنخواہ زکوٰۃ کی رقم سے دی جا سکتی ہے۔

4) **اَلْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ**: اس سے مراد ایسے لوگ ہیں جن کی تالیفِ قلب مطلوب ہوتا کہ ان کو اسلام کی طرف مائل کیا جا سکے یا جو اسلام قبول کر چکے ہوں اور ان کی مدد کی ضرورت ہو۔

5) **اَلرِّقَابُ**: گردنیں چھڑانے سے مراد یہ ہے کہ غلاموں کی آزادی میں زکوٰۃ کا مال صرف کیا جائے۔ اس کے تین طریقے ہو سکتے ہیں: (1) مکاتب کی مدد کی جائے۔ (2) کوئی شخص زکوٰۃ کے مال سے غلام یا لونڈی خرید کر آزاد کر دے۔ (3) مسلمان جنگی قیدیوں کا فدیہ دے کر دشمن سے رہائی دلائی جائے۔

6) **اَلْغٰرِمِيْنَ**: یعنی جو لوگ اپنے قرض ادا نہیں کر سکتے، اتفاقی حادثات کی وجہ سے سیلاب یا مکان کو آگ لگ جائے، کاروبار میں نقصان ہو جائے۔ اس قسم کے افراد کو قرضے سے نجات دلانے کے لئے زکوٰۃ کی رقم دی جا سکتی ہے۔

7) **فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ**: جہاد میں شامل ہونے والے کو سواری اور زادِ راہ نہ ہونے کی صورت میں اسے زکوٰۃ کا مال دیا جا سکتا ہے۔ حج کا ارادہ کرنے والے اور دین کا علم حاصل کرنے والے کو بھی زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔

8) **اِبْنِ السَّبِيْلِ**: یعنی مسافر جس کے پاس سفر کے دوران مال نہ رہا ہو' زکوٰۃ لے سکتا ہے۔ اگرچہ اس کے گھر میں مال موجود ہو، مگر زائد ضرورت دینے کی اجازت نہیں۔

خلاصہ کلام زکوٰۃ ایک مالی عبادت ہے' اس کے ادا کرنے سے انسانی دل دولت کی حرص و لالچ سے پاک ہو جاتا ہے' اور مال خرچ کرنے سے اس کے دل میں ایثار و قربانی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور خدا کی محبت و رضا حاصل ہوتی ہے۔

احادیث کا ترجمہ وتشریح

حدیث نمبر 1:

عَنْ	أَبِی	سَعِيْدٍ	الْخُدْرِيِّ	عَنْ	النَّبِيِّ ﷺ	قَالَ
سے	باپ	سعید	خدری	سے	نبی	فرمایا

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوسعید خدریؓ نے نبی ﷺ سے روایت کیا اور آپ ﷺ نے فرمایا:

لَيْسَ	فِيمَا	دُوْنَ	خَمْسَةِ	أَوْسُقٍ	صَدَقَةٌ
نہیں	اس میں	سوائے	پانچ	وسق	صدقہ

پانچ ٹوکروں سے کم میں زکوٰۃ نہیں،

وَلَافِيمَا	دُوْنَ	خَمْسِ	ذَوْدٍ	صَدَقَةٌ	وَلَا	فِيهَا
اور نہیں اس میں	سوائے	پانچ	اونٹ	زکوٰۃ	اور نہیں	اس میں

اور نہ پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ ہے،

دُوْنَ	خَمْسِ	أَوَاقٍ	صَدَقَةٌ
سوائے	پانچ	اوقیہ	زکوٰۃ

اور نہ پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوٰۃ ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، 2262)

تشریح اس حدیث میں تین چیزوں کا نصاب زکوٰۃ بیان کیا گیا ہے، جو یہ ہیں:

i) پانچ ٹوکروں یا وسق پر زکوٰۃ: امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ وسق یعنی ٹوکرا ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ہر صاع پانچ رطل اور ثلث رطل کا بغدادی حساب سے۔ حافظ ترمذیؒ کہتے ہیں صاع نبی ﷺ بھی پانچ رطل اور ثلث رطل کا ہوتا ہے، اس سے ثابت ہوا کہ پانچ ٹوکروں سے کم کھجور وغیرہ پر زکوٰۃ نہیں۔

ii) اونٹوں کی زکوٰۃ: پانچ اونٹوں سے کم پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، جب ان کی تعداد پانچ ہو جائے تو زکوٰۃ فرض ہوگی۔

iii) چاندی کی زکوٰۃ: پانچ اوقیہ سے کم چاندی پر زکوٰۃ فرض نہیں جب اس کی مقدار پانچ سے تجاوز کر جائے تو زکوٰۃ فرض ہوگی۔

حدیث نمبر: 2

عَنْ	ابْنِ عُمَرَ	أَنَّ	رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ	فَرَضَ	زَكَاةَ	الْفِطْرِ
سے	ابن عمر	یہ کہ	اللہ کے رسول	فرض	صدقہ	فطر

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر

مِنْ	رَمَضَانَ	عَلَى	النَّاسِ	صَاعًا	مِنْ	تَمْرٍ
سے	رمضان	اوپر	لوگ	صاع	سے	پھل

رمضان کے بعد لوگوں پر ایک صاع کھجور

أَوْ	صَاعًا	مِنْ	شَعِيْرٍ	عَلَى	كُلِّ	حُرٍّ
یا	صاع	سے	جو	پر	ہر ایک	آزاد

یا ایک صاع جو فرض کیا ہے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

أَوْ	عَبْدٍ	ذَكَرٍ	أَوْ	أُنْثَى	مِنَ	الْمُسْلِمِينَ
یا	غلام	مرد	یا	عورت	سے	مسلمان

ہر آزاد اور غلام مرد و عورت پر جو مسلمان ہو۔ (صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، 2278)

تشریح بعض محدثین کے نزدیک صدقہ فطر واجب ہے اور بعض کے نزدیک فرض ہے، قاضی عیاضؒ کہتے ہیں کہ اس کا حکم زکوٰۃ کے فرض ہونے سے پہلے کا ہے جب زکوٰۃ فرض ہوئی تو اس حکم کو منسوخ کر دیا گیا مگر یہ غلط ہے، درست بات یہی ہے کہ یہ واجب اور فرض ہے۔ اسکی مقدار ایک صاع جو یا ایک صاع کھجور بنتی ہے۔ پاکستان میں موجودہ کرنسی یا جنس کے لحاظ سے اس کی مقدار تقریباً ایک سو روپے ہے جو عید الفطر کی نماز ادا کرنے سے پہلے دینے کا حکم ہے۔

حدیث نمبر 3:

عَنْ	أَبِي هُرَيْرَةَ	يَبْلُغُ	بِهِ النَّبِيَّ ﷺ	قَالَ	قَالَ	اللهُ
سے	ابو ھریرہ	وہ پہنچے	نبی ﷺ	کہا	فرمایا	اللہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کی

تَبَارَكَ	وَتَعَالَى	يَا ابْنَ	آدَمَ	أَنْفِقْ	أُنْفِقْ	عَلَيْكَ
برکت والا	اور بلند	اے بنو	آدم	خرچ کر	خرچ کیا جائے گا	تجھ پر

کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے آدمؑ کے بیٹو! خرچ کرو میں بھی تیرے اوپر خرچ کروں گا۔

وَقَالَ	يَمِينُ	اللهِ	مَلْآى	وَقَالَ	ابْنُ	نُمَيْرٍ
اور کہا	ہاتھ	اللہ	بھرا	اور کہا	بیٹا	نمیر

اور فرمایا حضرت ﷺ نے کہ اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے، ابن نمیر نے کہا کہ

مَلْآنُ	سَحَّاءُ	لَا	يَغِيضُهَا	شَيْءٌ	اللَّيْلَ	وَالنَّهَارَ
بھرا	مکمل	نہیں	اسے غصہ دلائے	کچھ	رات	اور دن

وہ مکمل بھرا ہوا ہے، رات دن کے خرچ کرنے سے کچھ کم نہیں ہوتا۔ (صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، 2308)

تشریح اس حدیث میں انفاق فی سبیل اللہ کا حکم دیا گیا ہے یعنی اللہ کے دیے ہوئے رزق سے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنا۔ لغوی اعتبار سے رزق کے معنی حصہ اور بخشش کے ہیں خواہ وہ حسی ہوں یا معنوی، اصطلاح میں مال، اولاد اور علم و معرفت سب رزق میں شامل ہیں۔ متقین کی ایک اہم صفت یہ ہے کہ وہ مال، اولاد اور علم و معرفت کو اللہ کی عطا سمجھتے ہیں، اور اسی عطا سے ان لوگوں کو دیتے رہتے ہیں جو ان نعمتوں سے محروم ہیں، دولت مند کو چاہیے کہ وہ اپنی دولت سے غریبوں اور حق داروں کو عطا کرتا رہے۔ اسی طرح عالم کو چاہیے کہ وہ اپنے علم سے اور عارف (متقی) اپنی روحانیت سے دوسروں کو مالا مال کرے، یہ اللہ کا حکم بھی ہے اور بندوں کے حقوق میں بھی شامل ہے۔ اگر کوئی اس مال و رزق سے اللہ کا حصہ نکالے گا تو اللہ تعالیٰ اسے زیادہ دیں گے، یہ دستورِ الٰہی ہے۔ جیسا قرآن مجید میں ہے:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''اگر تم شکر کرو گے تو میں تم کو زیادہ دوں گا''۔

مختصر یہ کہ حلال کمانا اور اللہ کی راہ میں اُسے خرچ کرنا اللہ کو بہت پسند ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے حلال کمانے والے کو اپنا دوست کہا' نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اَلْكَاسِبُ حَبِيْبُ اللّٰهِ

ترجمہ: حلال کمانے والا اللہ کا دوست ہے۔

پھر حلال مال کما کر اسے خرچ کرنا اللہ کے فضل کے بغیر ممکن نہیں' صحابہ کرام محنت و مزدوری کر کے اپنے قیمتی مال کو اللہ کی راہ میں اس لیے خرچ کرتے تھے تا کہ اللہ کی رضا حاصل ہو جائے' اس کی وجہ یہ تھی کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے انہیں جواب دینے کا احساس تھا' آج ہماری حالت بدل گئی ہے اور ہم حلال کمانے کی بجائے حرام کماتے ہیں اور پھر فضول خرچی کر کے اسے گنوا دیتے ہیں۔

حدیث نمبر: 4

عَنْ	حُذَيْفَةَ	فِي	حَدِيْثِ	قُتَيْبَةَ	قَالَ	قَالَ
سے	حذیفہ	میں	حدیث	قتیبہ	کہا	فرمایا

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ابن قتیبہ سے بیان کیا ہے کہ تمہارے نبی ﷺ

نَبِيُّكُمْ ﷺ	وَقَالَ	ابْنُ	أَبِي	شَيْبَةَ	عَنِ	النَّبِيِّ
تمہارا نبی	اور کہا	بیٹا	ابو	شیبہ	سے	نبی

نے فرمایا' اور ابن ابوشیبہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

قَالَ	كُلُّ	مَعْرُوفٍ	صَدَقَةٌ
کہا	ہر ایک	نیکی	صدقہ

ہر نیکی صدقہ ہے۔ (صحیح مسلم' کتاب الزکوۃ' 2328)

تشریح اس حدیث میں صدقہ کا لفظ استعمال ہوا ہے' آیئے سب سے پہلے ہم صدقہ کا مفہوم سمجھتے ہیں۔

صدقہ (نیکی): اصطلاح میں ہر وہ نیک کام جس سے قربانی وایثار ظاہر ہو' صدقہ ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ وہ مال بھی صدقہ ہے جسے سچے دل سے رضائے الٰہی کے لئے خرچ کیا جائے۔ مسلمانوں میں مصیبت و بلاؤں کو ٹالنے کے لیے جو مال و اشیا خیرات کی جاتی ہیں اسے بھی صدقہ کہتے ہیں' حتیٰ کہ اپنے غصہ کو برداشت کرنے کا نام بھی صدقہ ہے' اسی طرح غریب آدمی کا قرض معاف کر دینا بھی صدقہ ہے۔ قرآن مجید میں زکوۃ کے لیے بھی صدقہ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ الغرض! اسلام کا نیکی کا تصور بہتر اور وسیع ہے اس میں تمام چھوٹے چھوٹے افعال و اعمال شامل ہیں' اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو معمولی مت سمجھو''۔ آیئے اب صدقہ یا نیکی کی چند اقسام دیکھتے ہیں۔

1) **لوگوں کے درمیان انصاف کرنا نیکی**: اسلام میں انصاف کو بنیادی اہمیت دی گئی ہے' کیوں کہ اس کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بغیر معاشرے کا امن قائم نہیں رہ سکتا اور نہ ہی کوئی معاشرہ ترقی کر سکتا ہے اسی لیے قرآنِ مجید میں کئی مقامات پر لوگوں کے درمیان عدل وانصاف کا حکم دیا گیا اور عملی طور پر اسے نافذ کرنے کا کہا گیا ہے۔ جیسا فرمانِ الٰہی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ. (سورۃ النحل:90)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں عدل وانصاف کا حکم دیتا ہے۔ عدل وانصاف کرنے والوں کو دو دفعہ اللہ تعالیٰ اپنی دوستی اور محبت سے نوازنے کی خوشخبری سناتا ہے اور اعلان کرتا ہے:

وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ٥

ترجمہ: اور اگر فیصلہ کرو تو ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنا' کیونکہ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ (سورۃ المائدۃ:42) خلاصہ کلام یہ کہ عدل وانصاف کی وجہ سے معاشرہ میں امن وسکون ہوگا اور حقدار کو اس کا حق ملے گا جس سے انسان کو اس کا مقام ملے گا اور ہر ایک کی عزتِ نفس کا خیال رکھا جائے گا' حکومتِ وقت کا فرض ہے کہ وہ عدلیہ کو مضبوط کرے تاکہ انصاف کو بروقت عوام کے لیے ممکن بنایا جا سکے۔

2) **سواری یا سامان لادنے میں مدد کرنا نیکی**: صدقہ / نیکی کی ایک اور قسم کا ذکر کیا گیا ہے جو یہ ہے کہ کسی بوڑھے' کمزور شخص کو سواری پر بٹھانا یا اس کا سامان سواری پر رکھنا نیکی ہے' کیوں کہ کمزور اور بوڑھے لوگوں میں اتنی طاقت نہیں ہوتی کہ وہ خود سوار ہو سکیں اور اپنا سامان سواری پر رکھ سکیں۔

3) **اچھی بات کہنا نیکی**: اسلام دینِ فطرت ہے وہ دوسروں کو تکلیف دینے والے شخص کو مسلمان نہیں سمجھتا' وہ اعلان کرتا ہے کہ جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ نہیں وہ مسلمان نہیں۔ اسی طرح اسلام نے حکم دیا ہے کہ مسلمان کو چاہیئے کہ وہ اچھی بات کہے یا خاموشی اختیار کرے' کیوں کہ اچھی بات کہنا نیکی ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے: ''جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے''۔

4) **مسجد کی طرف چل کر جانا نیکی**: مسجد کی طرف نماز کے لیے جانے کو بھی نیکی کہا گیا ہے کیوں کہ مسلمان جب نماز کے لیے وضو کرتا ہے اور مسجد کی طرف چل کر جاتا ہے تو اس کے ہر قدم کے بدلے اسے نیکی ملتی ہے' ایک حدیث میں فرمایا: ''مومن کا ہر قدم پر ایک گناہ معاف ہوگا اور ایک نیکی لکھی جائے گی''۔ الغرض! وہ جتنا زیادہ نماز کے لئے سفر کرے گا اتنا ہی اسے زیادہ ثواب ملے گا۔

5) **ایذا یا تکلیف دینے والی چیزوں کو ہٹانا نیکی**: اسلام نے مومنین کے لیے ہر قدم نیکی کا سوچا ہے حتّی کہ راستہ چلتے ہوئے اگر ہم کوئی اینٹ' کانٹا یا کوئی اور نقصان دہ چیز کو اُٹھاتے ہیں تو اسے بھی نیکی میں شمار کیا جائے گا اور انسان کو اس کا ثواب ملے گا۔ الغرض! انسان کا ہر اچھا فعل اس کے لیے نیکی واجر کا سبب بنے گا' اسی لیے کہا گیا کہ معمولی نیکی کو حقیر نہ سمجھو یہی قیامت والے دن اُحد پہاڑ کے برابر ہوں گی۔

حدیث نمبر:5

عَنْ	اَبِیْ هُرَیْرَةَ	رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ	قَالَ
سے	ابی ھریرہ	راضی ہوا اللہ اس سے	کہا

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ

قَالَ	رَسُوْلُ اللّٰهِ	صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
کہا	اللہ کے رسول	صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ	اللّٰهَ تَعَالٰى	طَيِّبٌ	لَا	يَقْبَلُ
بے شک	اللہ تعالیٰ	پاک	نہیں	قبول کرتا

بے شک اللہ پاک ہے وہ پاک چیزوں کے سوا

اِلَّا	طَيِّبًا	اِنَّ	اللّٰهَ	اَمَرَ	وَ
مگر	پاک	بے شک	اللہ	حکم دیا	اور

کچھ قبول نہیں کرتا اور بے شک اللہ نے

الْمُؤْمِنِيْنَ	بِمَا	اَمَرَ	بِهٖ	الْمُرْسَلِيْنَ
ایمان والوں	ساتھ جو	حکم دیا	اس کے ساتھ	رسولوں

ایمان والوں کو وہ حکم دیا ہے جو رسولوں کو دیا

فَقَالَ	تَعَالٰى	يٰاَيُّهَا	الرُّسُلُ	كُلُوْا	مِنَ
پس کہا	اللہ تعالیٰ	اے	رسولو	کھاؤ	سے

پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے رسولو!

الطَّيِّبٰتِ	وَ	اعْمَلُوْا	صَالِحًا	وَ قَالَ
پاکیزہ چیزوں	اور	عمل کرو	نیک	اور کہا

پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک اعمال کرو اور

تَعَالٰى	يٰاَيُّهَا	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	كُلُوْا
اللہ تعالیٰ	اے	وہ جو	ایمان لائے	کھاؤ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ایمان والو!

مِنْ	طَيِّبٰتِ	مَا	رَزَقْنٰكُمْ	ثُمَّ
سے	پاکیزہ چیزوں	جو	ہم نے تمہیں رزق دیا	پھر

ان پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں دیں۔ پھر آپ ﷺ نے

ذَكَرَ	الرَّجُلَ	يُطِيْلُ	السَّفَرَ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ذکر	آدمی	لمبا کرتا ہے	سفر

ایک ایسے شخص کا ذکر کیا جو لمبا سفر کرتا ہے،

اَشْعَثَ	اَغْبَرَ	يَمُدُّ	يَدَيْهِ	اِلَى
بکھرے بال	غبار آلود	وہ بڑھاتا ہے	دونوں ہاتھ اپنے	طرف

بکھرے بال اور گرد سے اٹا ہوا ہے۔ وہ اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتا ہے

السَّمَآءِ	يَا	رَبِّ	يَا رَبِّ
آسمان	اے	میرے رب	اے میرے رب .

(اور کہتا ہے) اے میرے رب، اے میرے رب

وَ مَطْعَمُهُ	حَرَامٌ	وَ	مَشْرَبُهُ	حَرَامٌ
اور کھانا اس کا	حرام	حرام	پینا اس کا	حرام

جبکہ اس کا کھانا اور اس کا پینا حرام ہے اور

وَ مَلْبَسُهُ	حَرَامٌ	وَغُذِيَ	بِالْحَرَامِ
اور لباس اس کا	حرام	اور اُسے غذا دی گئی	حرام کے ساتھ

اس کا لباس بھی حرام کا ہے اور اس کی حرام سے پرورش کی گئی تو اس کی دعا

فَاَنّٰى	يُسْتَجَابُ	لَهُ	رَوَاهُ مُسْلِمٌ
پس کہاں سے	جواب دیا جائے گا	اس کو	روایت کیا اسے مسلمؒ نے

کیسے قبول کی جائے گی۔ اُسے امام مسلمؒ نے روایت کیا۔ (صحیح مسلم' کتاب الزکوٰۃ' 2346)

تشریح اس حدیث میں اسلام کے فلسفہ حلال وحرام کو بیان کیا گیا ہے' اور حلال کھانے کی ترغیب دی گئی ہے اور حرام کھانے سے منع کیا گیا ہے۔

1) **رسولوں کو تاکید** اللہ تعالیٰ کے رسول جو پاکیزہ اور محبوب ہستیاں ہوتی ہیں' حلال کھانا ان کا شیوہ (عادت) ہوتا ہے وہ حرام کے قریب نہیں جاتے۔ انہیں بھی تاکید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا

ترجمہ: اے رسولو! حلال اور پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک کام کرو۔ (سورۃ المومنون:51)

2) **ایمان والوں کو تاکید** :اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال مال کی قدر واہمیت ہے اور حرام کی کمائی کو گناہ اور ذلت کا باعث بتایا گیا ہے' اسی لیے پاکیزہ اور حلال رزق کھانے اور حرام سے بچنے کا حکم فرمایا: جیسا کہ قرآن میں ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا. (البقرہ:168)

ترجمہ: اے لوگو! زمین میں جو حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں ان میں سے کھاؤ۔ ایک اور مقام پر فرمایا:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ (سورۃ البقرۃ:172)

ترجمہ: اے ایمان والو! جو ہم نے تم کو روزی دی ہے پاکیزہ چیزوں سے اس سے کھاؤ۔

رزق حرام تباہی کا باعث: بلاشبہ پاکیزہ رزق دنیا و آخرت میں کامیابی کا باعث ہے جبکہ رزق حرام دنیا و آخرت میں ناکامی و نامرادی اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینے کے برابر ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِي وَمَنْ يَحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِي فَقَدْ هَوَى.

ترجمہ: ہمارا دیا ہوا پاک رزق کھاؤ اور اسے کھا کر سرکشی نہ کرو، ورنہ تم پر میرا غضب ٹوٹ پڑے گا اور جس پر میرا غصہ آگیا، وہ پھر گر کر ہی رہے گا۔

احادیث کی روشنی میں کسبِ حلال: حلال کمانا اور کھانا انبیا کا شیوہ ہے اسی لیے تمام انبیا نے حلال کمانے اور کھانے کو پسند کیا' کسی نبی نے بکریاں چرائیں تو کسی نے محنت مزدوری کی' اسی طرح کسی امام نے ٹوپیاں بنائیں تو کسی نے تنور پر روٹیاں لگا کر حلال کمائی کی' حلال کمانے کے لیے کسی صحابی نے کسی کے باغ کو پانی دیا تو کسی نے غیر مسلموں کے ہاں مزدوری کی۔ الغرض! حلال کمائی اللہ کو پسند ہے اور اس میں برکت ہوتی ہے' اسی لیے نبی کریم ﷺ نے حلال کمانے اور کھانے کا حکم دیا اور فرمایا:

إِنَّ أَشْرَفَ الْكَسْبِ كَسْبُ الرَّجُلِ مِنْ يَدِهٖ

ترجمہ: بہترین کمائی آدمی کے لیے اپنے ہاتھ کی کمائی ہے۔

دعا کی قبولیت کے لیے حلال کمائی شرط: کسبِ حلال سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوگی اور افراد کی دعائیں قبول ہوں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک شخص طویل سفر کر کے آتا ہے، اس کے بال پراگندہ اور خاک آلود ہوتے ہیں، وہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتا اور کہتا ہے: اے اللہ! اے اللہ! مگر اس کا پہننا حرام اور اس کا کھانا حرام ہے تو اس کی دُعا کیسے قبول کی جائے گی''۔ (صحیح بخاری)

حرام کمائی کے نقصانات: حرام کمانا' خود کھانا یا اپنے خاندان والوں کو کھلانا کبیرہ گناہ اور ہلاکت کا سبب ہے۔ انسان اس دنیا میں بھی ذلیل ہوتا ہے اور آخرت میں بھی اللہ کے ہاں ذلیل ہوگا' نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''حرام کمائی سے پلنے والا جسم اس کا زیادہ حقدار ہے کہ اسے آگ میں ڈالا جائے''۔

خلاصہ کلام یہ کہ حلال کمانا انبیا کا اسوہ ہے اور اسی میں انسان کی بھلائی ہے' اس کی بدولت انسان کے مال میں برکت آتی ہے اور اس کے رزق میں اضافہ ہوتا ہے اس لیے ہم سب کو حلال مال کمانا اور کھانا چاہیے تا کہ ہم دنیا و آخرت میں کامیاب ہو سکیں۔

حدیث نمبر:6

عَنْ	عَدِيِّ	بْنِ	حَاتِمٍ	عَنْ	رَسُولِ اللهِ ﷺ	أَنَّهُ
سے	عدی	بیٹا	حاتم	سے	اللہ کے رسول	بیشک

عدی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ

ذَكَرَ	النَّارَ	فَتَعَوَّذَ	مِنْهَا	وَأَشَاحَ	بِوَجْهِهٖ	ثَلَاثَ
یاد کیا	آگ	پناہ مانگی	اس سے	اور پھیرا	رُخ	تین

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے دوزخ کا ذکر کیا اور اس سے پناہ مانگی اور تین بار منہ پھیرا

مِرَارً	ثُمَّ	قَالَ	اِتَّقُوا	النَّارَ	وَلَوْ	بِشِقّ
کئی بار	پھر	کہا	بچو	آگ	اور اگر چہ	چھلکا

اور فرمایا بچو تم آگ سے اگر چہ ایک کھجور کا ٹکڑا دے کر ہو

تَمْرَةٍ	فَاِنْ	لَمْ	تَجِدُوْا	فَبِكَلِمَةٍ	طَيِّبَةٍ
کھجور	پس اگر	نہیں	تم پاؤ	پس بات	اچھی

اور اگر وہ بھی نہ ملے تو اچھی بات کہہ کر۔ (صحیح مسلم' کتاب الزکوٰۃ' 2350)

تشریح اس حدیث میں صدقہ کرکے یا نیکی کرکے آگ سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے' دراصل نیکی اچھے کام اور اچھے اخلاق کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں نیکی کا ثواب ملے گا اور گناہ کی سزا مقرر ہے' انسان کی نیکی اور بدی کا باقاعدہ حساب لکھا جارہا ہے جو انسان کے سامنے قیامت والے دن پیش کیا جائے۔ اس کا ثبوت قرآنِ مجید کی یہ آیت ہے:

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ترجمہ: جو بول بھی بولا جاتا ہے' اسے فرشتے لکھ لیتے ہیں''۔ (سورۃ ق: 18)

انسان جب کوئی نیک کام کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے' بعد میں چاہے انسان کو اس نیکی کرنے کا وقت یا موقعہ ملے یا نہ ملے مگر اس کو اس کی نیت کی بدولت نیکی کا ثواب مل گیا۔ بعدازاں اگر اس نے نیکی کرلی تو اسے اس کا دوہرا ثواب مل جائے گا اور اگر نہ کرسکا تو ایک ثواب اس کو مل جائے گا۔

اللہ کی رحمت وکرم کے نزول کا کمال مظاہرہ یہ ہے کہ نیکی کی صرف نیت کا بھی ثواب مل جائے گا جب کہ گناہ کے کرنے کے بعد ہی گناہ شمار ہوگا' اس سے بڑھ کر بھی اس کی کمال عنایت یہ ہے کہ وہ نیکی پر رہنمائی کرنے والے کو بھی نیکی کرنے والے جتنا ثواب دیتے ہیں۔ اس کی دلیل یہ حدیث ہے:

مَنْ دَلَّ عَلٰى خَيْرٍ فَهُوَ كَفَاعِلِهِ

ترجمہ: جو کسی کی نیکی کرنے پر رہنمائی کرے اسے اس نیکی کرنے والے کے برابر ثواب ملے گا۔ اور گناہ کے بارے میں فرمایا:

مَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰى اِلَّا مِثْلَهَا

ترجمہ: جو برائی کرے گا اسے صرف اس کا بدلہ دیا جائے گا۔ (انعام: 160)

اس حدیث مبارکہ میں انفاق فی سبیل اللہ کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ کے راستے میں اپنی حیثیت وبساط کے مطابق مال خرچ کرنا چاہیے' یہ نہ ہو کہ آپ مال کو کم تر سمجھتے ہوئے اس میں سے صدقہ نہ کریں اور اچھے مال کی آپ میں ہمت نہ ہو۔ اسی لیے حدیث میں بیان کردیا گیا ہے کہ اپنے پاک وحلال مال میں سے صدقہ دے کر اپنے آپ کو آفات اور دنیا وآخرت کی مصیبتوں سے بچائیں کیوں کہ صدقہ ردِّ بلا ہے اور اس کی مقدار کم ہو یا زیادہ اللہ دلوں کے تقویٰ کو دیکھتے ہیں نہ کہ مالوں کی مقدار وتعداد کو۔ اس لیے اللہ کے راستے میں ایک کھجور تک کی استطاعت بھی ہو تو اسے دے دینا چاہیے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ کی رحمت کا سمندر بہہ رہا ہے اور نیکیوں کی بدولت انسان کے گناہ اس سمندر میں گر کر ختم ہوتے جاتے ہیں' اس لیے کہا گیا ہے کہ کھجور کا ایک چھلکا صدقہ دے کر یا اچھی بات بتا کر جہنم کی آگ سے بچا جاسکتا ہے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر:6

عَنْ	أَبِی	هُرَيْرَةَ	عَنِ النَّبِيِّ ﷺ	قَالَ	مَثَلُ	الْمُنْفِقِ
سے	ابو	ھریرہ	نبی سے	فرمایا	مثال	خرچ کرنے والا

حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی ﷺ سے روایت کی آپ ﷺ نے فرمایا: مثال خرچ کرنے والے کی

وَالْمُتَصَدِّقِ	كَمَثَلِ	رَجُلٍ	عَلَيْهِ	جُبَّتَانِ	أَوْ	جُنَّتَانِ
اور صدقہ دینے والا	جیسے مثال	آدمی	اس پر	دو کرتے	یا	دو زرہیں

اور صدقہ دینے والے کی (یہاں راوی سے غلطی ہوئی اور صحیح یہ ہے کہ مثال بخیل کی اور صدقہ دینے والے کی) مانند اس شخص کی ہے کہ جس کے اوپر دو کرتے ہوں یا دو زرہیں ہوں

مِنْ	لَدُنْ	ثُدِيِّهِمَا	إِلَى	تَرَاقِيهِمَا	فَإِذَا	أَرَادَ
سے	پاس	چھاتی ان کی	طرف	ان کے گلے	پس جب	ارادہ کرے

(راوی کو شک ہے مگر دو زرہیں صحیح ہے) ان دونوں کی چھاتی سے گلے تک۔

الْمُنْفِقُ	وَقَالَ	الْآخَرُ	فَإِذَا	أَرَادَ	الْمُتَصَدِّقُ	أَنْ
خرچ کرنے والا	اور کہا	دوسرا	پس جب	ارادہ کرے	صدقہ دینے والا	یہ کہ

پھر جب خرچ کرنے والا چاہے اور دوسرے راوی نے کہا کہ جب صدقہ دینے والا

يَتَصَدَّقُ	سَبَغَتْ	عَلَيْهِ	أَوْ	مَرَّتْ	وَإِذَا	أَرَادَ
وہ صدقہ کرے	وسیع	اس پر	یا	گزر گئی	اور جب	ارادہ کرے

صدقہ دینا چاہے تو وہ زرہ کشادہ ہو جائے اور اس کے سارے بدن پر پھیل جائے (یعنی اسی طرح صدقہ دینے والے کا دل کشادہ ہو جاتا ہے) اور جی کھول کر اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے

الْبَخِيلُ	أَنْ	يُنْفِقَ	قَلَصَتْ	عَلَيْهِ	وَأَخَذَتْ	كُلُّ
کنجوس	یہ کہ	خرچ کرے	تنگ	اس پر	اور لیا	ہر ایک

اور جب بخیل خرچ کرنا چاہے تو وہ زرہ اس پر تنگ ہو جائے

حَلْقَةٍ	مَوْضِعَهَا	حَتَّى	تُجِنَّ	بَنَانَهُ	وَتَعْفُوَ	أَثَرَهُ
حلقہ	اپنی جگہ	یہاں تک	ڈھانپ لے	پورے	اور مٹا دے	اس کا نشان

اور ہر حلقہ اپنی جگہ پر کس جائے یہاں تک کہ ڈھانپ لے اس کے پوروں تک اور مٹا دے اس کے قدموں کے نشان کو

قَالَ	فَقَالَ	أَبُو	هُرَيْرَةَ	فَقَالَ	يُوَسِّعُهَا	فَلَا تَتَّسِعُ
کہا	پس کہا	ابو	ھریرہ	پس کہا	وسیع کرنا	نہیں کشادہ کرتا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جوزمین پر ہوں اور ابو ہریرہؓ نے کہا کہ وہ اس کو کشادہ کرنا چاہتا ہے مگر کشادہ نہیں کرتا۔ (صحیح مسلم کتاب الزکوۃ 2359)

تشریح انفاق فی سبیل اللہ کا موضوع جاری رکھتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ انفاق کرنے یعنی مال اللہ کی راہ میں دینے سے ثواب میں اضافہ اور مال میں برکت پیدا ہوتی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: ''جو لوگ اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک دانہ ہے کہ اس سے سات بالیاں اُگیں، ہر بالی کے اندر سو دانے ہوں اور اللہ جس کے مال کو چاہتا ہے زیادہ کرتا ہے۔ (البقرۃ:261)

آپ ﷺ نے فرمایا ''ہر صبح جب بندے صبح کرتے ہیں، فرشتے اترتے ہیں، ایک کہتا ہے اے اللہ (تیری راہ میں) خرچ کرنے والے کو اچھا بدل عطا کر، دوسرا کہتا ہے اے اللہ بخیل کا مال تلف کر۔

اس حدیث میں بھی بخیل اور انفاق کرنے والے کی مثال دے کر توضیح کر دی گئی ہے کہ وہ برابر نہیں ہیں۔

حدیث نمبر: 7

عَنْ	عَبْدِاللّٰهِ	بْنِ عُمَرَ	أَنَّ	رَسُوْلَ	اللّٰهِ ﷺ	قَالَ
سے	عبداللہ	بیٹا عمر	یہ کہ	رسول	اللہ	فرمایا

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَهُوَ	عَلَى	الْمِنْبَرِ	وَهُوَ	يَذْكُرُ	الصَّدَقَةَ	وَالتَّعَفُّفَ
اور وہ	پر	منبر	اور آپ	یاد کرنا	صدقہ	اور سوال نہ کرنا

اور آپ ﷺ منبر پر صدقہ کا ذکر کرتے تھے اور کسی سے سوال نہ کرنے کا اور فرمایا

عَنِ	الْمَسْأَلَةِ	اَلْيَدُ	الْعُلْيَا	خَيْرٌ	مِنَ	الْيَدِ
سے	سوال	ہاتھ	بلند	بہتر	سے	ہاتھ

اوپر کا ہاتھ بہتر ہے نیچے کے ہاتھ سے اور اوپر کا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے

السُّفْلَى	وَالْيَدُ	الْعُلْيَا	الْمُنْفِقَةُ	وَالسُّفْلَى	السَّائِلَةُ
نچلا	اور ہاتھ	بلند	خرچ کرنے والا	نچلا	مانگنے والا

اور نیچے کا ہاتھ مانگنے والا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الزکوۃ 2385)

تشریح اس حدیث مبارکہ میں انسان کو حکم دیا جا رہا ہے کہ اسے ہمیشہ اللہ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنے سے نچلے والے انسانوں کو دیکھنا چاہیے۔ اگر کوئی پاؤں کا مالک ہے تو اسے یہ نہیں کہنا چاہیے کہ اسے دو ہزار والا جوتا کیوں نہیں ملا بلکہ اسے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اللہ نے اس آدمی کو پاؤں عطا کیے ہیں اور اگر اس کے پاؤں نہ ہوتے تو وہ کیسے چلتا۔ اللہ تعالیٰ کو عاجزی و انکساری پسند ہے نہ کہ تکبر و حسد کیوں کہ قیامت والے دن متکبرین دجال کی صورت میں اور چیونٹیوں کی طرح اٹھائے جائیں گے، ہر جگہ ان پر ذلت و مسکنت حاوی ہوگی اور ایک جہنم کے طبقے میں ان کو دھکیل دیا جائے گا ان پر آگ لاحق ہوگی اور ان کو جہنمیوں کا پیپ اور لہو پلایا جائے گا۔ (ترمذی و نسائی)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اس لیے کہا گیا کہ آدمی کو تکبر و حسد اور اعلیٰ وارفع کو چھوڑ کر اپنے سے نچلے طبقے کی طرف دیکھ کر رہنا چاہیے۔ کسی کا سونے کا گھر دیکھ کر اپنی کٹیا کو گرا لینے والا احمق اور بے وقوف ہوگا۔ مسلمان اور مومن کا شیوہ یہ ہوتا ہے کہ وہ تواضع کا عادی ہوتا ہے اور وہ تواضع سے رفعت و بلندی حاصل کرتا ہے اور وہ صدقات وخیرات کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا کر عزت دارین حاصل کرتا ہے۔ بقول شاعر:

نگاہ فقر میں شان سکندری کیا ہے
خراج کی جو گدا ہے وہ قیصری کیا ہے

حدیث نمبر:8

عَنْ	حَکِیْمَ	بْنَ	حِزَامٍ	أَنَّ	رَسُوْلَ	اللّٰہِ ﷺ
سے	حکیم	بیٹا	حزام	یہ کہ	رسول	اللہ

حکیم بن حزامؓ نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

قَالَ	أَفْضَلُ	الصَّدَقَةِ	أَوْ	خَيْرُ	الصَّدَقَةِ	عَنْ
کہا	افضل	صدقہ	یا	بہترین	صدقہ	سے

افضل صدقہ وہ ہے جس کے بعد صدقہ دینے والا غنی رہے (یعنی یہ نہیں کہ سب

ظَهْرِ	غِنًى	وَالْيَدُ	الْعُلْيَا	خَيْرٌ	مِنَ	الْيَدِ
ظاہر	مالدار	ہاتھ	اوپر والا	بہتر	سے	ہاتھ

مال لٹا کر آپ فقیر ہو بیٹھے) اور اوپر کا ہاتھ بہتر ہے نیچے کے ہاتھ سے

السُّفْلَى	وَابْدَأْ	بِمَنْ	تَعُوْلُ
نچلا	اور پہلے دے	جو	تیرے ذمہ

اور صدقہ پہلے اس کو دے، جس کا نان ونفقہ اپنے ذمہ ہے (جیسے لونڈی، غلام، نوکر چاکر) (صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ '2386)

تشریح: ان احادیث میں انفاق کا سبق سکھایا جا رہا ہے' جس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی خاطر اس کے دیئے ہوئے مال میں سے غرباء' مساکین' محتاجوں اور دیگر ضرورت مندوں پر خرچ کرے۔ زکوٰۃ کے علاوہ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہر مسلمان پر اس کی حیثیت کے مطابق لازم ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا "مال میں زکوٰۃ کے سوا بھی حق ہے۔"

حدیث میں ہے کہ ایک دفعہ آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "اے بلالؓ خرچ کر اور عرش والے سے غربت کا ڈر نہ رکھ۔" نبی کریم ﷺ سب سے بڑھ کر سخاوت کرنے والے تھے۔ تمام عمر کسی کے سوال پر نہیں کا لفظ نہیں فرمایا، جو کچھ پاس ہوتا اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اگر میرے پاس اُحد پہاڑ جتنا سونا ہوتا تو میں کبھی یہ پسند

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نہ کروں گا کہ تین راتیں گزر جائیں اور میرے پاس ایک دینار بھی ہو مگر وہ تھوڑا بہت جس کو میں قرض کی ادائیگی کے لئے رکھ لوں۔" (مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ اُمِ ذرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے دو تو لے چاندی اور ایک لاکھ اسی ہزار درہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجے۔ آپؓ نے شام ہونے سے پہلے یہ سب کچھ غریبوں میں تقسیم کر دیا اور شام کو روزہ روغنِ زیتون اور روٹی کے ساتھ افطار کیا۔

ان احادیث کی روشنی میں علم ہوتا ہے کہ خرچ کرنے والا افضل ہے اس شخص سے جو کنجوسی کرتا ہے۔

حدیث نمبر:9

عَنْ	مُعَاوِيَةَ	بْنَ	أَبِي	سُفْيَانَ	وَهُوَ	يَخْطُبُ
سے	معاویہ	بیٹا	ابو	سفیان	اور وہ	خطبہ دیتے

حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ خطبہ پڑھتے تھے اور روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا

يَقُولُ	إِنِّي	سَمِعْتُ	رَسُولَ	اللّٰهِ ﷺ	يَقُولُ	مَنْ
وہ کہتا ہے	بیشک	میں نے سنا	رسول	اللہ	وہ کہتا	جو

آپ ﷺ فرماتے تھے:

يُرِدَ	اللّٰهُ	بِهِ	خَيْراً	يُفَقِّهُ	فِي الدِّينِ	وَإِنَّمَا
ارادہ کرتا	اللہ	اسے	بھلائی	اسے سمجھ دیتا	دین میں	اور بیشک

جس کی اللہ تعالیٰ بھلائی چاہتا ہے اس کو دین میں سمجھ دیتا ہے۔

أَنَا	قَاسِمٌ	وَيُعْطِي	اللّٰهُ
میں	بانٹنے والا	اور وہ دیتا ہے	اللہ

اور میں بانٹنے والا ہوں اور دیتا تو اللہ ہے۔ (صحیح مسلم' کتاب الزکوٰۃ' 2392)

تشریح: اس حدیث میں ایک اہم عطا کا ذکر کیا گیا ہے جو کہ دین کی سمجھ یعنی فقاہت ہے' یہ نعمت اسے عطا ہوتی ہے جس سے اللہ خوش ہوتا ہے' اس لیے حضرت عبداللہؓ بن عباس کے حق میں حضور ﷺ نے دعا فرمائی تھی کہ اے اللہ! اسے فقاہت عطا فرما۔

الغرض! دین کی سمجھ حاصل کرنا اور اس میں کمال حاصل کرنا مسلمان کا شیوہ ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جسے حکمت عطا کی گئی سمجھ لیجیے' اسے خیر کثیر عطا فرما دی گئی۔" (بخاری و مسلم)

حدیث نمبر:10

عَنْ	أَنَسٍ	قَالَ	رَسُولُ	اللّٰهِ ﷺ	لَوْ	كَانَ
	انس	کہا	رسول	اللہ	اگر	تھا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت انسؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَادِيًا	لَابْتَغٰى	مَالٍ	مِنْ	وَادِيَانِ	آدَمَ	لِابْنِ
وادیاں	چاہے	مال	سے	دو وادیاں	آدم	بیٹا

اگر آدمی کے دو جنگل مال کے ہوں تو بھی وہ تیسرا ڈھونڈتا رہے گا

إِلَّا التُّرَابُ	آدَمَ	ابْنِ	جَوْفَ	يَمْلَأُ	وَلَا	ثَالِثًا
مگر مٹی	آدم	بیٹا	پیٹ	وہ بھرتا	اور نہیں	تین

اور آدمی کا پیٹ نہیں بھرتی' مگر مٹی۔

تَابَ	مَنْ	عَلَى	اللهُ	وَيَتُوبُ
توبہ کرے	جو	پر	اللہ	اور توبہ کرے

اور رجوع ہوتا ہے اللہ کا اس پر جو توبہ کرے۔ (یعنی جو دنیا کی حرص سے باز آئے اسے قناعت ملتی ہے) (صحیح مسلم' کتاب الزکوۃ' 2415)

تشریح اس حدیث میں انسان کی حرص ولالچ کا ذکر کیا گیا ہے کہ اس کی فطرت ہے کہ وہ مال و دولت سے محبت کرتا ہے اور اسے جمع کرنے کی فکر میں لگا رہتا ہے' اس کی وضاحت مندرجہ بالا حدیث کرتی ہے' کہ اگر انسان کے پاس دو سونے کی وادیاں بھی ہوں تو وہ چاہے گا کہ اسے تیسری وادی بھی مل جائے' انسان کا لالچ اسے جہنم میں دھکیل دے گا اور وہ اسی لالچ کے عالم میں اللہ کے پاس پہنچ جائے گا' حالانکہ انسان کے نصیب میں جو لکھا ہے وہی ملے گا' نصیب سے زیادہ اور وقت سے پہلے ملنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا' اس لیے انسان کو توکل علی اللہ کرنا چاہیے اور حلال رزق کمانے و کھانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

سنن ابی داؤد کی کتاب الصوم سے 10 منتخب احادیث کا ترجمہ وتشریح

کتاب الصوم کا تعارف

لغوی معنی : روزہ کو قرآن مجید میں صوم کہا گیا ہے جس کے لغوی معنی کسی کام سے رُک جانا' کسی جگہ پر ٹھہر جانا' کے ہیں' کھانے پینے' گفتگو کرنے' اور چلنے سے رُک جانے کا نام بھی صوم ہے۔ عربی میں صوم کے معنی کسی ارادی کام سے رُک جانا' باز رہنا' تھم جانا' وقت پورا ہو جانا کے بھی استعمال کیے گئے ہیں۔

اصطلاحی معنی : اصطلاح میں عبادت کی نیت سے صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور دیگر نفسانی وجنسی خواہشات سے اپنے آپ کو روکنے کا نام روزہ ہے۔ ایک اور تعریف یوں کی گئی ہے:

روزے کی نیت کے ساتھ طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک ہر قسم کے کھانے پینے' ازدواجی تعلقات سے رُکے رہنے کا نام روزہ ہے۔ (تفسیر قرطبی:2/273)

روزے کی فرضیت : ارکانِ اسلام میں تیسرا رکن روزہ ہے' یہ تمام مسلمانوں پر فرض کیا گیا ہے۔ نماز کی طرح رمضان المبارک کے روزے بھی فرض ہیں' اس کی فرضیت کے احکام 2 ہجری میں نازل ہوئے' ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ٥

ترجمہ: مومنو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بنو۔ (سورۃ البقرۃ' آیت 183)

1۔ **رمضان اور روزہ**: قرآن مجید میں رمضان کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں روزے رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ط

ترجمہ: جو کوئی تم میں سے اس مہینے میں موجود ہو اسے چاہیے کہ وہ پورے مہینے کے روزے رکھے۔ (البقرہ:185)

2۔ **نزول قرآن**: رمضان شریف کا مہینہ بہت اہم ہے۔ اس کی فضیلت اس لیے بھی ہے کہ اس میں قرآنِ مجید نازل ہوا' اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ

ترجمہ: رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا۔ (البقرۃ:185)

3۔ **شبِ قدر اور رمضان**: رمضان شریف میں شبِ قدر ہے جو ہزار سال کی عبادت کے ثواب کو لیے ہوئے ہے۔ اس کے بارے میں فرمایا:

لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ٥ (القدر:3)

ترجمہ: شبِ قدر ہزار مہینے سے بہتر ہے۔

روزہ کے مقاصد و حکمتیں: روزے کے کئی ایک مقاصد بیان کیے گئے ہیں' ان میں سے اہم یہ ہیں:

1) **تقویٰ کا حصول**: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو عبادت کے جتنے بھی طریقے بتائے ہیں ان میں ضرور کوئی نہ کوئی حکمت رکھی ہے' جیسے نماز اللہ کے وصال کا ذریعہ ہے اسی طرح روزہ بھی اللہ تعالیٰ سے لو لگانے کا ایک ذریعہ ہے' اس کا مقصد تقویٰ و پرہیزگاری کا حصول ہے۔ اگر یہ مقصد حاصل نہ ہو سکا تو اس روزہ کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا' جیسا کہ حدیثِ مبارکہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کتنے ہی روزے دار ایسے ہیں جن کو روزوں سے سوائے بھوک اور پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ (سنن دارمی: 390/2)

2) **صبر و شکر کی تربیت**: روزہ صبر و شکر کا آئینہ دار ہے' اور اس سے تلافی اس وقت حاصل ہوگا جب انسان اللہ کی طرف سے دی جانے والی نعمت میں سے کسی نعمت کے زائل ہو جانے پر صبر کرے' کیوں کہ نعمت کی قدر اس وقت ہوگی جب وہ موجود نہیں ہوگی۔ اور اگر اللہ تعالیٰ انسان کو کوئی نعمت دے تو اس کی قدر کرے اس کی قدر کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ شکر ادا کرے تاکہ انسان کو اور زیادہ نعمتیں مل سکیں۔

3) **ایثار و قربانی کا جذبہ**: روزہ کی حالت میں انسان جس بھوک و پیاس کی تکلیف سے گزرتا ہے تو اس سے اُس میں ایثار و قربانی کا جذبہ پیدا کرتا ہے اور دوسروں کی بھوک پیاس کا احساس اُسے ایثار کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

4) **تزکیہ نفس:** روزہ انسان کے نفس اور دل کو ہر قسم کی آلودگی اور گناہوں کی کثافت سے بچاتا ہے' انسان کا جسم مادی ہے اور روح ایک لطیف چیز ہے' جس کی پاکیزگی دل و نفس کو صاف کرنے سے حاصل ہوتی ہے' جوں جوں روزہ کی بدولت انسان خواہشات سے نجات پاتا جاتا ہے' اس کا تزکیہ نفس ہوتا جاتا ہے۔ الغرض! تزکیہ نفس کا بہترین ذریعہ روزہ ہے۔

5) **ضبط نفس:** انسان میں پیدا ہونے والی تمام برائیوں کی جڑ اس کے دل کی خواہشات ہیں۔ انسان میں خواہشات کی تعداد محدود نہیں' ان خواہشات کی بدولت انسان ذلت و گمراہی کے کنوئیں میں گرتا جاتا ہے۔ بالآخر یہی خواہشات انسان کو جہنم میں لے جاتی ہیں اور انسان انہی خواہشات کا بندہ بن کر رہ جاتا ہے' قرآن مجید میں ہے:

إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ

ترجمہ: بے شک نفس تو برائی کا بہت حکم دیتا ہے۔ (سورۃ یوسف:53)

مگر جو شخص سال میں ایک مہینہ رمضان کے روزہ رکھتا ہے' اُسے ضبطِ نفس کی وہ قوت مل جاتی ہے جس کی بدولت وہ تمام شیطانی وحیوانی قوتوں کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

روزوں کا ثواب: روزہ ایک پوشیدہ اور خاموش عبادت ہے جس میں ریا اور نمائش کی کوئی گنجائش نہیں جب تک خود انسان اس کا اظہار نہ کرے' دوسروں پر اس کا راز ظاہر نہیں ہو سکتا' یہی چیز تمام عبادات کی جڑ اور اخلاق کی بنیاد ہے۔ روزے کے ثواب کا ذکر کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَلصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ

ترجمہ: "کہ انسان کا ہر عمل اس کا ہوتا ہے' مگر روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا"۔ (البخاری:1761)

افطار کا ثواب: روزہ افطار کرانا بڑے اجر و ثواب کا کام ہے' اس ثواب کا ذکر کرتے ہوئے حضور ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص ایک روزے دار کو روزہ افطار کرائے گا اس کے گناہوں کے لیے معافی ہے اور وہ خود کو جہنم کی آگ سے بچالے گا"۔ (جامع ترمذی)

رمضان اور پاکستان: رمضان شریف کی ایک اور برکت بھی ہے کہ اس ماہ مبارک کی 27 تاریخ کو ہمارا پیارا وطن پاکستان معرضِ وجود میں آیا تھا یہ اللہ تعالیٰ کا ایک خاص تحفہ ہے جو اس نے ہم مسلمانوں کو دیا ہے۔ آج یہ واحد اسلامی ملک ہے جو اسلامی دنیا کا محافظ ہے۔

روزہ کے فوائد اور اثرات: روزہ ایک انفرادی عبادت ہے' اس کا فائدہ جہاں انسان کی ذات کو ہوتا ہے ویسے ہی اس کا فائدہ انسانی معاشرہ کو بھی ہوتا ہے' یہاں چند ایک اجتماعی فوائد کا ذکر کیا جاتا ہے:

1) **گناہوں کا کفارہ:** روزہ کو جہنم کی آگ کے خلاف قلعہ قرار دیا گیا ہے' اس کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا:

"جس شخص نے رمضان کے روزے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اور ثواب سمجھ کر رکھے' اس کے سب پہلے گناہ بخش دیئے جائیں گے"۔ (صحیح البخاری:38)

2) **صحت انسانی کا ضامن:** روزے سے انسانی صحت کی ضمانت ملتی ہے۔ جدید طبی ایجادات سے یہ بات

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ثابت ہوئی ہے کہ کئی ایک بیماریوں کا علاج انسان کو بھوکا رکھ کر کیا جا سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: ''روزے رکھو تا کہ تم صحت مند رہ سکو''۔

3) **غریبوں کا احساس**: روزہ سے انسان جب بھوکا پیاسا ہوتا ہے تو اسے ان غریبوں کا خیال آتا ہے جو ایک وقت کی روٹی کو ترس رہے ہوتے ہیں' یہی احساس وخیال اسے مجبور کرتا ہے کہ وہ غریبوں کے ساتھ ہمدردی سے پیش آئیں۔

4) **قناعت وایثار**: روزہ سے انسان میں جہاں صبر وشکر کے جذبات پیدا ہوتے ہیں وہاں اس میں ایثار وقربانی کا جذبہ جنم لیتا ہے وہ اللہ کی رضا کے لیے سخاوت کرتا ہے اور ایثار وقربانی کرتا ہے۔

5) **باھمی یگانگت وغمگساری**: روزہ ایک ایسی عبادت ہے کہ ایک ہی وقت میں پوری اُمتِ اسلامیہ ایک ہی عبادت میں مصروف کار نظر آتی ہے۔ عبادت کی یہ اجتماعی شکل انفرادیت کو اجتماعیت میں بدل کر باہمی یگانگت کو فروغ دیتی ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ روزہ رضائے الٰہی کا ذریعہ ہے' یہ بدن کی زکوۃ ہے' یہ جہنم سے آزادی کا ذریعہ ہے' یہ اپنے ماننے والوں کو کستوری جیسی خوشبو سے نوازتا ہے' یہ قیامت والے دن انسان کا سفارشی ہوگا' یہ اپنا دروازہ ''ریان'' اپنے ماننے والوں کے لیے کھولے گا' یہ تقویٰ کے حصول کے لیے سیڑھی ہے' اس کی بدولت انسان آخرت میں کامیاب ہوگا' اللہ ہم سب کو روزہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

احادیث کا ترجمہ وتشریح

حدیث نمبر: 1

قَالَ	حُذَيْفَةَ	عَنْ	الصَّبَّاحِ	بْنُ	مُحَمَّدُ	حَدَّثَنَا
کہا	حذیفہ	سے	صباح	بیٹا	محمد	ہم نے بیان کیا

محمد بن صباح نے بیان کیا' حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے'

تَرَوُا	حَتَّى	الشَّهْرَ	تَقَدَّمُوا	لَا	اللّٰهِ ﷺ	رَسُولُ
تم دیکھو	یہاں تک	مہینہ	تم آگے بھیجو	نہیں	اللہ ﷺ	رسول

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مہینہ شروع ہونے سے پہلے روزے مت رکھو

حَتَّى	صُومُوا	ثُمَّ	الْعِدَّةَ	تُكْمِلُوا	أَوْ	الْهِلَالَ
یہاں تک	روزہ رکھو	پھر	گنتی	تم مکمل کرو	یا	ہلال

حتی کہ چاند دیکھ لو یا (تیس کی) گنتی پوری کرلو' پھر روزے رکھتے جاؤ

الْعِدَّةَ	تُكْمِلُوا	أَوْ	الْهِلَالَ	تَرَوُا
عدت	تم مکمل کرو	یا	ہلال	تم دیکھو

حتی کہ چاند دیکھ لو یا تیس کی گنتی پوری کرلو۔ (سنن ابوداؤد: 2326)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تشریح اس حدیث میں رمضان کا آغاز چاند کو دیکھ کر کرنے کی ہدایت کی گئی ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ ہر ملک کی اپنی رویتِ ہلال ہے' جب چاند نظر آ جائے تو اس کے مطابق رمضان کا روزہ رکھو اور جب دوبارہ شوال کا چاند دیکھ لو تو عید الفطر منا کر شوال کا آغاز کردو' ہر اسلامی مہینہ 29 یا 30 دن کا ہوتا ہے۔ اس کا تعین رویتِ ہلال کی بنیاد پر کیا جاتا ہے' اگر 29 دن کا رمضان ہو تو ٹھیک ورنہ 30 دن کی گنتی مکمل کر کے شوال کا مہینہ شروع کرنے کا حکم ہے۔

حدیث نمبر:2

حَدَّثَنَا	وَهْبُ	بنُ	بَقِيَّةَ	عَنْ	خَالِدِ	عَنْ
ہم نے بیان کیا	وھب	بیٹا	بقیہ	سے	خالد	سے

ہمیں وھب بن بقیہ' حضرت خالد سے اور وہ حضرت ابو ہریرہؓ سے بیان کرتے ہیں'

أَبِي	هُرَيْرَةَ	عَنِ النَّبِيِّ ﷺ	قَالَ	لَا	يَزَالُ	الدِّيْنُ
ابو	ھریرہ	نبی سے	فرمایا	نہیں	ہمیشہ رہے گا	دین

آپ' نبی ﷺ سے نقل کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''دین اس وقت تک غالب رہے گا

ظَاهِرًا	مَا	عَجَّلَ	النَّاسُ	الْفِطْرَ	لِأَنَّ	الْيَهُوْدَ
ظاہر	جو	جلدی کریں	لوگ	افطار	اس لیے	یہود

جب تک لوگ افطار کرنے میں جلدی کرتے رہیں گے'

وَالنَّصَارَى	يُؤَخِّرُوْنَ
اور نصاریٰ	تاخیر کرنا

کیونکہ یہود و نصاریٰ تاخیر سے افطار کرتے ہیں۔'' (ابوداؤد:2353)

تشریح اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں پر خاص احسان یہ ہے کہ اس نے مسلمانوں کو سحری و افطاری عطا کی اور سحری میں برکت رکھی اور حکم دیا کہ سحری کھایا کرو اس میں برکت ہے' پھر مسلمانوں کو افطار کرنے میں جلدی کرنے کا حکم ہے کہ جوں ہی سورج غروب ہو جائے اسی وقت افطار کرنا چاہیے کیوں کہ افطار میں تاخیر کرنا اور جان بوجھ کر اسے لیٹ کرنا جائز نہیں' بلکہ یہ یہود و نصاریٰ کا شیوہ ہے' اس لیے مسلمانوں کو یہی حکم دیا گیا ہے کہ افطار میں جلدی کرو اور سحری میں تاخیر کرو حضور ﷺ نے فرمایا: ''میری اُمت تب تک بھلائی پر رہے گی جب تک وہ افطار میں جلدی کرتی رہے گی''۔

حدیث نمبر:3

حَدَّثَنَا	مُسَدَّدٌ	حَدَّثَنَا	عَبْدُ الْوَاحِدِ	بنُ زِيَادٍ	عَنْ عَاصِمٍ	الْأَحْوَلِ
ہمیں بیان کیا	مسدد	ہمیں بیان کیا	عبدالواحد	بن زیاد	عاصم سے	احوال

ہمیں مسدد نے بیان کیا ان سے عبدالواحد بن زیاد نے' ان سے عاصم احوال نے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سَلْمَانَ	بِنْ	عَامِرٍ	عَمُّهَا	قَالَ	قَالَ	رَسُوْلُ
سلمان	بیٹا	عامر	اس کا چچا	کہا	فرمایا	رسول

ان سے ان کے چچا سلمان بن عامر نے بیان کیا' انہوں نے کہا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللّٰہ ﷺ	اِذَا کَانَ اَحَدُکُمْ	صَائِمًا	فَلْیُفْطِرْ	عَلَی	التَّمْرِ	فَاِنْ
اللہ	جب تم میں سے ایک	روزے دار	پس افطار کرے	اوپر	کھجور	پس بیشک

"جب تم میں سے کسی نے روزہ رکھا ہو تو چاہیے کہ کھجور سے افطار کرے۔

لَمْ	یَجِد	التَّمْرَ	فَعَلَی	الْمَاءِ	فَاِنَّ	الْمَاءَ/طَھُوْرٌ
نہیں	وہ پائے	کھجور	پس اوپر	پانی	پس بیشک	پانی/پاک

اگر کھجور نہ پائے تو پانی سے افطار کرے۔ بلاشبہ پانی پاک کرنے والا ہے۔ (ابوداؤد:2355)

تشریح اس حدیث میں افطار کرنے کا ذکر ہے اور بتایا گیا ہے کہ کھجور سے روزہ افطار کرنا سنت ہے اور اس کے بے شمار طبی فوائد بھی ہیں' انسان کا معدہ سارے دن کا بھوکا اور پیاسا ہوتا ہے فوراً اس میں ٹھنڈی یا گرم چیز ڈال دینا اس کے نقصان کا سبب بن سکتا ہے جب کہ اس کے مقابلے میں کھجور ایک مکمل غذا ہے جو بھوک اور پیاس کو ختم کرتی ہے اور انسانی جسم کو فرحت اور نشاط یعنی چستی دیتی ہے اس لیے بے شمار فوائد کی بنار کھجور سے روزہ افطار کرنے کا حکم دیا گیا ہے مزید برآں یہ کہ یہ سنتِ رسول ﷺ ہے' اگر کسی شخص کو کھجور میسر نہ ہو تو وہ پانی سے روزہ افطار کرسکتا ہے۔

حدیث نمبر:4

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ	قَالَ	قَالَ	رَسُوْلُ	اللّٰہ ﷺ	مَنْ	لَمْ
ابوھریرہ	کہا	فرمایا	رسول	اللہ	جس نے	نہیں

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یَدَعْ	قَوْلَ	الزُّوْرِ	وَالْعَمَلَ	بِہٖ	فَلَیْسَ	اللّٰہِ
وہ چھوڑے	بات	جھوٹ	اور عمل	اس کے ساتھ	پس نہیں	اللہ

جس نے جھوٹ بولا اور اس اس کے ساتھ (جھوٹ پر) عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کو

حَاجَۃٌ	اَنْ	یَدَعْ	طَعَامَہٗ	وَشَرَابَہٗ
ضرورت	یہ	وہ چھوڑ دے	اپنا کھانا	اور پینا اپنا

اس کے کھانے پینے کے چھوڑ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔" (ابوداؤد:2362)

تشریح اس حدیثِ مبارکہ میں اس بات کا ذکر کیا گیا ہے کہ جن لوگوں نے روزے کے دوران اپنی زبان سے کوئی غلط بات نہ نکالی ہوگی اور نہ ہی اعضاءِ جسم کے ساتھ کوئی غلط کام کیا ہوگا۔ انہیں بے شمار ثواب واجر ملے گا' اسلام میں روزہ دار کی بہت فضیلت اور ثواب بیان کیا گیا ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''جس شخص نے رمضان کے روزے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اور ثواب سمجھ کر رکھے، اس کے سب پہلے گناہ بخش دیے جائیں گے''۔ (بخاری)

ایک حدیث قدسی میں ارشاد ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''کہ انسان کا ہر عمل اس کا ہوتا ہے، مگر روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔'' (مسلم)

حضرت سہل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بے شک جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ریان کہتے ہیں (یعنی سیراب کرنے والا' پیاس بجھانے والا) اس سے قیامت کے دن روزہ دار داخل ہوں گے ان کے سوا اور کوئی اس سے داخل نہ ہوگا' کہا جائے گا کہاں ہیں روزہ دار' سو وہ اُٹھ کھڑے ہوں گے ان کے علاوہ اور کوئی اس سے داخل نہ ہوگا اور جب وہ داخل ہو جائیں گے تو وہ دروازہ بند کر دیا جائے گا اور پھر کوئی اس میں داخل نہ ہو سکے گا''۔

پھر فرمایا: '' اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ ''یعنی روزہ (دنیا میں گناہوں سے اور آخرت میں دوزخ سے بچانے والی) ڈھال ہے۔

مگر ایسے لوگ جنہوں نے روزہ رکھ کر جھوٹ بولنا' اور برائی کے کام کرنا نہ چھوڑا' ان کو ان کے روزے بھی جہنم کی آگ سے بچا نہیں سکیں گے' ایسے لوگوں کو ان کے روزوں کی بھوک و پیاس کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

حدیث نمبر 5:

عَنْ	أَبِي الزِّنَادِ	عَنِ	الْأَعْرَجِ	عَنْ	أَبِي	هُرَيْرَةَ
سے	ابی زناد	سے	اعرج	سے	باپ	ھریرہ

ابو زناد اعرج سے بیان کرتے ہیں' حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے،

أَنَّ	النَّبِيَّ ﷺ	قَالَ	إِذَا	كَانَ	أَحَدُكُمْ	صَائِمًا
بیشک	نبی	کہا	جب	تھا	تم سے ایک	روزے دار

نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی روزے سے ہو

فَلَا	يَرْفُثْ	وَلَا	يَجْهَلْ	فَإِنِ	امْرُؤٌ	قَاتَلَهُ
پس نہیں	فحش بات	اور نہیں	وہ جہالت کرے	پس اگر	آدمی	اس سے لڑے

تو کسی قسم کی فحش بات یا جہالت کا کام نہ کرے۔ اگر کوئی دوسرا اس سے جھگڑے

أَوْ	شَاتَمَهُ	فَلْيَقُلْ	إِنِّي	صَائِمٌ	إِنِّي	صَائِمٌ
یا	اسے گالی دے	پس کہے	پس بیشک	روزہ دار	بیشک میں	روزہ دار

یا گالی گلوچ دے تو اسے چاہیے کہ کہہ دے میں روزے سے ہوں، میں نے روزہ رکھا ہوا ہے۔'' (ابوداؤد: 2363)

تشریح: روزہ دار جب پورا مہینہ بھوک اور پیاس برداشت کرتا ہے تو وہ زندگی کی سختیوں اور مصائب کو برداشت کرنے کی مشق کرتا ہے' تو اس میں صبر و تحمل اور برداشت پیدا ہوتی ہے۔ روزہ کی بدولت امیروں میں یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ بھوک برداشت کرنا اور فاقہ کرنا کس قدر تکلیف دہ کام ہے' جس سے اس کے دل میں ایثار' ہمدردی اور رحم کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

روزہ کو جسم کا صدقہ بھی قرار دیا گیا ہے اس کی وجہ سے بہت سی بیماریوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ روزہ دار فحش باتوں سے اجتناب کرتا ہے، لڑائی جھگڑا نہیں کرتا، جھوٹ اور غیبت سے بچتا ہے اور زیادہ تر وقت عبادتِ الٰہی میں صرف کرتا ہے جس سے اس کی نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے اور آخرت میں اجرِ عظیم کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

الغرض! اس حدیث میں روزے کے آداب کا ذکر کیا گیا ہے کہ حالتِ روزہ میں لڑنا جھگڑنا منع ہے اور اگر کوئی آپ سے جھگڑتا ہے یا آپ سے گالی گلوچ کرتا ہے تو آپ اسے اتنا کہہ دیں کہ بھائی میں روزہ دار ہوں اس لیے آپ کو جواب نہیں دے سکتا۔

حدیث نمبر: 6

عَنْ	أَبِي هُرَيْرَةَ	أَنَّ	رَجُلًا	أَفْطَرَ	فِي	رَمَضَانَ
سے	ابوھریرہ	بیشک	آدمی	افطار کیا	میں	رمضان

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رمضان میں روزہ توڑ لیا

فَأَمَرَهُ	رَسُولُ	اللهِ ﷺ	أَنْ	يُعْتِقَ	رَقَبَةً	أَوْ
اسے حکم دیا	رسول	اللہ	یہ کہ	وہ آزاد کرے	گردن	یا

تو رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ ایک گردن آزاد کرے

يَصُومَ	شَهْرَيْنِ	مُتَتَابِعَيْنِ	أَوْ	يُطْعِمَ	سِتِّينَ	مِسْكِينًا
وہ روزہ رکھے	دو ماہ	لگاتار	یا	وہ کھلائے	ساٹھ	مسکین

یا دو ماہ متواتر روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

قَالَ	لَا	أَجِدُ	فَقَالَ	لَهُ	رَسُولُ	اللهِ ﷺ
کہا	نہیں	میں پاتا ہوں	پس کہا	اس کا	رسول	اللہ

اس نے کہا: میں (کسی کی بھی) طاقت نہیں رکھتا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا:

اِجْلِسْ	فَأُتِيَ	رَسُولُ	اللهِ ﷺ	بِعَرَقٍ	فِيهِ	تَمْرٌ
بیٹھو	پس لایا گیا	رسول	اللہ	ٹوکرا	اس میں	کھجور

"بیٹھ جاؤ" پھر آپ ﷺ کے پاس ایک ٹوکرا لایا گیا اس میں کھجوریں تھیں،

فقال	خُذْ	هٰذَا	فَتَصَدَّقْ	بِهِ	فَقَالَ	يَارَسُولَ
کہا	پکڑ	یہ	تو صدقہ کر	اس کے ساتھ	پس کہا	اے رسول

آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ لے جاؤ اور صدقہ کرو۔" وہ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول ﷺ!

اللهِ ﷺ	مَا	أَحَدٌ	أَحْوَجَ	مِنِّي	فَضَحِكَ	رَسُولُ
اللہ	جو	ایک	محتاج	مجھ سے	تو ہنسے	رسول

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مجھ سے بڑھ کر اور کوئی محتاج نہیں ہے۔ تو آپ ﷺ ہنس پڑے

اللّٰہ ﷺ	حَتّٰی	بَدَتْ	اَنْیَابُهُ	وَقَالَ	لَهُ	کُلْهُ
اللہ	یہاں تک	ظاہر ہو گئیں	آپ کی داڑھیں	اور کہا	اس کو	تمام

حتیٰ کہ آپ ﷺ کے نوکیلے دانت نظر آنے لگے اور اس سے فرمایا: ''جاؤ کھالو''۔ (ابوداؤد: 2392)

تشریح: شرعی اصطلاح میں عبادت کی نیت سے صبح صادق سے لے کر غروبِ آفتاب تک کھانے پینے اور دیگر نفسانی وجنسی خواہشات سے اپنے آپ کو روکنے کا نام روزہ ہے۔ اسلام نے روزہ کو بہت اہمیت دی ہے اور ہر عاقل و بالغ پر فرض قرار دیا ہے۔ یہ ایک ایسی عبادت ہے جو مسلمانوں پر ہی نہیں' بلکہ دوسرے مذاہب میں بھی فرض تھی' اس کی ادائیگی میں معافی نہیں' ہاں بیمار و مسافر کو رخصت دی گئی ہے کہ وہ دوسرے دنوں میں اس کی قضائی دے دے۔

جو شخص جان بوجھ کر فرض روزہ توڑ دے اس پر کفارہ لازم آتا ہے جیسا کہ اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے' اگر کوئی جان بوجھ کر روزہ توڑ دے تو وہ دو (02) ماہ کے لگاتار روزہ رکھے یا 60 مسکینوں کو کھانا کھلائے' مگر جب کوئی مسکین ہو اور اس فدیہ کو ادا کرنے سے قاصر ہو اور اس سے ایسی غلطی سرزد ہو جائے تو مسلمانوں کے بیت المال سے اس کا کفارہ دیا جا سکتا ہے۔

حدیث نمبر: 7

عَنْ اَبِی	هُرَیْرَةَ	قَالَ	جَاءَ	رَجُلٌ	اِلَی	النَّبِیِّ ﷺ
باپ سے	ھریرہ	کہا	آیا	آدمی	طرف	نبی

حضرت ابوہریرہؓ سے منقول ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں آیا

فَقَالَ	یَارَسُوْلَ	اللّٰہِ ﷺ	اِنِّی	اَکَلْتُ	وَشَرِبْتُ	نَاسِیًا
اور کہا	اے رسول	اللہ	بیشک میں	کھایا	اور پیا	بھول کر

اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے روزہ رکھا ہوا تھا اور بھول کر کھا پی بیٹھا ہوں۔

وَاَنَا	صَائِمٌ	فَقَالَ	اَطْعَمَکَ	اللّٰہُ	وَسَقَاکَ
اور میں	روزہ دار	تو کہا	تجھے کھلایا	اللہ	اور تجھے پلایا

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے تمہیں کھلایا اور پلایا ہے۔'' (ابوداؤد: 2398)

تشریح: اس حدیث میں اس شخص کا حکم بیان ہوا ہے جو بھول کر روزہ کی حالت میں کچھ کھا پی لے اس کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ اگر کوئی حالتِ روزہ میں بھول کر کچھ کھا لے گا تو اس پر کفارہ نہیں آئے گا' بلکہ اس کا روزہ مکمل ہے' اس میں کوئی کمی نہیں آئے گی' اس کو اس کا اجر بھی پورا ملے گا' کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر احسان کر کے اسے یاد بھلا کر اسے کچھ کھلایا پلایا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر:8

عَنْ	أَبِي	أَيُّوب	صَاحِبِ	النَّبِيِّ ﷺ	عَنِ	النَّبِيِّ ﷺ
سے	ابو	ایوب	ساتھی	نبی	سے	نبی

نبی ﷺ کے صحابی حضرت ابوایوبؓ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں،

قَالَ	مَنْ	صَامَ	رَمَضَانَ	ثُمَّ	أَتْبَعَهُ	بِسِتٍّ
کہا	جس نے	روزہ رکھا	رمضان	پھر	اس کے پیچھے لائے	چھے

آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے رمضان کے روزے رکھے، پھر اس کے بعد شوال میں چھے روزے رکھے

مِنْ	شَوَّالٍ	فَكَأَنَّمَا	صَامَ	الدَّهْرَ
سے	شوال	پس گویا	روزہ	زمانہ

تو اس نے گویا زمانہ بھر کے روزے رکھے۔'' (ابوداؤد:2433)

تشریح اس حدیث میں شوال کے روزوں کی اہمیت وفضیلت کو بیان کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ رمضان کے بعد شوال کے مہینہ میں چھے روزے رکھنا مستحب ہے' اور مسلمان کے لیے مشروع ہے کہ وہ شوال کے 6 روزے رکھے کیوں کہ جو شخص رمضان کے روزے رکھنے کے بعد شوال میں بھی چھے روزے رکھے' اس کے لیے تمام سال کے روزوں کا ثواب ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی شرح وتفسیر اس طرح فرمائی ہے ''جس نے عیدالفطر کے بعد چھ روزے رکھے اس کے پورے سال کے روزے ہیں''۔

امام شافعیؒ اور امام حنبلؒ کے نزدیک شوال کے چھ روزے رکھنا ایک سال کے فرضی روزوں کے برابر ہے۔ پھر ان روزوں کا فائدہ یہ ہے کہ یہ روزے رمضان کے روزوں کی کمی بیشی کو پورا کرتے ہیں' اور اس کے عوض میں ہیں' کیوں کہ روزے دار سے کمی بیشی ہو جاتی ہے اور گناہ سرزد ہو جاتا ہے جو کہ اس کے روزوں میں سلبی پہلو رکھتا ہے۔

حدیث نمبر:9

عَنْ	ابْنِ	مِلْحَانَ	الْقَيْسِيِّ	عَنْ	أَبِيهِ	قَالَ
سے	بیٹا	ملحان	قیسی	سے	اس کا باپ	کہا

ابنِ ملحان قیسی (عبدالملک بن قتادہ) اپنے والد (قتادہ بن ملحان) سے بیان کرتے ہیں

كَانَ	رَسُولُ	اللّٰهِ ﷺ	يَأْمُرُنَا	أَنْ	نَصُومَ	الْبِيضَ
تھا	رسول	اللہ	ہمیں حکم دیتا ہے	یہ کہ	ہم روزہ رکھیں	بیض

وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہم سے فرمایا کرتے تھے کہ ہم ایام بیض

ثَلَاثَ	عَشْرَةَ	وَأَرْبَعَ	عَشْرَةَ	وَخَمْسَ	عَشْرَةَ	قَالَ
تین	دس	اور چار	دس	اور پانچ	دس	کہا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یعنی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کے روزے رکھا کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

الدَّھْرِ	كَھَيْئَةِ	هُنَّ	وَقَالَ
زمانہ	جیسے	وہ سب	اور کہا

"یہ روزے ایسے ہیں گویا سارے زمانے کے روزے۔" (ابوداؤد:2449)

تشریح ایام بیض سے مراد چاندنی راتوں کے دن ہیں یعنی قمری مہینوں کی تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں تاریخ۔ ایام بیض میں سفیدی راتوں کی خاصیت ہے۔ ان راتوں میں چاندنی اول رات سے لے کر صبح تک رہتی ہے اس لیے اسے ایام بیض کہا جاتا ہے۔

ان ایام میں روزے رکھنے کی بہت فضیلت کئی احادیث میں بیان کی گئی ہے، جیسے فرمانِ رسول ﷺ ہے:

"حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں کو مہینہ میں تین روزے رکھنے کا حکم دیا یعنی ایام بیض کے روزوں کا حکم دیا"۔ (سنن نسائی، 2/333)

حدیث نمبر:10

يَصُومُ	اللّٰهِ ﷺ	رَسُولُ	كَانَ	قَالَتْ	حَفْصَةَ	عَنْ
وہ روزے رکھتے	اللہ	رسول	تھا	کہا	حفصہ	سے

ام المومنین حضرت حفصہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

وَالْاِثْنَيْنِ	وَالْخَمِيسَ	الْاِثْنَيْنِ	الشَّهْرِ	مِنَ	أَيَّامِ	ثَلَاثَةَ
سوموار	اور جمعرات	سوموار	مہینہ	سے	دن	تین

مہینے میں تین روزے رکھا کرتے تھے۔ (پہلے) سوموار اور جمعرات کو اور اگلے ہفتے میں (دوسرے) سوموار کو۔"

الْأُخْرَى	الْجُمُعَةِ	مِنَ
دوسرے	جمعہ	سے

(اس طرح کل تین روزے ہو جاتے ہیں۔) (ابوداؤد:2451)

تشریح اس حدیث میں مہینہ کے دوران رکھے جانے والے تین روزوں کی فضیلت بیان کی گئی ہے جو نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ تھی آپ ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ﷺ اکثر ماہ کی پہلی و آخری سوموار اور پہلی جمعرات کا روزہ رکھتے تھے آج بھی عرب ممالک میں سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھا جاتا ہے، ہمیں بھی اس سنت کا اہتمام کرنا چاہیے۔

حدیث نمبر:11

اللّٰهِ ﷺ	رَسُولَ	أَنَّ	النَّبِيِّ ﷺ	زَوْجِ	حَفْصَةَ	عَنْ
اللہ	رسول	بیشک	نبی	بیوی	حفصہ	سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اُمّ المومنین حضرت حفصہؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الْفَجْرِ	قَبْلَ	الصِّيَامَ	يُجْمِعِ	لَمْ	مَنْ	قَالَ
فجر	پہلے	روزہ	نیت کی	نہیں	جو	کہا

جس شخص نے فجر سے پہلے روزے کی نیت نہ کی

لَهُ	صِيَامَ	فَلَا
اس کا	روزہ	پس نہیں

تو اس کا روزہ درست نہ ہوگا۔ (ابوداؤد: 2454)

تشریح: اس حدیث میں روزے کی نیت کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ رمضان المبارک کے روزے کی نیت فجر سے پہلے رات کو کرنا ضروری ہے، بغیر نیت کے روزہ کفایت نہیں کرے گا۔ اب جس شخص کو چاشت کے وقت علم ہوا کہ آج رمضان کی پہلی تاریخ ہے اور اس نے روزہ رکھنے کی نیت کر لی تو غروب آفتاب تک اسے بغیر کھائے پیئے رہنا ہوگا اور اس پر اس دن کی قضا ہوگی اس کی دلیل یہ حدیث مبارکہ ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے فجر سے قبل روزے کی نیت نہیں کی اس کا روزہ نہیں ہوگا''۔

امام احمدؒ اور ابن خزیمہ و ابن حبان بیان کرتے ہیں کہ یہ فرضی روزوں کا حکم ہے۔ نفلی روزے میں تو دن کو نیت کرنا جائز ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ فجر کے بعد کچھ کھایا پیا نہ ہو جس کی دلیل یہ حدیث ہے، حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ حضور ﷺ چاشت کے وقت گھر میں آئے اور فرمایا، کیا تمہارے پاس کھانے کو کچھ ہے؟ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نہیں، تو پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تو میں روزے سے ہوں''۔

حدیث نمبر 12:

يَعْتَكِفُ	كَانَ	النَّبِيَّ ﷺ	أَنَّ	عُمَرَ	ابْنِ	عَنِ
وہ اعتکاف کرتے	تھے	نبی	بیشک	عمر	بیٹا	سے

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ

وَقَدْ	نَافِعٌ	قَالَ	رَمَضَانَ	مِنْ	الْأَوَاخِرَ	الْعَشْرَ
اور تحقیق	نافع	کہا	رمضان	سے	آخری	دس

رمضان کا آخری عشرہ اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ نافع کہتے ہیں:

فِيهِ	يَعْتَكِفُ	كَانَ	الَّذِي	الْمَكَانَ	عَبْدُاللهِ	أَرَانِي
اس میں	وہ بیٹھتے	تھا	جو	جگہ	عبداللہ	مجھے دکھایا

کہ حضرت عبداللہ نے مجھے مسجد نبوی ﷺ میں وہ جگہ دکھلائی

الْمَسْجِدِ	مِنَ	اللهِ ﷺ	رَسُولُ
مسجد	سے	اللہ	رسول

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

جہاں رسول اللہ ﷺ مسجد میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ (ابوداؤد۔2465)

تشریح اعتکاف عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی رکنے اور ٹھہر جانے کے ہیں' شرعی اصطلاح میں رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں مسجد میں عبادت کی غرض سے مسجد میں ٹھہر جانے کو اعتکاف کہتے ہیں۔

اعتکاف پچھلی اُمتوں میں بھی موجود تھا' جس کی ذکر قرآنِ مجید میں یوں آیا ہے:

''اور ہم نے تاکید فرمائی ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کو کہ وہ میرا گھر صاف ستھرا رکھیں طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع سجود کرنے والوں کے لیے''۔ (سورۃ البقرۃ:125)

مرد کا اعتکاف مسجد میں کرنا سنت ہے اور عورت گھر میں اعتکاف کرسکتی ہے' رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف سنت مؤکدہ ہے اس کا اہتمام کرنا مسلمانوں پر فرض ہے۔

سنن الترمذی کی کتاب الحج سے 10 منتخب احادیث کا ترجمہ وتشریح

کتاب الحج کا تعارف

لغوی معنی: حج کے لغوی معنی ''سفر کا ارادہ'' کرنا کے ہیں۔

اصطلاحی مفهوم: ضروری عبادات کرنے کے لیے بیت اللہ کا ارادہ کرنا حج کہلاتا ہے۔

حج کی فرضیت: حج 9 ہجری میں فرض ہوا۔ یہ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے' یہ عبادت ان دولت مند لوگوں پر عمر میں ایک دفعہ فرض ہے جو بیت اللہ شریف تک پہنچنے کی استطاعت اور وسائل رکھتے ہیں۔ جیسا کہ قرآنِ مجید میں ارشادِ الٰہی ہے:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ.

ترجمہ: اور لوگوں پر اللہ کا حق یعنی فرض ہے کہ جو اس گھر تک جانے کی طاقت رکھے وہ اس کا حج کرے اور جو اس حکم کی تعمیل نہیں کرے گا تو اللہ بھی اہلِ عالم سے بے نیاز ہے۔ (آل عمران:97)

زندگی میں ایک بار حج فرض ہے اس کے بعد جتنے بھی حج کیے جائیں وہ تمام نفلی ہوں گے اس کے بارے میں حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا ہے چنانچہ حج کرو' صحابہؓ نے عرض کی' یارسول اللہ ﷺ! کیا ہر سال حج فرض ہے؟ تو آپ ﷺ خاموش ہوگئے' دوسری بار اور تیسری بار یہی سوال کیا گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دیتا تو حج ہر سال فرض ہو جاتا اور تم لوگ ایسا نہ کر پاتے' پھر فرمایا: جتنا میں کہوں اتنا سنو آگے مت پوچھو''۔

حج کی فرضیت کی شرائط: حج کی فرضیت کی پانچ شرائط ہیں اور وہ یہ ہیں:

1) **مسلمان ہونا**: کسی غیر مسلم پر حج فرض نہیں' اور نہ ہی اُن کے لیے حج کے مناسک ادا کرنا جائز ہیں۔

2) **عقل**: کسی پاگل' مجنون اور دیوانہ شخص پر حج فرض نہیں ہوتا نہ وہ حج کرے۔

3) **بلوغت یا جوانی**: کسی بچے پر حج فرض نہیں ہوتا۔ ہاں اگر وہ اپنے والدین کے ساتھ حج کرے گا تو اس کا ثواب اس کے والدین کو ملے گا۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

4) **آزادی**: حج کی ایک اہم شرط آزادی ہے۔ کسی غلام یا لونڈی پر حج فرض نہیں۔

5) **استطاعت**: حج اُس شخص پر فرض ہوتا ہے جو تمام مالی اور جسمانی قوتیں رکھتا ہو علاوہ ازیں عورت کے لیے محرم ہونا بھی شرط ہے۔

اہمیت و فضیلت: حج سب سے بڑی عبادت ہے۔ اللہ کی محبت اگر انسان کے دل میں نہ ہو تو وہ اپنا کاروبار چھوڑ کر، اپنے عزیزوں اور دوستوں سے جدا ہو کر لمبے سفر کی زحمت ہی کیوں برداشت کرے گا۔ اس لئے حج کا ارادہ خود ہی محبت اور اخلاص کی دلیل ہے۔ اس سفر میں زیادہ تر توجہ خدا کی طرف رہتی ہے۔ انسان کے دل میں شوق اور ولولہ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ جوں جوں خانہ کعبہ قریب آتا ہے محبت کی آگ اور زیادہ بھڑکتی ہے۔ گناہوں اور نافرمانیوں سے دل خود بخود نفرت کرتا ہے۔ پچھلے گناہوں پر شرمندگی ہوتی ہے۔ آئندہ کے لیے اللہ سے دعا کرتا ہے کہ اے اللہ تو مجھے گناہوں سے محفوظ فرما' مختصر یہ کہ حج گناہوں کی بخشش کا موسم ہوتا ہے' حضور ﷺ نے فرمایا:

''حج ان تمام گناہوں کو ختم کر دیتا ہے جو اس سے پہلے ہو چکے ہوں''۔ ایک اور حدیث میں ہے' فرمایا:

''ایک عمرہ دوسرے عمرہ کے دوران ہونے والے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے اور مقبول حج کا بدلہ جنت کے سوا کچھ اور نہیں ہوتا''۔ ایک اور حدیث میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے ہاں یومِ عرفہ سے زیادہ کسی دن جہنم سے لوگ آزاد نہیں کیے جاتے''۔ (صحیح مسلم' کتاب الحج)

تمام عبادتوں کا جامع: حج میں تمام عبادتوں کی روح موجود ہے' اس لیے اسے جامع العبادات کہا گیا ہے' اس میں نماز کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل کی جاتی ہے' اور مال خرچ کرنے سے زکوٰۃ کی ادائیگی جیسا ثواب ملتا ہے' نفسانی خواہشات سے اجتناب کرنے کی بدولت اسے روزے کا اجر بھی ملتا ہے' گھر سے دور رہنے اور سفر کی تکالیف کو اُٹھانے کی بدولت حاجی جہاد کا ثواب بھی حاصل کر لیتا ہے' گویا کہ حج کے ذریعے انسان تمام عبادات کا ثواب حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے اس لیے اسے عظیم اور بے مثال عبادت کہا گیا ہے۔

حج کے آداب: شریعتِ اسلامیہ میں حج کے کئی آداب بیان کیے گئے ہیں ان میں سے اہم یہ ہیں:

1) **زادِ راہ**: اسلام سے قبل عربوں بالخصوص یمن والوں میں رواج تھا کہ وہ جب حج کے لیے نکلتے تو راستہ کے لیے کھانے پینے کا سامان نہ لیتے بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کر کے نکل پڑتے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا کہ جب وہ مکہ پہنچتے تو اُن کی نوبت بھیک مانگنے والے جیسی ہو جاتی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ز

ترجمہ: اور زادِ راہ یعنی راستے کا سفر ساتھ لے جاؤ کیوں کہ بہترین زادِ راہ پرہیز گاری ہے۔ (البقرہ:197)

2) **لڑائی جھگڑے سے اجتناب**: جاہلیت میں حج کی اصلی ہیئت و روح ختم ہو گئی تھی' بلکہ حج نے ایک میلے و تہوار کی شکل اختیار کر لی تھی جس میں ہر طرف سے لوگ جمع ہوتے تھے اور وہ سب کچھ کرتے جو میلوں میں ہوتا ہے یعنی دنگا فساد ہوتا' شور و غل برپا کیا جاتا اور عورتوں کو تنگ کیا جاتا' غرض یہ کہ فسق و فجور کا ہر کام یہاں کیا جاتا تھا' مگر اسلام نے آکر ان تمام باتوں کو ختم کر دیا اور حکم دیا:

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ط (البقرہ:197)

ترجمہ: تو حج کے دنوں میں نہ تو عورتوں سے اختلاط کرے، نہ کوئی برا کام کرے اور نہ کسی سے جھگڑے۔

3) **حلال کمائی**: حج کرنے کے لیے ضروری ہے کہ زادِراہ حلال اور جائز ہو اور اس کی کمائی کا مال حلال کا ہو ورنہ حج کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

4) **سادہ لباس میں ملبوس**: حاجی جب حج کے لیے جائے تو ضروری ہے کہ وہ سادہ لباس میں ملبوس ہو، مگر لباس صاف ستھرا ہونا لازمی ہے۔

5) **صحت**: حاجی کے لیے لازم ہے کہ اس کی صحت ٹھیک ہو یعنی وہ تندرست ہو تا کہ سفر کی مصیبتیں اور تکالیف برداشت کر سکے۔

6) **دعائیں**: حاجی دوران سفر حج اور جاتے آتے کثرت سے دعائیں کرے تا کہ اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے اور اس کا حج قبول کرے۔

7) **نیک صحبت**: حاجی کے لیے لازمی ہے کہ وہ حج کے سفر کے دوران کسی نیک آدمی کی صحبت اختیار کرے تا کہ اس کی روحانی قوتوں کو جلا مل سکے۔

8) **کثرت سے ذکر الٰہی**: اللہ کے ذکر سے دلوں کو تسلی ملتی ہے اس لیے کثرت سے حج کے سفر میں ذکرِ الٰہی کرنا چاہیے اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں:

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ط

ترجمہ: جس طرح اپنے باپ دادوں کو یاد کرتے ہو ایسے اللہ کو یاد کرو بلکہ اس سے بھی زیادہ یاد کرو۔ (البقرۃ:200)

حج کا ثواب: حج روپے پیسے سے نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہوتا ہے، اس کا مقصد بندوں کی بھلائی ہے اس لیے اس نے حج فرض کر کے اپنے بندوں کو بخشش کا عطیہ دے دیا اور فرمایا:

مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهُ

ترجمہ: ''جس نے اللہ کے لیے حج کیا اور اس نے کوئی برائی نہ کی اور نہ کسی فسق کا ارتکاب کیا تو وہ حج سے اس طرح واپس آیا جیسا کہ نومولود بچہ ہوتا ہے''۔ (صحیح البخاری:1521) ایک اور حدیث میں فرمایا:

''حج مقبول کا بدلہ جنت کے سوا کچھ اور نہیں۔ (مسلم)

بلاوجہ حج میں تاخیر کرنا: جسمانی و مالی طاقت کے باوجود حج میں تاخیر کرنا مناسب نہیں، کیوں کہ انسانی زندگی فانی ہے اور یہ حج اللہ تعالیٰ نے انسان کو گناہوں سے پاک کرنے کا ذریعہ بنایا ہے اس لیے اس چانس سے فوراً فائدہ اُٹھانا چاہیے نہ جانے بعد میں انسان کو اس کا موقعہ ملے یا نہ ملے، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے حج میں تاخیر کرنے والے اور ادا نہ کرنے والے کے بارے میں فرمایا:

مَنْ لَمْ يَمْنَعْهُ حَاجَةٌ ظَاهِرَةٌ اَوْ سُلْطَانٌ جَائِرٌ اَوْ مَرَضٌ حَابِسٌ فَلَمْ يَحُجَّ فَلْيَمُتْ اِنْ شَاءَ يَهُوْدِيًا وَ اِنْ شَاءَ نَصْرَانِيًا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''جس کسی کو کوئی بیماری لاحق نہیں یا کسی ضرورت یا کسی ظالم حکمران نے نہ روکا ہو اور پھر بھی وہ حج نہیں کرتا تو اللہ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ وہ یہودی مذہب پر مرے یا عیسائی کی حیثیت میں مرے''۔ (مسلم)

ایک اور حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

'' فریضہ حج ادا کرنے میں جلدی کرو کیوں کہ کسی کو نہیں معلوم کہ اسے کیا عذر پیش آ جائے''۔ (مسند احمد)

حج کی اقسام: حج کی تین اقسام ہیں:

1- حجِ قران 2- حجِ تمتع 3- حجِ افراد

1. **حج قران:** یہ وہ حج ہے جس میں عمرہ اور حج ایک ہی احرام میں کیا جاتا ہے۔

2. **حج تمتع:** جس میں عمرہ کی نیت سے احرام باندھا جائے اور عمرہ ادا کرنے کے بعد اسے کھول دیا جائے اس کے بعد دوبارہ حج کا احرام باندھا جائے۔

3. **حج افراد:** جس میں صرف حج کی نیت سے احرام باندھا جائے۔

حجاج کرام کی دلکش ادائیں: حج کی تیاری سے لے کر حج کی ادائیگی اور حاجی کی واپسی تک حاجی کئی ایک اداؤں کا اظہار کرتا ہے ان میں سے چند اہم ادائیں یہ ہیں:

1) **احرام:** حاجی دوران حج اَن سلے (بغیر سلائی) کپڑے اپنے لباس کے لیے استعمال کرتا ہے جسے احرام کہا جاتا ہے یہ دو چادروں پر مشتمل ہوتا ہے ایک چادر پاؤں سے ناف تک باندھنے کے لیے ہوگی اور دوسری اوپر والے حصے کو ڈھانپنے کے لیے ہوگی۔ یہ احرام کی چادریں حاجی اپنے میقات سے قبل باندھے گا اور پھر میقات سے تلبیہ بلند آواز میں کہنا شروع کر دے گا۔

2) **تلبیہ کہنا:** حج کرنے والے لوگ احرام باندھنے کے بعد بلند آواز میں تلبیہ کے الفاظ ادا کریں گے اور اللہ کی بڑائی بیان کریں گے جس کی الفاظ یہ ہیں:

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ

ترجمہ: حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں۔ حاجی انہی الفاظ کو کہتے ہوئے خانہ کعبہ میں داخل ہوگا۔

3) **طواف:** پھر حاجی خانہ کعبہ کے گرد چکر لگائے گا جسے طواف کہا جاتا ہے ایک طواف میں سات چکر ہوتے ہیں۔

4) **استلام (حجر اسود کو بوسہ دینا):** حجرِ اسود کے معنی ہیں سیاہ پتھر یہ پتھر جنت سے لایا گیا تھا اور سفید تھا مگر انسانوں کے گناہ جذب کرنے کی وجہ سے اس کا رنگ سیاہ ہوگیا ہے۔ یہ انتہائی نرم اور ملائم پتھر ہے حاجی طواف کے دوران اس پتھر کو چومے گا اور یہ سنت ہے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''حجر اسود جنت سے اُترا ہوا پتھر ہے جو کہ دودھ سے زیادہ سفید تھا لیکن لوگوں کے گناہوں نے اسے سیاہ کردیا''۔ (جامع ترمذی)

5) **سعی (دوڑنا):** اس کے بعد حاجی صفا اور مروہ پہاڑیوں کے درمیان چکر لگائے گا مرد کچھ فاصلہ دوڑیں گے اور

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

عورتیں عام رفتار میں چلیں گیں اس کا نام سعی ہے۔ سعی کے معنی ہیں کوشش، حضرت ہاجرہ کی سنت میں صفا اور مروہ کے درمیان تیز تیز چلنا اور سات چکر لگانا سعی کہلاتا ہے۔

6) **میدان عرفات میں قیام:** عرفات مکہ مکرمہ میں ایک وسیع وعریض میدان ہے تمام حاجی اس میدان میں 9 ذی الحجہ کو اکٹھے ہوتے ہیں، امام کعبہ مسجد نمرہ سے لاکھوں عازمینِ حج کو خطبہ دیتے ہیں، یہ اہم رکن ہے۔ اس میدان میں ظہر اور عصر کی نمازیں اکٹھی پڑھی جاتی ہیں۔ یہ وہی میدان ہے جہاں حشر والے دن تمام انسانوں کو اللہ تعالیٰ اکٹھا کریں گے۔

7) **مزدلفہ میں قیام:** عرفات کے میدان میں قیام کے بعد حاجی شام کو مغرب سے پہلے مزدلفہ کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں، وہاں مغرب اور عشا کی نمازیں اکٹھی پڑھی جاتی ہیں اور رات کھلے آسمان تلے گزاری جاتی ہے۔

8) **شیطان کو کنکریاں مارنا:** عرفات سے واپسی پر منیٰ کے مقام پر شیطان کو کنکریاں ماری جاتی ہیں' اسے رمی جمار کا نام دیا جاتا ہے۔

9) **قربانی:** پھر حاجی قربانی کرتے ہیں اور یہ قربانی حضرت ابراہیمؑ کی قربانی کی یاد میں کی جاتی ہے اور ان کے لبوں پر یہ کلمات جاری ہوتے ہیں:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o لَا شَرِیْکَ لَہٗ ج وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ o

ترجمہ: بے شک میری نماز میری قربانی' اور میرا مرنا جینا اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہی مجھ کو حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلا فرماں بردار ہوں۔ (سورۃ الانعام:162-163)

پھر حاجی اپنے بال کٹواتا یا منڈواتا ہے اور احرام کھول دیتا ہے۔

حج کے فوائد: حج کے کئی ایک فوائد ہیں۔ ان میں سے اہم یہ ہیں:

1) **روحانیت کا درس:** حج روحانیت کا درس دیتا ہے اس کی بدولت انسان دنیوی زندگی کو ایک طرف رکھ کر اللہ کی جانب متوجہ ہوتا ہے اور اللہ کے احکام کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے' دنیاوی خواہشات اس کے سامنے کوئی اہمیت نہیں رکھتیں۔

2) **مساوات کا درس:** حج انسان کو سادگی سے زندگی بسر کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اس کی مثال احرام کا سادہ ہونا ہے' احرام سے مساوات کا مکمل اظہار ہوتا ہے جو اسلام کا طرۂ امتیاز ہے۔

3) **عالمی اتحاد کا ذریعہ:** حج عالمی اسلامی اتحاد کا معتبر اور اہم ترین ذریعہ ہے۔ اس سے مسلمانوں کو ایک دوسرے کے مسائل سمجھنے اور انہیں حل کرنے میں مدد ملتی ہے' جس کی بدولت مسلمانوں کی سیاسی قوت بڑھ سکتی ہے۔

4) **اخوت و بھائی چارے کا درس:** حج ایک ایسی عبادت ہے جس سے مسلمانوں کو اخوت و بھائی چارے کا سبق ملتا ہے۔

5) **اقتصادی ترقی کا ذریعہ:** حج مسلمانوں کی اقتصادی ترقی کا بہترین ذریعہ ہے' کیوں کہ ان دنوں تمام دنیا کے لوگ جمع ہوتے ہیں اور اسلام نے حج کے دنوں میں تجارت کو منع نہیں کیا' البتہ دلی طور پر تقویٰ کا حصول حج کا اولین مقصد ہونا لازمی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

6) **رزق حلال کی ترغیب**: حج ہمیں حلال رزق کمانے اور کھانے کی تعلیم دیتا ہے' کیوں کہ اس کی قبولیت کے لیے شرط ہے کہ انسان کی کمائی اور راستے کا سفر خرچ حلال کا ہو۔

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور صرف پاکیزہ چیزوں کو قبول کرتا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اس چیز کا حکم دیا ہے جس کا اس نے رسولوں کو حکم دیا ہے' پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے رسولو! پاک چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو اور اللہ تعالیٰ نے کہا اے لوگو! جو ایمان لائے ہو کھاؤ پاک چیزیں جو میں نے تمہیں دی ہیں پھر آپ ﷺ نے ایک ایسے آدمی کا ذکر کیا جو لمبا سفر کرتا ہے اس کے بال پراگندہ اور غبار آلود ہیں' وہ اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر کہتا ہے اے رب اے رب (حالانکہ) اس کا کھانا حرام' اس کا پینا حرام' اور اس کا لباس حرام کا ہے اور حرام ہی کی اسے غذا دی گئی' پھر اس کی دعا کہاں سے قبول ہو گی''۔ (الحدیث)

7) **شاہ وگدا کی تمیز کا خاتمہ**: حج امیر وغریب اور شاہ وگدا کے درمیان فرق کو مٹاتا ہے اور تمام تفریقوں کو ختم کر کے انسانوں کو مساوات میں لاتا ہے۔

8) **تقویٰ کے حصول کا ذریعہ**: حج کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے اسی لیے انسان اپنے عزیز و اقارب' بہن بھائیوں' اور ماں باپ وغیرہ کو چھوڑ کر اللہ کی عبادت کے لیے سفر کا ارادہ کرتا ہے' جتنا تقویٰ انسان میں زیادہ ہو گا اتنا ہی عبادت میں زیادہ مزہ آئے گا۔

9) **گناہوں کی بخشش**: حج گناہوں کی بخشش کا موسم ہوتا ہے' اللہ تعالیٰ اس موسم میں بے حساب انسانوں کے لاتعداد گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں اور انسان بے داغ اور بے عیب ہو کر واپس آتا ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے اللہ کے لیے حج کیا اور اس نے کوئی برائی نہ کی اور نہ کسی فسق کا ارتکاب کیا تو وہ حج سے اس طرح واپس آیا جیسا کہ نومولود بچہ ہوتا ہے''۔ (صحیح البخاری:1521)

حج کا فلسفہ: حج ایک ایسی عظیم عبادت ہے کہ جس میں باقی تمام عبادات کی روح شامل ہے' نماز قرب خداوندی کا ذریعہ ہے جب بندہ مومن حج کے لیے روانہ ہوتا ہے تو روانگی سے لے کر واپسی تک اُسے خدا کے قرب کی نعمت حاصل ہوتی ہے حج کیلئے مال و دولت کا خرچ کرنا' زکوٰۃ کی ادائیگی کا احساس دلاتا ہے' روزے میں ایسی تربیت ہوتی ہے کہ نفسانی خواہشات پر قابو پانے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ برائیوں سے روزہ دار اپنے دامن کو بچاتا ہے' دوران حج بھی ایسی ہی کیفیت ہوتی ہے اسی طرح جب بندہ مومن جہاد کیلئے گھر سے نکلتا ہے' سفر کی صعوبتیں برداشت کرتا ہے' یہی کیفیت حج کے دوران بھی پیش آتی ہے' اس طرح حج میں نماز' زکوٰۃ' روزہ' جہاد کے فوائد جمع ہو گئے ہیں کہ اس ذات نے اس ایک عبادت میں ان تمام کا رنگ بھر دیا ہے۔

مقبول حج: مقبول حج سے مراد وہ حج ہے جو اللہ کے پاس محبوب اور مقبول ہو' اس کے ذریعے اللہ کی رضا حاصل ہو اور انسان کے گناہ معاف ہو جائیں' ایسے حج کے لیے لازمی ہے کہ حج صرف اللہ کی رضا کے لیے کیا جائے اور حاجی تمام تر توجہ روحانی مقاصد پر رکھے اور اس کی زندگی کا مقصد اللہ کے دین کی سربلندی ہو' ایسے حج کا ثواب جنت ہے' جیسا کہ حدیث میں آیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

"سب سے افضل جہاد حج مبرور (مقبول حج) ہے"۔

خلاصہ کلام یہ کہ حج ایک اہم ترین عالمی عبادت ہے اس کی بدولت اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے اور انسان کے گناہوں کی بخشش ہوتی ... کی بدولت مسلمانوں میں عالمی اتحاد کی فضا پروان چڑھتی ہے۔ حج تمام انسانوں کو دوسری اشیا سے تعلق ... اللہ سے تعلق بنانے کا موقع فراہم کرتا ہے اور حج کی بدولت ہی انسان کا اللہ سے رشتہ مضبوط ہوتا ہے اور اس کا ثواب ... سے زیادہ ہے۔ اس کی فضیلت کا اندازہ اس حدیث سے ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حج کا سامان تیار رکھو یہ بھی جہاد ہے"۔

احادیث کا ترجمہ وتشریح

حدیث نمبر: 1

عَنْ	عَبْدِاللّٰهِ	قَالَ	قَالَ	رَسُوْلُ	اللّٰهِ ﷺ	تَابِعُوْا
سے	عبداللہ	کہا	فرمایا	رسول	اللہ	لگاتار

حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بَيْنَ	الْحَجِّ	وَالْعُمْرَةِ	فَاِنَّهُمَا	يَنْفِيَانِ	الْفَقْرَ	وَالذُّنُوْبَ
درمیان	حج	اور عمرہ	وہ دونوں	وہ مٹاتے ہیں	فقر	اور گناہ

پے در پے حج اور عمرہ بجالاؤ' اس لئے کہ وہ دونوں فقر اور گناہوں کو مٹاتے ہیں

كَمَا	يَنْفِي	الْكِيْرُ	خَبَثَ	الْحَدِيْدِ	وَالذَّهَبِ	وَالْفِضَّةِ
جیسے	وہ مٹاتی ہے	بھٹی	میل	لوہا	اور سونا	اور چاندی

جیسے بھٹی لوہے' سونے اور چاندی کے میل کو مٹاتی ہے'

وَلَيْسَ	لِلْحَجَّةِ	الْمَبْرُوْرَةِ	ثَوَابٌ	اِلَّا	الْجَنَّةُ
اور نہیں	حج	مقبول	ثواب	مگر	جنت

اور حج مقبول کا بدلہ کچھ نہیں' سوائے جنت کے۔ (جامع ترمذی: 810)

تشریح بیت اللہ کی جانب خالص اللہ کی عبادت کے لیے خاص احرام کا لباس پہن کر جانا اور مناسک حج ادا کرنے کا نام حج بیت اللہ ہے' یہ صاحب استطاعت پر زندگی میں ایک بار فرض ہے' اس کی فضیلت واہمیت اور ثواب قرآن وسنت سے ثابت ہے' اللہ کی جانب سے مقرر کردہ اس عبادت کو ادا کرنے کا ثواب یوں حدیث میں بیان کیا گیا ہے جو بیت اللہ کا حج کرے اور اس کا حج مقبول ہو تو وہ ایسے گناہوں سے پاک ہوگا گویا کہ اس کی ماں نے اسے ابھی جنا ہے۔

اس حدیث میں بھی بیان ہوا ہے کہ حج کرنے کے بعد انسان گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے سونا اور چاندی بھٹی میں تپ کر کندن بن جاتے ہیں' مگر شرط یہ ہے کہ حج پر لگایا گیا مال حلال کا ہو اور خالص اللہ کی رضا کے لیے بیت اللہ کا قصد کیا گیا ہو۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر:2

عَنْ	اَبِی هُرَیْرَةَ	قَالَ	قَالَ	رَسُوْلُ	اللّٰهِ ﷺ	مَنْ
سے	ابوھریرہ	کہا	فرمایا	رسول	اللہ	جو

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، انہوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

حَجَّ	فَلَمْ	یَرْفُثْ	وَلَمْ	یَفْسُقْ	غُفِرَلَهٗ	مَا
حج	پس نہیں	شہوت	اور نہ	فسق کیا	اسے بخشا جائے گا	جو

جس نے حج کیا اور شہوت کی باتیں نہ کیں، اور نہ عورتوں سے اور نہ فسق کیا

تَقَدَّمَ	مِنْ	ذَنْبِهٖ
آگے بھیجے	سے	اس کے گناہ

تو اس کے اگلے گناہ بخشے جائیں گے۔ (جامع ترمذی: 811)

تشریح اس حدیث مبارکہ میں حج کی فضیلت واہمیت اور اس کے ثواب کا ذکر ہے کیوں کہ حج سب سے بڑی عبادت ہے۔ اللہ کی محبت اگر انسان کے دل میں نہ ہو تو وہ اپنے کاروبار کو چھوڑ کر اپنے عزیزوں اور دوستوں سے جدا ہو کر اتنے لمبے سفر کی زحمت ہی کیوں برداشت کرے گا۔ اس لئے حج کا ارادہ ہی محبت اور اخلاص کی دلیل ہے۔ اس سفر میں زیادہ تر توجہ اللہ ا کی طرف رہتی ہے۔ انسان کے دل میں شوق اور ولولہ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ جوں جوں خانہ کعبہ قریب آتا ہے، محبت کی آگ اور زیادہ بھڑکتی ہے۔ گناہوں اور نافرمانیوں سے دل خود بخود نفرت کرتا ہے۔ پچھلے گناہوں پر شرمندگی ہوتی ہے۔ آئندہ کے لئے اللہ سے دعا کرتا ہے کہ فرمانبرداری کی توفیق بخشے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جس کسی کو کوئی بیماری لاحق نہیں یا کسی ضرورت یا کسی ظالم حکمران نے نہ روکا ہو پھر بھی وہ حج نہیں کرتا تو اللہ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ وہ یہودی مذہب پر مرے یا نصرانی کی حیثیت میں۔ (بخاری ومسلم)

حدیث نمبر:3

عَنْ	قَتَادَةَ	قَالَ	قُلْتُ	لِاَنَسٍ	بْنِ	مَالِکٍ
سے	قتادہ	کہا	میں نے کہا	انس	بیٹا	مالک

حضرت قتادہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے انس بن مالکؓ سے پوچھا

کَمْ	حَجَّ	النَّبِیُّ ﷺ	قَالَ	حَجَّةً	وَاحِدَةً	وَاعْتَمَرَ
کتنے	حج	ﷺ	کہا	حج	ایک	اور عمرہ

کتنے نبی ﷺ نے حج کیے تو انہوں نے کہا ایک حج

اَرْبَعَ	عُمَرٍ	عُمْرَةً	فِی	ذِی	الْقَعْدَةِ	وَعُمْرَةً
چار	عمرے	عمرہ	میں	ذی	ذی قعدہ	اور عمرہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور چار عمرے۔ایک عمرہ ذیقعد میں

الْحُدَيْبِيَّةِ	وَعُمْرَةً	مَعَ	حَجَّتِهِ	وَعُمْرَةً	الْجِعِرَّانَةِ	اِذَا
حدیبیہ	اور عمرہ	ساتھ	اپنے حج کے	اور عمرہ	جعرانہ	جب

اور ایک صلح حدیبیہ کے سال میں اور ایک عمرہ حج کے ساتھ اور ایک عمرہ جعرانہ

قَسَمَ	غَنِيْمَةَ	حُنَيْنٍ
تقسیم کیا	غنیمت	حنین

جب غنیمت حنین کی تقسیم کی۔(جامع ترمذی:815)

تشریح اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کا حجۃ الوداع کا ذکر کیا گیا ہے'9ھ میں حج فرض ہوا تو حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امیرِ حج بنا کر حج کے لیے روانہ کیا اور اعلان کیا کہ اگلے سال میں خود حج کروں گا' یہی آپ ﷺ کا آخری حج تھا جو حجۃ الوداع کے نام سے مشہور ہوا' اس موقعہ پر آپ ﷺ نے بین الاقوامی شہرت و تعلیمات کا حامل خطبہ دیا جو کہ اسلامی تعلیمات کا نچوڑ اور حقوقِ منشورِ انسانی کا علمبردار تھا۔اس کے علاوہ حضور ﷺ نے چار عمرے کیے جو مختلف مواقع پر ادا کیے گئے' اس حدیث کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ حج ایک بار فرض ہے اور عمرے انسان اپنی حیثیت کے مطابق جتنے چاہے وہ کر سکتا ہے' مگر کسی کا حق مار کر یا حرام مال سے کیا گیا حج و عمرہ قبول نہیں ہوگا۔

حدیث نمبر:4

عَنِ	ابْنِ	عُمَرَ	قَالَ	كَانَ	تَلْبِيَةُ	النَّبِيِّ ﷺ
سے	بیٹا	عمر	کہا	تھا	لبیک کہنا	نبی

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے' انہوں نے کہا' لبیک پکارنا نبی ﷺ کا اس طرح یعنی

لَبَّيْكَ	اَللّٰهُمَّ	لَبَّيْكَ	لَبَّيْكَ	لَا	شَرِيْكَ	لَكَ
میں حاضر ہوں	اے اللہ	میں حاضر ہوں	میں حاضر ہوں	نہیں	شریک	تیرا

لبیک سے اخیر تک اور معنی اس کے یہ ہیں: میں حاضر ہوں' تیری خدمت میں

لَبَّيْكَ	اِنَّ	الْحَمْدَ	وَالنِّعْمَةَ	لَكَ	وَالْمُلْكَ	لَا
میں حاضر ہوں	بیشک	تعریف	اور نعمت	تیرے لیے	اور بادشاہی	نہیں

اے اللہ تیرا کوئی شریک نہیں' حاضر ہوں میں تیری خدمت میں البتہ سب تعریف اور نعمت تیری ہی ہے اور

شَرِيْكَ	لَكَ
شریک	تیرا

سلطنت میں بھی کوئی شریک نہیں تیرا۔(جامع ترمذی:825)

تشریح اس حدیث میں تلبیہ کے الفاظ سکھائے گئے ہیں اور بتایا جا رہا ہے کہ حج کے دوران جب

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انسان عرفات کے میدان میں پہنچتا ہے تو وہ بلند آواز سے تلبیہ کہتا ہے جس کے الفاظ اس حدیث میں بتائے گئے ہیں' امام حرمین شریفین مسجد نمرہ میں حج کا خطبہ دیتا ہے اور اس تلبیہ کو پڑھتا ہے' اس کے علاوہ انسان احرام باندھ کر جب میقات سے گزرتا ہے تو احرام خواہ عمرہ کا ہو یا حج کا اسے تلبیہ کہنا ہوتا ہے۔ اس لیے حضور ﷺ نے اس کے الفاظ خود بیان کیے ہیں' ان الفاظ میں اللہ کی کبریائی کا اظہار ہے اور اس کی نعمت کا شکر ادا کیا جاتا ہے جو اس نے انسان پر کی ہے' اور اس کے ملک الملوک ہونے کا اعتراف کیا جاتا ہے جو انسان کی کمال بندگی پر دلالت کرتا ہے۔

حدیث نمبر 5:

عَنْ	ابْنِ	عُمَرَ	اَنَّهُ	قَالَ	قَامَ	رَجُلٌ
سے	بیٹا	عمر	بیشک وہ	کہا	کھڑی ہوئے	آدمی

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک مرد کھڑا ہوا

فَقَالَ	یَارَسُولَ	اللّٰهِ ﷺ	مَاذَا	تَاْمُرُنَا	اَنْ	نَلْبَسَ
پس کہا	اے رسول	اللہ	جو	تو ہمیں حکم دے	یہ کہ	ہم پہنیں

اور اس نے کہا' اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ ہم کو کون سے کپڑوں کے پہننے کا حکم کرتے ہیں

مِنَ	الثِّيَابِ	فِي	الْحَرَمِ	فَقَالَ	رَسُولُ	اللّٰهِ ﷺ
سے	کپڑے	میں	حرم	پس کہا	رسول	اللہ

حالت احرام میں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا	تَلْبَسِ	الْقَمِيصَ	وَلَا	السَّرَاوِيْلَاتِ	وَلَا	الْبَرَانِسَ
نہیں	پہنی	قمیص	اور نہ	پاجامہ	اور نہ	کوٹ

جب تو احرام باندھے تو کرتا اور پاجامہ اور باران کوٹ نہ پہن

وَلَا	الْعَمَائِمَ	وَلَا	الْخِفَافَ	اِلَّا	اَنْ	يَكُوْنَ
اور نہ	پگڑی	اور نہ	موزے	مگر	یہ کہ	وہ ہو

اور عمامہ (پگڑی) نہ باندھ اور موزے نہ پہن مگر

اَحَدٌ	لَيْسَتْ	لَهُ	نَعْلَانِ	فَلْيَلْبَسِ	الْخُفَّيْنِ	مَا اَسْفَلَ
کوئی ایک	نہیں	اس کے لیے	جوتے	پس پہنی	موزے	جو نیچے

جس کے پاس جوتے نہ ہوں تو اپنے موزے پہن لے

مِنَ	الْكَعْبَيْنِ	وَلَا	تَلْبَسُوْا	شَيْئًا	مِنَ	الثِّيَابِ
سے	ٹخنے	اور نہ	تم پہنو	کچھ	سے	کپڑے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور اسے ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ دے

مَسَّهُ	الزَّعْفَرَانُ	وَلَا	الْوَرْسُ	وَلَاتَنْتَقِبْ	الْمَرْأَةُ	الْحَرَامُ
	زعفران	اور نہ	ورس	اور منہ نہ ڈھانپے	عورت	محرم

اور جس کپڑے میں زعفران یا ورس ہو یعنی ان میں رنگا ہو وہ بھی نہ پہنے۔ اور منہ نہ ڈھانپے (یعنی گھونگٹ نہ لٹکائے)

وَلَا	تَلْبَسِ	الْقُفَّازَيْنِ
اور نہ	پہنے	دستانے

عورت جو احرام باندھے اور دستانے ہاتھوں میں نہ پہنے۔ (جامع ترمذی:833)

تشریح اس حدیث میں اس لباس کا ذکر کیا گیا ہے جو عمرہ یا حج کے دوران استعمال کیا جاتا ہے' حضور ﷺ کے اصحاب نے علم و معرفت کی غرض سے حج و عمرہ کے لباس کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: احرام دو اَن سلی چادروں میں ہونا چاہیے' احرام کے لباس کے ساتھ نہ ٹوپی یا پگڑی پہنی جائے اور نہ حج و عمرہ کے دوران شلوار قمیض زیبِ تن کی جائے' نہ ہی اوورکوٹ لیا جائے اور نہ پینٹ کوٹ پہنا جائے اور نہ سفید رنگ کے علاوہ کسی اور رنگ کا لباس پہنا جائے' عورتوں کے لیے بھی حکم ہے کہ وہ گھونگٹ نہ نکالیں' نہ دستانے پہنیں' نہ ہی نیم برہنہ لباس پہنیں' ان اشیا میں سے اگر کوئی احرام کے دوران کوئی چیز استعمال کرے گا تو اللہ کے رسول ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کرے گا جس کا نقصان اسے خود اٹھانا پڑے گا۔

حدیث نمبر:6

عَنْ	ابْنِ	عَبَّاسٍ	قَالَ	اِنَّمَا	سَعٰى	رَسُوْلُ
سے	بیٹا	عباس	کہا	بیشک	سعی	رسول

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کا طواف کیا

اللّٰهِ ﷺ	بِالْبَيْتِ	وَبَيْنَ	الصَّفَا	وَالْمَرْوَةِ	لِيُرِىَ	الْمُشْرِكِيْنَ/ قُوَّتَهُ
اللہ	بیت اللہ	اور درمیان	صفا	اور مروہ	تاکہ دکھلیں	مشرکین/ ان کی قوت

اور صفا اور مروہ کی سعی کی اس لئے کہ مشرکوں کو اپنی قوت دکھائیں۔ (جامع ترمذی:863)

تشریح اس حدیث میں ایک اہم چیز بیان کی گئی ہے جو کہ سعی ہے' عمرہ کے دوران انسان صفا و مروہ پہاڑیوں کے درمیان سعی کرتا ہے۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں حضرت حاجرہؑ نے پانی کی تلاش میں دوڑ لگائی تھی اور حضرت اسماعیلؑ کے لیے پانی تلاش کیا تھا پھر اللہ نے آبِ زمزم کی نعمت سے نواز دیا۔ اس جگہ پر سات چکر لگانا سنت ہے۔ مرد حضرات کے لیے حکم ہے کہ وہ سبز لائنوں یا لائٹوں (جو سعودی حکومت) نے لگوائی ہیں' یہاں پر تیز اکڑ کر چلیں' باقی عام عادت کی چال چلیں' مگر یہ چال مردانہ اور شجاعانہ ہونی چاہیے' مریل چال اور کمزور چال کو اللہ کے نبی ﷺ نے ناپسند کیا ہے' اسی طرح طواف کے دوران نبی کریم ﷺ اکڑ کر اور چھاتی تان کر چکر لگاتے تا کہ کفار و مشرکین پر مسلمانوں کا رعب

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

طاری ہو جائے۔ اس لیے ہمیں بھی اس سنت کے مطابق طواف کے دوران اور سعی کرتے ہوئے بارعب ہو کر چکر لگانے چاہئے تاکہ اسلام کی شان و شوکت کا دشمنوں کو اندازہ ہو سکے۔

حدیث نمبر:7

عَنْ	حَارِثَةَ	بْنِ	وَهْبٍ	قَالَ	صَلَّيْتُ	مَعَ
سے	حارثہ	بیٹا	وھب	کہا	میں نے پڑھی	ساتھ

حارثہؓ بن وہب سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے نبی ﷺ اور

النَّبِيِّ ﷺ	بِمِنًى	آمَنَ	مَا	كَانَ	النَّاسُ	وَأَكْثَرَهُ رَكْعَتَيْنِ
نبی	منیٰ	امن	جو	تھا	لوگ	اور بہت سے / دو رکعت

بہت لوگوں کے ساتھ منیٰ میں بے خوف و خطر دو رکعتیں پڑھیں۔ (یعنی چار رکعت کی دو رکعتیں جیسے سفر میں پڑھتے ہیں)

(جامع ترمذی۔882)

تشریح: اس حدیث میں حج کے دوران منیٰ کے میدان میں قصر نماز ادا کرنے کا حکم بیان کیا جا رہا ہے، حضور ﷺ نے منیٰ کے میدان میں جہاں حاجی ٹھہرتے ہیں اور قیام کرتے ہیں، وہاں قصر نماز ادا کی اور ہمیں بھی اس بات کی تاکید کی کہ ہم قصر نماز جو سفر میں ادا کی جاتی ہے اسے ادا کریں، اس لیے ہمیں سنت کے مطابق منیٰ میں دو رکعت نماز (قصر) ادا کرنا چاہیے۔

حدیث نمبر:8

عَنْ	عَبْدِ اللّٰهِ	بْنِ	مَالِكٍ	أَنَّ	ابْنَ	عُمَرَ
سے	عبداللہ	بن	مالک	بیشک	بیٹا	عمر

حضرت عبداللہ بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ابن عمرؓ نے

صَلّٰى	بِجَمْعٍ	فَجَمَعَ	بَيْنَ	الصَّلٰوتَيْنِ	بِإِقَامَةٍ	وَقَالَ
نماز پڑھی	جمع کرنا	پس جمع کیا	درمیان	دو نمازیں	اقامت کے ساتھ	اور کہا

مزدلفہ میں نماز پڑھی اور ملا کر پڑھیں دو نمازیں ایک ہی تکبیر سے

رَأَيْتُ	رَسُولَ	اللّٰهِ ﷺ	فَعَلَ	مِثْلَ	هٰذَا	فِي
میں نے دیکھا	رسول	اللہ	کیا	جیسے	یہ	میں

اور فرمایا دیکھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا ہی کرتے ہوئے

هٰذَا	الْمَكَانِ
یہ	جگہ

اس مکان (جگہ) میں۔ (جامع ترمذی:887)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تشریح ایک اذان کے ساتھ ایک اقامت کہہ کر دو نمازیں ادا کرنا جائز ہے، جس کا استشہاد اس حدیث سے لیے جا سکتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے مزدلفہ میں ایک اقامت کے ساتھ دو نمازیں کروائیں، تو صحابہ کرامؓ کے پوچھنے پر انہوں نے کہا کہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے، اس سے ثابت ہوا کہ یہ سنتِ نبوی ﷺ ہے اور اسے کرنا ثواب کا کام ہے کیوں کہ جس نے ایک سنت کو زندہ کیا اس نے سو شہید کا ثواب حاصل کیا۔

حدیث نمبر:9

عَنْ	جَابِرٍ	قَالَ	كَانَ	النَّبِيُّ ﷺ	يَرْمِي	يَوْمَ
	جابر	کہا	تھا	نبی	کنکریاں پھینکتے	

حضرت جابرؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا نبی ﷺ قربانی کے روز یعنی دسویں تاریخ (ذی الحجہ) کو کنکریاں پھینکتے تھے

النَّحْرِ	ضُحًى	وَأَمَّا	بَعْدَ	ذٰلِكَ	فَبَعْدَ	زَوَالِ الشَّمْسِ
قربانی	چاشت	اور جو	بعد	یہ	بعد	سورج کا زوال

چاشت کے وقت یعنی دن چڑھے اور اس کے بعد اور دنوں میں زوالِ آفتاب کے بعد۔ (جامع ترمذی:894)

تشریح حج کا ایک اہم رکن رمی کرنا ہے یہ ایک مشکل رکن ہے جس کی ادائیگی کرنا لازم ہے۔ کثرتِ اژدھام (رش) کی وجہ سے یہاں کئی اموات واقع ہو جاتی ہیں اگر چہ سعودی حکومت نے اس کی ادائیگی کے لیے کئی راستے اور منزلیں بنادی ہیں، مگر کم علمی اور لوگوں کا ایک وقت میں جمع ہو جانے سے حادثات رونما ہو جاتے ہیں اس سے بچنے کے لیے ہمیں اس وقت کا انتخاب کرنا چاہیے جو اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے، یعنی دس ذوالحج کو اگر آپ سیدھے مزدلفہ سے آ کر چاشت کے وقت کنکریاں ماریں جو کہ صرف جمرئ عقبہ (بڑا شیطان) کو لگائی جاتی ہیں، تو آپ ایسے وقت میں رش اور حادثات سے بچ سکتے ہیں، ساتھ ہی ساتھ آپ کے پاس پانی اور کھجور کا ہونا ضروری ہے تا کہ اگر رش ہو جائے تو کم از کم آپ پانی پی سکیں اور اپنے اوپر چھینٹے مار کر تازہ دم ہو سکیں، پھر دوسرے اور تیسرے دن تمام جمرات (عقبہ، وسطیٰ، صغریٰ) چھوٹے، درمیانے اور وسطی شیطان کو کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ مگر اس کا سنت طریقہ یہ ہے کہ زوال کے وقت کے بعد لگائی جائیں۔

حدیث نمبر:10

عَنْ	ابْنِ	عَبَّاسٍ	قَالَ	قَالَ	رَسُولُ	اللّٰهِ ﷺ
سے	بیٹا	عباس	کہا	فرمایا	رسول	اللہ

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے حجرِ اسود کی فضیلت میں فرمایا:

فِي	الْحَجَرِ	وَاللّٰهِ	لَيَبْعَثَنَّهُ	اللّٰهُ	يَوْمَ	الْقِيٰمَةِ
میں	حجر اسود	اللہ کی قسم	البتہ بھیجے گا	اللہ	دن	قیامت

اللہ تعالیٰ کی قسم ہے اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن اٹھائے گا

لَهُ	عَيْنَانِ	يُبْصِرُ	بِهِمَا	وَلِسَانٌ	يَنْطِقُ	بِهِ
اس کے لیے	دو آنکھیں	وہ دیکھتا ہے	ان دونوں کے ساتھ	اور زبان	وہ بولتا ہے	اس کے ساتھ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور اس کی دو آنکھیں ہوں گی وہ ان سے دیکھے گا' اور ایک زبان ہوگی وہ اس سے بولے گا

يَشْهَدُ	عَلٰى	مَنْ	اسْتَلَمَهُ	بِحَقٍّ
وہ گواہی دیتا ہے	اوپر	سے	اسے بوسہ دے	حق کے ساتھ

اس کے ایمان کی گواہی دے گا جس نے اس کو اللہ کے واسطے بوسہ دیا ہے۔ (جامع ترمذی: 961)

تشریح اس حدیث میں اس حجر اسود کی فضیلت بیان کی گئی ہے جو خانہ کعبہ کی دیوار میں بیت اللہ کے دروازے کے پاس کونے پر نصب ہے' جس کا بوسہ لینے کے لیے لوگ ترستے ہیں' اس حجر اسود کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب یہ جنت سے لایا گیا تو اس کا رنگ سفید تھا' لوگوں کے گناہ چوس چوس کر یہ سیاہ ہوگیا ہے' قیامت کے دن اللہ کی رضا کے لیے اس کو بوسہ دینے والے کے لیے یہ سفارش کرے گا اور اس کے ایمان کی گواہی دے گا۔ اس کو مخاطب کرتے ہوئے حضرت عمرؓ نے کہا تھا کہ اے حجرِ اسود! مجھے علم ہے کہ تو پتھر ہے نہ تو نفع دے سکتا اور نہ نقصان پہنچا سکتا ہے' مگر میں اللہ کے نبی ﷺ کی سنت سمجھ کر تجھے بوسہ دے رہا ہوں' اگر اللہ کے محبوب نے تجھے بوسہ نہ دیا ہوتا اور اس کا حکم نہ دیا ہوتا تو میں تجھے کبھی نہ بوسہ دیتا' الغرض! حجرِ اسود اللہ کے دین کے ماننے والوں کی قیامت کے دن گواہی دے گا اور ان کے حق میں سفارش کرے گا۔

حدیث نمبر: 11

عَنِ	ابْنِ	عُمَرَ	قَالَ	حَلَقَ	رَسُوْلُ	اللّٰهِ ﷺ
سے	بیٹا	عمر	کہا	کٹوانا	رسول	اللہ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا' رسول اللہ ﷺ نے سر منڈایا

وَحَلَقَ	طَائِفَةٌ	مِنْ	اَصْحَابِهٖ	وَقَصَّرَ	بَعْضُهُمْ	قَالَ
سر منڈایا	گروہ	سے	جماعت	اور قصر کیا	ان میں سے بعض	کہا

اور ایک گروہ نے صحابہ کرامؓ سے سر منڈایا اور ان میں سے بعض نے بال کتروائے'

ابْنُ	عُمَرَ/اَنَّ	رَسُوْلَ	اللّٰهِ ﷺ	قَالَ	رَحِمَ	اللّٰهُ
بیٹا	عمر/بیشک	رسول	اللہ	کہا	رحم کرے	اللہ

ابن عمرؓ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے دعا کی کہ اللہ رحم کرے سر منڈانے والوں پر ایک بار فرمایا یا دو بار

الْمُحَلِّقِيْنَ	مَرَّةً	وَمَرَّتَيْنِ	ثُمَّ	قَالَ	وَالْمُقَصِّرِيْنَ
سر منڈانے والے	ایک بار	دو بار	پھر	کہا	بال کٹوانے والے

پھر فرمایا بال کتروانے والوں پر بھی۔ (جامع ترمذی: 913)

تشریح حج کا ایک اہم رکن تقصیر کروانا ہے' جب حاجی عرفات سے واپس آ کر مزدلفہ میں رات گزارنے کے بعد جمری عقبہ پر کنکریاں مار کر دوبارہ منیٰ میں آتا ہے تو اس کے ذمہ قربانی کرنا ہوتا ہے جب وہ قربانی کر لیتا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے یا اس کی قربانی ہو جاتی ہے تو اس کے ذمہ احرام کھولنے سے قبل ایک اور رکن کی ادائیگی ہوتی ہے جو کہ بالوں کا منڈوانا یا کٹوانا ہوتا ہے' ان میں سے زیادہ فضیلت بال منڈوانے کی ہے' جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ اے اللہ! تو بال منڈوانے والے پر رحم فرما' اے اللہ! تو بال منڈوانے والوں پر رحم فرما' پھر تیسری بار فرمایا جو بال کٹواتے ہیں ان پر رحم فرما' اس سے ثابت ہوا کہ بالوں کو منڈوانا افضل عمل ہے' اس لیے حاجی کو دورانِ حج بال منڈوانے چاہیے تاکہ سنت کی ادائیگی ہو سکے۔

حدیث نمبر:12

عَنْ	اَبِیْ	هُرَيْرَةَ	قَالَ	قَالَ	رَسُوْلُ	اللّٰهِ ﷺ
سے	ابو	ھریرہ	کہا	فرمایا	رسول	اللہ

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلْعُمْرَةُ	اِلَى	الْعُمْرَةِ	يُكَفِّرُ	مَا	بَيْنَهُمَا	وَالْحَجُّ
عمرہ	تک	عمرہ	وہ دور کرے گا	جو	ان کے درمیان	اور حج

ایک عمرے سے دوسرے عمرے تک گناہوں کا کفارہ ہے۔

اَلْمَبْرُوْرُ	لَيْسَ	لَهٗ	جَزَاءٌ	اِلَّا	الْجَنَّةُ
مقبول	نہیں	اس کا	جزا	مگر	جنت

اور حج مقبول کا سوا جنت کے کچھ بدلہ نہیں۔ (جامع ترمذی:933)

تشریح یہ حدیث دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصہ میں عمرہ کے ثواب کا ذکر ہے اور دوسرے حصہ میں حج کے ثواب کا ذکر ہے۔ عمرہ کا ثواب یہ ہے کہ اس کے ادا کرنے سے تمام سابقہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور انسان پاک وصاف ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ایک عمرہ سے دوسرے عمرہ کے دوران کیے گئے تمام گناہ حقوق العباد کے علاوہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

اس حدیث مبارکہ کے دوسرے حصہ میں حج کے ثواب کا ذکر ہے۔ حج کا فلسفہ یہ ہے کہ حج ایک ایسی عظیم عبادت ہے کہ جس میں باقی تمام عبادات کی روح شامل ہے' نماز قربِ خداوندی کا ذریعہ ہے جب بندہ مومن حج کے لیے روانہ ہوتا ہے تو روانگی سے لے کر واپسی تک قربِ خداوندی کی نعمت حاصل ہوتی ہے۔ حج کے لیے مال و دولت کا خرچ کرنا' زکوٰۃ کی ادائیگی کا احساس دلاتا ہے' روزے میں ایسی تربیت ہوتی ہے کہ نفسانی خواہشات پر قابو پانے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ برائیوں سے روزہ دار اپنے دامن کو بچاتا ہے' دورانِ حج بھی ایسی ہی کیفیت ہوتی ہے۔ اسی طرح جب بندہ مومن جہاد کے لیے گھر سے نکلتا ہے' سفر کی صعوبتیں برداشت کرتا ہے' یہی کیفیت حج کے دوران بھی پیش آتی ہے' اس طرح حج میں نماز' زکوٰۃ' روزہ' جہاد کے ثمرات عطیہ خداوندی ہیں کہ اس نے ایک عبادت میں ان تمام عبادات کا رنگ بھر دیا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر: 13

عَنْ	عَائِشَةَ	اَنَّهَا	قَالَتْ	فَتَلْتُ	قَلَائِدَ	هَدْيِ
	عائشہ	بیشک	کہا	میں نے تیار کیے	ہار	قربانی

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی قربانیوں کے گلے کے ہار تیار کیے

رَسُوْلِ	اللّٰهِ ﷺ	ثُمَّ	لَمْ	يُحْرِمْ	وَلَمْ	يَتْرُكْ
رسول	اللہ	پھر	نہیں	احرام باندھا	اور نہ	چھوڑا

پھر آپ ﷺ نے نہ احرام باندھا یا آپ ﷺ نے اپنے اوپر کسی چیز کو نہ حرام کیا

شَيْئًا	مِنَ	الثِّيَابِ
کچھ	سے	کپڑے

اور نہ کسی کپڑے کو چھوڑا۔ (جامع ترمذی:908)

تشریح عام جانور جو عیدالاضحیٰ کے موقع پر قربان کیے جاتے ہیں انہیں قربانی کے جانور کہا جاتا ہے' مگر ایسے جانور جو حاجیوں کی قربانیوں کے لیے مخصوص ہوتے ہیں انہیں ہدی کہا جاتا ہے' ان (ہدی کے جانوروں) کے گلے میں ہار لگانا' انہیں تیار کرنا' انہیں سجانا' انہیں نہلانا جائز ہے' ان کے گلوں میں کچھ لٹکانا جسے قلائد کہا جاتا ہے' جائز ہے کیوں کہ اس سے شناخت ہوتی ہے کہ یہ قربانی کے جانور ہیں' اس دوران (یعنی ہدی کو تیار کرتے وقت) احرام باندھنا' اپنے اوپر کسی چیز کو حرام کرنا جائز نہیں' ہاں البتہ سفرِ حج کے دوران احرام باندھنے کے بعد شکار کرنا' خوشبو لگانا وغیرہ منع ہے۔

ریاض الصالحین من کلام سید المرسلین

از

یحییٰ بن شرف النووی

تعارف: امام نوویؒ کا اصل نام محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النوویؒ ہے۔ آپؒ 1233ء میں دمشق کے جنوب میں واقع علاقہ جولان کے قصبہ نوا میں پیدا ہوئے۔ آپؒ نے مدرسہ رواحیہ دمشق سے ابتدائی تعلیم حاصل کی اور پھر دمشق کے مدرسہ حدیث اشرفیہ میں درس و تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف میں مشغول ہوگئے۔

تالیفات: آپؒ نے کئی ایک کتب لکھیں' ان میں سے صحیح مسلم کی شرح' ریاض الصالحین' اور تہذیب الاسماء واللغات اہم ترین اور مشہور ترین کتب ہیں۔ آپؒ نے صحیح مسلم کی احادیث کی اسناد تفصیل سے ذکر کی ہیں اور اس میں فنِ حدیث کا جائزہ بھی لیا ہے' آپؒ نے ''کثیر الشروح کتاب الاربعین نووی'' بھی لکھی۔

وفات: آپؒ کی وفات 1277ء بمطابق 671ھ میں نوا میں ہوئی اور وہی انہیں دفن کیا گیا۔

اربعین نووی: حدیث کی کتب کی اقسام میں سے ایک اربعین نووی ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص چالیس احادیث یاد کرے یا دوسروں کو یاد کروائے گا' قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انہیں فقہا کے گروہ سے اُٹھائے گا''۔ (التاریخ الکبیر)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس مقصد کے حصول کے لیے کئی آئمہ نے اربعین پر کام کیا' انہیں حفظ کیا' انہیں تحریر کیا اور ان کی شروح لکھیں' ان میں سے ایک شرح امام نوویؒ کی ہے جو مقبول اور عام فہم ہے۔

ریاض الصالحین: اس کتاب کا پورا نام ریاض الصالحین من کلام سید المرسلین ہے' یہ کتاب یحییٰ بن شرف النوویؒ کی تالیف ہے' جو مکتبہ التجاریہ الکبریٰ مصر سے عربی میں طبع ہوئی' جس کا بعد میں اُردو ترجمہ بھی شائع ہوا' یہ اصل عربی کتاب 688 صفحات پر مشتمل ہے' اس میں مقدمہ' عنوانات کا تعارف' اور فہرست شامل ہے' اس میں باب کا نام لکھ کر سب سے پہلے اس سے متعلقہ قرآنی آیات ذکر کی گئی ہیں پھر اسی موضوع کی مناسبت سے جو احادیث صحاح ستہ میں موجود ہیں' انہیں ذکر کر دیا ہے۔ یہ کتاب اپنا اہم مقام رکھتی ہے اور موضوع کی مناسبت سے اس میں تمام مواد جمع کر دیا گیا ہے۔

احادیث کا ترجمہ وتشریح

باب فضل الذهد في الدنيا والحث على التقلل منها وفضل الفقر

دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنے اور کم مال پر قناعت کرنے اور فقر کی فضیلت کا باب

حدیث نمبر:1

عَنْ	عَمْرِو	بْنِ	عَوْفِ	الْأَنْصَارِيِّ	أَنَّ	رَسُوْلُ
سے	عمرو	بیٹا	عوف	انصاری	بیشک	رسول

حضرت عمرو بن عوف انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

اللّٰهِ ﷺ	بَعَثَ	أَبَا	عُبَيْدَةَ	بْنِ	الْجَرَّاحِ	إِلَى
اللہ	بھیجا	ابو	عبیدہ	بیٹا	جراح	طرف

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو بحرین بھیجا

الْبَحْرَيْنِ	يَأْتِي	بِجِزْيَتِهَا	فَقَدِمَ	بِمَالٍ	مِنَ	الْبَحْرَيْنِ
بحرین	وہ آئے	جزیہ ان کا	پس آئے	مال کے ساتھ	سے	بحرین

کہ وہاں سے جزیہ (وصول کر کے) لائیں۔ چنانچہ وہ بحرین سے مال لے کر آئے

فَسَمِعَتْ	الْأَنْصَارُ	بِقُدُومِ	أَبِي	عُبَيْدَةَ	فَوَافَوْا	صَلَاةَ
پس سن لیا	انصار	آنے کی	ابو	عبیدہ	پس پہنچے	نماز

اور انصارؓ نے ابوعبیدہ کے آنے کی خبر سنی،

الْفَجْرِ	مَعَ	رَسُوْلِ	اللّٰهِ ﷺ	فَلَمَّا	صَلَّى	رَسُوْلُ
فجر	ساتھ	رسول	اللہ	پس جب	نماز پڑھی	رسول

پس وہ سب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز میں آ پہنچے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ	اِنْصَرَفَ	فَتَعَرَّضُوا	لَهُ	فَتَبَسَّمَ	رَسُوْلُ	اللہ ﷺ
اللہ	پس پھرے	پس اعراض کیا	اس کے لیے	پس مسکرائے	رسول	اللہ

جب رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی اور واپس جانے لگے تو وہ آپ کے سامنے آ گئے۔

حِيْنَ	رَآهُمْ	ثُمَّ	قَالَ	أَظُنُّكُمْ	سَمِعْتُمْ	أَنَّ
جس وقت	جب	پھر	کہا	میں گمان کرتا	تم نے سنا	یہ کہ

آپ ﷺ نے جب انہیں دیکھا تو مسکرائے اور پھر فرمایا، میرا خیال ہے کہ تم نے سن لیا ہے کہ

أَبَا	عُبَيْدَةَ	قَدِمَ	بِشَيْءٍ	مِنَ	الْبَحْرَيْنِ؟	فَقَالُوْا
ابو	عبیدہ	وہ آئے	کوئی چیز	سے	بحرین	انہوں نے کہا

ابوعبیدہ بحرین سے کچھ مال لے کر آئے ہیں؟ انہوں نے کہا،

أَجَلْ	يَارَسُوْلُ	اللہ ﷺ	فَقَالَ	أَبْشِرُوا	وَأَمِّلُوا	مَا
جی ہاں	اے رسول	اللہ	پس کہا	خوش ہو جاؤ	اور امید رکھو	جو

ہاں یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا (واقعی مال آیا ہے، لہٰذا) تم خوش ہو جاؤ اور خوش کن چیزوں کی امید رکھو۔

يَسُرُّكُمْ	فَوَاللهِ	مَاالْفَقْرَ	أَخْشَى	عَلَيْكُمْ	وَلٰكِنِّي	أَخْشَى
وہ تمہیں خوش کرے	اللہ کی قسم	جو فقیری	میں ڈرتا ہوں	تم پر	اور لیکن میں	ڈرتا ہوں

اللہ کی قسم! مجھے تمہارے بارے میں فقر سے اندیشہ نہیں (کہ وہ تمہارے بگاڑ کا سبب بنے) لیکن یہ اندیشہ ضرور ہے

أَنْ	تُبْسَطَ	الدُّنْيَا	عَلَيْكُمْ	كَمَا	بُسِطَتْ	عَلَى
یہ کہ	کشادہ ہو	دنیا	تم پر	جیسے	کشادہ کی گئی	اوپر

کہ تم پر دنیا فراخ کر دی جائے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر کی گئی تھی

مَنْ	كَانَ	قَبْلَكُمْ	فَتَنَافَسُوهَا	كَمَا	تَنَافَسُوهَا	فَتُهْلِكَكُمْ
جو	تھا	تم سے پہلے	اس میں رغبت کی	جیسے	اس نے رغبت کی	وہ تمہیں ہلاک کرے

پھر تم اس میں اسی طرح رغبت کرو جیسے انہوں نے کی تھی۔ اور یہ چیز تمہیں بھی ہلاکت میں ڈال دے

كَمَا	أَهْلَكَتْهُمْ
جیسے	انہیں ہلاک کیا

جیسے اس نے ان کو ہلاکت سے دوچار کیا۔ (بخاری و مسلم۔ 457)

تشریح اس حدیث میں بتایا گیا کہ مال و دولت دنیاوی اسباب ہیں اُن کا اُخروی زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہے، انسان مرتے وقت کوئی چیز ساتھ نہیں لے جاتا، اگر کوئی چیز مردہ کے ساتھ جاتی ہے تو وہ اس کے اعمال

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔قبر کی زندگی اور قیامت کے دن اعمال ہی کام آئیں گے۔اہل وعیال اور جائیداد کچھ فائدہ نہیں دے گی۔اس لیے حضور ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کو فرمایا تھا کہ بیٹی عمل کر کے آنا' کیونکہ وہاں صرف وہی کچھ کام آئے گا جو اللہ کی راہ میں عمل کیا ہوا ہو۔

الغرض! دنیا کی زندگی دراصل ایک عارضی زندگی ہے۔یہاں کی بہار بھی عارضی ہے اور خزاں بھی عارضی،دل بہلانے کا سامان یہاں بہت کچھ ہے،مگر درحقیقت وہ نہایت حقیر اور چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں جنہیں اپنی کم ظرفی کی وجہ سے آدمی بڑی چیز سمجھتا ہے اور اس دھوکے میں پڑ جاتا ہے کہ انہی کو پالینا گویا کامیابی کے منتہی تک پہنچ جانا ہے حالانکہ جو بڑے بڑے فائدے اور لطف ولذت کے سامان بھی یہاں حاصل ہونے ممکن ہیں وہ بہت حقیر اور صرف چند سال کی حیات مستعار تک محدود ہیں اور ان کا حال بھی یہ ہے کہ تقدیر کی ایک ہی گردش خود اس دنیا میں ان سب پر جھاڑو پھیر دینے کے لئے کافی ہے' اس کے برعکس آخرت کی زندگی ایک عظیم اور ابدی زندگی ہے۔وہاں فائدے بھی عظیم اور مستقل ہیں اور نقصان بھی عظیم اور مستقل۔اگر وہاں اللہ کی مغفرت اور اس کی خوشنودی پالی تو اس کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے وہ نعمت نصیب ہو گی جس کے سامنے دنیا بھر کی دولت وحکومت بھی ہیچ ہے اور جو وہاں اللہ کے عذاب میں گرفتار ہو گیا اس نے اگر دنیا میں وہ سب کچھ پالیا ہو جسے وہ اپنے نزدیک ایک بڑی چیز سمجھتا تھا تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ وہ بڑے خسارے کا سودا کر کے آیا ہے۔

حدیث نمبر:2

وَعَنْ	أَبِي	سَعِيدٍ	الْخُدْرِيِّ	قَالَ	جَلَسَ	رَسُولُ
اور سے	ابو	سعید	خدری	کہا	وہ بیٹھا	رسول

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ

اللَّهِ ﷺ	عَلَى	الْمِنبَرِ	وَجَلَسْنَا	حَوْلَهُ	فَقَالَ	إِنَّ
اللہ	اوپر	منبر	اور ہم بیٹھے	اس کے اردگرد	پس کہا	بیشک

منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے اردگرد بیٹھ گئے۔آپؐ نے ارشاد فرمایا:

مِمَّا	أَخَافُ	عَلَيْكُمْ	مِنْ	بَعْدِي	مَا	يُفْتَحُ
اس چیز سے	میں ڈرتا ہوں	تم پر	سے	میرے بعد	جو	وہ کھولے

میں اپنے بعد تمہارے بارے میں جس چیز سے ڈرتا ہوں وہ یہ ہے کہ

عَلَيْكُمْ	مِنْ	زَهْرَةِ	الدُّنْيَا	وَزِينَتِهَا
تم پر	سے	کھولنا	دنیا	اور اس کی زینت

تم پر دنیا کی رونق اور اس کی زیب وزینت کا دروازہ کھول دیا جائے گا۔(بخاری ومسلم:458)

تشریح اس حدیث میں دنیا کی رنگینی میں انسان کے گم ہونے کا خدشہ ظاہر کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ یہ دنیا سرسبز ہے اور اس کی چاشنی اور لگن انسان کو آخرت کے فکر سے دور کر دیتی ہے یہ انسان کو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اللہ سے دور کر دیتی ہے اور انسان اس کی فکر میں دن رات دوڑ دھوپ کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ مادی دنیا کو سب کچھ جان کر مال و دولت جمع کرنے کے لالچ میں تمام زندگی گزار دیتا ہے' اس کی وضاحت اس حدیث سے ہوتی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اگر انسان کو دو وادیاں سونے کی دے دی جائیں تو وہ تیسری وادی کی خواہش کرے گا' انسان کے پیٹ کو سوائے جہنم کی آگ کے کوئی چیز نہیں بھر سکتی''۔

اسی خوف سے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ مجھے ڈر ہے کہ تم میری رحلت کے بعد دنیا میں مگن ہو جاؤ گے اور آخرت کو بھول جاؤ گے' مگر کامیاب انسان وہ ہے جو دنیا کے ساتھ آخرت کو یاد رکھے' آپ ﷺ نے فرمایا:
''دنیا کے لیے اتنی محنت کرو کہ گویا ہمیشہ یہاں رہنا ہے اور آخرت کی اتنی فکر کرو کہ ایک لمحہ کا بھی اعتبار نہیں''۔

حدیث نمبر:3

وَعَنْهُ	أَنَّ	رَسُوْلَ	اللّٰهِ ﷺ	قَالَ	إِنَّ	الدُّنْيَا
اور انہی سے روایت ہے	بیشک	رسول	اللہ	فرمایا	بیشک	دنیا

سابق راوی ہی سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک دنیا شیریں اور سرسبز و شاداب ہے

حُلْوَةٌ	خَضِرَةٌ	وَإِنَّ	اللّٰه	تعالىٰ	مُسْتَخْلِفُكُمْ	فِيهَا
میٹھی	سرسبز	اور بیشک	اللہ	بلند	تمہیں جانشین کرے گا	اس میں

پس یقیناً اللہ تعالیٰ اس میں تمہیں جانشین بنا کر دیکھے گا

فَيَنْظُرُ	كَيْفَ	تَعْلَمُوْنَ	فَاتَّقُوا	الدُّنْيَا	وَاتَّقُوا	النِّسَاءَ
پس دیکھے	کیسے	تم عمل کرتے	پس ڈرو	دنیا	اور ڈرو	عورت

کہ تم کیسے عمل کرتے ہو؟ پس تم دنیا (کے فریب) سے بچو اور عورتوں (کے فتنے اور مکر) سے بچو۔ (رواہ مسلم:459)

تشریح دنیا وہ مٹھاس ہے جس کا ذائقہ ایک بار کسی نے چکھ لیا وہ ہمیشہ اس کا عادی بن گیا' اس دنیا کا نشہ اسے اندھا کر دیتا ہے اور وہ آخرت سے اعراض کر کے دنیا کا ہی طالب بن جاتا ہے' اس لیے حدیث میں اس دنیا سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے' حضرت علیؓ نے فرمایا: ''دنیا مردار ہے اور اس کے چاہنے والے کتے ہیں''۔

الغرض! اس حدیث میں دو چیزوں سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے' جو یہ ہیں:

i) **دنیا**: دنیا میں جو پڑ گیا اور آخرت بھول گیا تو سمجھ لو کہ اس نے اپنا سب کچھ برباد کر دیا' اس لیے اسے اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے اور قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے کہ دنیا لعب ولہو اور کھیل تماشا ہے' آخرت ہمیشہ کا گھر ہے۔

ii) **عورتیں**: عورت فتنہ و فساد کی آماجگاہ ہے' اسے حدیث میں شیطان کی رسیاں کہا گیا ہے' انہی کی بدولت انسان فتنوں میں پڑتا ہے اور آفتوں میں گرتا ہے اس لیے ان سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے' کیونکہ ان کے مکر و فریب بڑے عظیم ہوتے ہیں جو انسان کو قبر تک پہنچا دیتے ہیں۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر:4

وَعَنْ	أَنَسٌ	أَنَّ	النَّبِيَّ ﷺ قَالَ	اَللّٰهُمَّ	لَا	عَيْشَ
اور سے	انسؓ	بیشک	نبی/فرمایا	اے اللہ	نہیں	زندگی

حضرت انسؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ!

إِلَّا	عَيْشَ	الْآخِرَةَ
مگر	زندگی	آخرت

زندگی تو بس آخرت ہی کی زندگی ہے۔ (بخاری و مسلم: 460)

تشریح اس حدیث مبارکہ میں زہد کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے، زہد کے معنی حقیر چیز کے ہیں۔ کسی چیز سے بے رغبتی کرنے والے یا حقیر سی چیز پر راضی ہونے والے کو زاہد فی الشئی کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں زہد کی اہمیت اس آیت میں بیان کی گئی ہے، فرمایا:

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ط (انعام: 32) ترجمہ: یہ دنیا کی زندگی کھیل تماشا ہے۔

دنیا ایک عارضی اور فانی چیز ثابت ہوتی ہے اس کے لیے حضور ﷺ نے فرمایا: ابن عمرؓ کہتے ہیں:

أَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَنْكِبِيْ فَقَالَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے میرے کندھے کو پکڑ کر فرمایا کہ تم دنیا کی زندگی کو اس طرح بسر کرو کہ تم مسافر یا راہ گیر ہو۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ دنیا کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا:

"خبردار دنیا ملعون ہے اور اس کے اندر جو کچھ ہے وہ بھی ملعون ہے سوائے ذکر الٰہی کے"۔ (بخاری)

نیز آپ ﷺ نے فرمایا: اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ

ترجمہ: دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت کی مانند ہے۔

الغرض! دنیا کو ترک کر کے رہبانیت اختیار کرنے کا نام زہد نہیں، بلکہ دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنے اور اپنے آپ کو بچانے کا نام زہد ہے۔ اس حدیث کی روشنی میں زہد کے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں:

1) زہد کی بدولت انسان یہ بات سمجھتا ہے کہ یہ دنیا عارضی ہے اور ابدی گھر آخرت کا ہے، جیسے نبی کریم ﷺ فرمایا: "دنیا آخرت کی کھیتی ہے"۔

2) زہد کی بدولت انسان کی مالی و مادی خواہشات کم ہو جاتی ہیں، کیوں کہ وہ سمجھتا ہے کہ (بقول حضرت علیؓ) یہ دنیا مردار ہے اور اس کے چاہنے والے کتے (کی مانند) ہیں۔

3) انسان زہد کی بدولت تمام دنیوی آسائشوں کو بھلا کر اللہ کے ذکر کی طرف توجہ کرتا ہے، اس سے اس کے دل میں اللہ کے راستے میں مال خرچ کرنے کا جذبہ اُبھرتا ہے۔

4) زہد کی بدولت انسان دنیوی مال و متاع سے بالاتر ہو کر سوچتا ہے جس کی وجہ سے وہ ایک اچھا مسلمان اور ایک اچھا شہری بنتا ہے اور تمام معاشرہ میں اُسے عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

5) یہ زہد ہی ہے جو انسان کو دنیوی مفادات سے بالائے طاق رکھتا ہے جس کی وجہ سے وہ تمام جائیداد و مال و اسباب کے جھگڑوں سے بالاتر ہوتا ہے اور خاندان کے اتحاد کا سبب بنتا ہے، ورنہ زمین و جائیداد اور مال انسانوں میں تفریق کا سبب بنتا ہے۔

حدیث نمبر: 5

الْمَيِّتَ	يَتْبَعُ	قَالَ	اللّٰهِ ﷺ	رَسُوْلِ	عَنْ	وَعَنْهُ
میت	وہ پیچھے لائے	فرمایا	اللہ	رسول	سے	اور انہی سے

انہی (حضرت انسؓ) سے روایت ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں میت کے پیچھے لگتی (اس کے ساتھ جاتی)

وَيَبْقِي	اثْنَانِ	فَيَرْجِعُ	وَعَمَلُهُ	وَمَالُهُ	أَهْلُهُ	ثَلَاثَةٌ
اور باقی رہے	دو	پس لوٹے	اور اس کا عمل	اس کا مال	اس کا اہل	تین

ہیں۔ اس کے گھر والے، اس کا مال اور اس کا عمل۔ پھر دو چیزیں تو واپس آجاتی ہیں اور ایک باقی رہ جاتی ہے۔

عَمَلُهُ	وَيَبْقِي	وَمَالُهُ	اَهْلُهُ	يَرْجِعُ	وَاحِدٌ
اس کا عمل	اور باقی رہے	اور اس کا مال	اس کا اہل	وہ لوٹے	ایک

اس کی گھر والے اور اس کا مال (یعنی غلام وغیرہ) واپس آجاتے ہیں۔ اور اس کا عمل باقی رہ جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم: 461)

تشریح حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں، جن میں سے دو واپس آجاتی ہیں اور ایک اس کے ساتھ رہتی ہے۔ تین چیزیں جو ساتھ جاتی ہیں وہ یہ ہیں:

(1) مردے کے اہل و عیال (2) اس کا مال

(3) اس کے اعمال۔ چنانچہ اہل و عیال اور مال تو واپس لوٹ آتے ہیں اور عمل باقی رہ جاتا ہے۔

حدیث میں ہے انسان کی موت اور تدفین کے بعد جب اس کے عزیز و اقارب اسے دفنانے کے بعد واپس جاتے ہیں تو ان کے قدموں کی آواز اس متوفی کو اللہ تعالیٰ سناتے ہیں کہ دیکھو آپ کے تمام دوست واحباب اور عزیز آپ کو یہاں چھوڑ کر یہاں سے چلے گئے ہیں، اب یہاں آپ کے اعمال آپ کے کام آئیں گے اور انہی اعمال کی بناء پر اس کے مقام کا تعین ہوگا، اگر نیک ہوگا تو جنتی ورنہ جہنم میں اسے دھکیل دیا جائے گا۔

حضرت ابنِ عمرؓ نے فرمایا:

اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَنْكِبِيْ فَقَالَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْعَابِرُ سَبِيْلٍ.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے میرے کندھے کو پکڑ کر فرمایا کہ تم دنیا کی زندگانی کو اس طرح بسر کرو کہ تم مسافر یا راہ گیر ہو۔

حدیث نمبر: 6

بِاَنْعَمِ	يُؤْتِي	اللّٰهِ ﷺ	رَسُوْلُ	قَالَ	قَالَ	وَعَنْهُ
خوشحال	وہ لایا جائے	اللہ	رسول	فرمایا	کہا	اور انہی سے

سابق راوی ہی سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَهْلِ	الدُّنْيَا	مِنْ	أَهْلِ	النَّارِ	يَوْمَ	الْقِيَامَةِ
والے	دنیا	سے	والے	آگ	دن	قیامت

قیامت والے دن جہنمیوں میں سے ایسے شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ خوشحال رہا ہوگا،

فَيُصْبَغُ	فِي	النَّارِ	صَبْغَةً	ثُمَّ	يُقَالُ	يَا ابْنَ
وہ غوطہ دیا جائے	میں	آگ	رنگ	پھر	وہ کہا جائے	اے بیٹے

اسے جہنم میں ایک غوطہ دیا جائے گا۔ پھر پوچھا جائے گا۔

آدَمَ	هَلْ	رَأَيْتَ	خَيْرًا	قَطُّ	هَلْ	مَرَّبِكَ
آدم	کیا	تو نے دیکھا	بھلائی	کبھی	کیا	تیرے ساتھ گزرے

اے ابن آدم! کیا تو نے کبھی بھلائی (راحت) دیکھی؟ کیا کچھ تجھ پر خوشحالی کا گزر ہوا؟

نَعِيمٌ	قَطُّ؟	فَيَقُولُ	لَا	وَاللهِ	يَارَبِّ	وَيُؤْتَى
نعمت	کبھی	پس کہے	نہیں	اللہ کی قسم	اے رب	وہ لائے

وہ کہے گا نہیں، اللہ کی قسم، اے میرے رب!

بِأَشَدِّ	النَّاسِ	بُؤْسًا	فِي	الدُّنْيَا	مِنْ	أَهْلِ
سخت	لوگ	تنگی	میں	دنیا	سے	والے

اور جنتیوں میں سے ایک شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ دکھی اور مصیبت زدہ تھا

الْجَنَّةِ	فَيُقَالُ	لَهُ	يَا ابْنَ	آدَمَ	هَلْ	رَأَيْتَ
جنت	پس کہا جائے	اسے	اے بیٹے	آدم	کیا	تو نے دیکھا

اسے جنت میں ایک غوطہ دیا جائے گا پھر اس سے پوچھا جائے اے ابن آدم!

بُؤْسًا	قَطُّ	هَلْ	مَرَّبِكَ	شِدَّةٌ	قَطُّ	فَيَقُولُ
ہلاکت	کبھی	کیا	تیرے ساتھ گزرے	سخت	کبھی	پس کہے

کیا تو نے کبھی سختی اور تنگی دیکھی ہے؟ کیا تیرے ساتھ کبھی سختی کا گزر ہوا؟ وہ کہے گا

لَا	وَاللهِ	مَا	مَرَّبِي	بُؤْسٌ	قَطُّ	وَلَا
نہیں	اللہ کی قسم	جو	میرے ساتھ گزرے	ہلاکت	کبھی	اور نہیں

نہیں، اللہ کی قسم! میرے ساتھ کبھی سختی کا گزر نہیں ہوا،

رَأَيْتُ	شِدَّةً	قَطُّ
میں نے دیکھا	سختی	کبھی

نہ کبھی میں نے سختی اور تکلیف ہی دیکھی۔ (رواہ مسلم: 462)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تشریح اس حدیث میں جنت اور دوزخ کی مثال دی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ جو شخص دنیا کی عیش و عشرت میں مگن رہا اور اسے کبھی گرم ہوا تک دنیا میں نہیں لگی' نہ اسے کوئی بیماری و کمی آئی' نہ اس نے پریشانی دیکھی اب جب اس دنیا سے وہ چلا گیا تو اسے جہنم میں ایک غوطہ دیا گیا اور اس سے پوچھا گیا کہ کیا تم نے کبھی کوئی خوشحالی دیکھی تو وہ کہے گا کہ میں تو ہمیشہ مصائب میں غرق رہا' مجھے تو کبھی راحت و آرام نہیں ملا' اس کے برعکس اللہ کا مومن بندہ جو ہمیشہ دنیا میں دکھ میں رہا' اسے قوت لایموت (مرنے سے بچنے کے لیے خوراک) تک میسر نہ آئی' جو ساری زندگی پریشان رہا اور اللہ کا شکر ادا کرتا رہا اور آفات و مصائب پر خندہ پیشانی سے صبر کیا اور اللہ کا حکم سمجھ کر اللہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کیے رکھا جب یہ دنیا سے چلا گیا تو اسے جنت میں ایک غوطہ دے کر اللہ کے سامنے لایا گیا اور اس سے پوچھا گیا' کیا تو نے کوئی دکھ و غم دیکھا؟ تو اس نے فوراً کہا کہ مجھے تو کبھی زندگی میں غم و پریشانی آئی ہی نہیں' مختصر یہ کہ دنیا کی نعمتیں عارضی ہیں اور آخرت کی نعمتیں ابدی ہیں۔ اس لیے ہمیں آخرت کی فکر کرنی چاہیے اور دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرنی چاہیے۔

حدیث نمبر: 7

وَعَنِ	الْمُسْتَوْرِدِ	بْنِ	شَدَّادٍ	قَالَ	رَسُوْلُ	اللّٰهِ ﷺ
اور سے	مستورد	بیٹا	شداد	فرمایا	رسول	اللہ

حضرت مستورد بن شداد سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا	الدُّنْيَا	فِي	الْآخِرَةِ	إِلَّا	مِثْلُ	مَا
جو	دنیا	میں	آخرت	مگر	مانند	جو

آخرت کے مقابلے میں دنیا کی مثال ایسے ہے جیسے تم میں سے کوئی

يَجْعَلُ	أَحَدُكُمْ	أُصْبُعَهُ	فِي	الْيَمِّ	فَلْيَنْظُرْ	بِمَ يَرْجِعُ
وہ کرے گا	تم میں سے ایک	اسکی انگلی	میں	سمندر	پس دیکھے	کس چیز کے ساتھ وہ لوٹی

شخص اپنی انگلی سمندر میں ڈبو دے اور پھر نکال کر دیکھے کہ وہ سمندر کا کتنا پانی اپنے ساتھ لائی ہے؟ (رواہ مسلم۔ 463)

تشریح اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ دنیا عارضی ہے اور اس میں بسنے والا انسان مسافر ہے' نیز دنیوی مال و دولت فانی ہیں ان کا اُخروی زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہے، انسان مرتے وقت کوئی چیز ساتھ نہیں لے جاتا، اگر کوئی چیز مردہ کے ساتھ جاتی ہے تو وہ اس کے اعمال ہیں۔ قبر کی زندگی اور قیامت کے دن اعمال ہی کام آئیں گے۔ اہل و عیال اور جائیداد کچھ فائدہ نہیں دے گی۔ اس لیے حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ ؓ کو فرمایا تھا کہ بیٹی عمل کر کے آنا' کیونکہ وہاں صرف وہی کچھ کام آئے گا جو اللہ کی راہ میں عمل کیا ہوا ہو۔ الغرض! دنیا کی زندگی دراصل ایک عارضی زندگی ہے۔ یہاں کی بہار بھی عارضی ہے اور خزاں بھی عارضی، دل بہلانے کا سامان یہاں بہت کچھ ہے، مگر درحقیقت وہ نہایت حقیر اور چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں جنہیں اپنی کم ظرفی کی وجہ سے آدمی بڑی چیز سمجھتا ہے اور اس دھوکے میں پڑ جاتا ہے کہ انہی کو پالینا گویا کامیابی کی انتہا تک پہنچ جانا ہے حالانکہ جو بڑے بڑے فائدے اور لطف و لذت کے سامان بھی یہاں حاصل ہونے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ممکن ہیں وہ بہت حقیر اور صرف چند سال کی زندگی ادھار ہے اور ان کا حال بھی یہ ہے کہ تقدیر کی ایک ہی گردش خود اس دنیا میں ان سب پر جھاڑو پھیر دینے کے لئے کافی ہے۔ اس کے برعکس آخرت کی زندگی ایک عظیم اور ابدی زندگی ہے۔ وہاں فائدے بھی عظیم اور مستقل ہیں اور نقصان بھی عظیم اور مستقل۔ اگر وہاں اللہ کی مغفرت اور اس کی خوشنودی پالی تو اس کو ہمیشہ کے لئے وہ نعمت نصیب ہوگی جس کے سامنے دنیا بھر کی دولت و حکومت بھی ہیچ ہے اور جو وہاں اللہ کے عذاب میں گرفتار ہو گیا اس نے اگر دنیا میں وہ سب کچھ پالیا ہو جسے وہ اپنے نزدیک ایک بڑی چیز سمجھتا تھا تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ وہ بڑے خسارے کا سودا کر کے آیا ہے۔

حدیث نمبر:8

وَعَنْ	جَابِرٌ	أَنَّ	رَسُوْلَ	اللهِ ﷺ	مَرَّ	بِالسُّوْقِ
اور سے	جابر	بیشک	رسول	اللہ	گزرے	بازار

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بازار سے گزرے اور

وَالنَّاسُ	كَنَفَتَيْهِ	فَمَرَّ	بِجَدْيٍ	أَسَكَّ	مَيِّتٍ	فَتَنَاوَلَهُ
اور لوگ	دونوں طرف	پس گزرے	بچہ	چھوٹے کانوں والا	مردہ	اسے پکڑا

آپ ﷺ کے دونوں طرف لوگ تھے تو آپ ﷺ کا بکری کے ایک چھوٹے کانوں والے مردار بچے کے پاس سے گزر ہوا۔ آپ نے اسے اس کے کان سے پکڑا۔

فَأَخَذَ	بِأُذُنِهِ	ثُمَّ	قَالَ	أَيُّكُمْ	يُحِبُّ	أَنْ
تو لیا	اس کے کان	پھر	کہا	تم میں سے کون	وہ پسند کرتا	یہ کہ

اور فرمایا تم میں سے کوئی اسے ایک درہم میں بھی لینا پسند کرے گا؟

يَكُوْنَ	هٰذَا	لَهُ	بِدِرْهَمٍ؟	فَقَالُوْا	مَا	نُحِبُّ
وہ تھا	یہ	اسے	ایک درھم	انہوں نے کہا	نہیں	ہم پسند کرتے

انہوں نے کہا ہم تو اسے (ایک درہم کیا) کسی بھی چیز کے بدلے لینا پسند نہیں کرتے اور

أَنَّهُ	لَنَا	بِشَيْءٍ	وَمَا	نَصْنَعُ	بِهِ؟	ثُمَّ
بیشک وہ	ہمارے لیے	کچھ	اور نہیں	ہم بناتے	اس کے ساتھ	پھر

ہم اسے لے کر کریں گے کیا؟

قَالَ	أَتُحِبُّوْنَ	أَنَّهُ	لَكُمْ؟	قَالُوْا	وَاللهِ	لَوْ
کہا	تم پسند کرتے ہو	بیشک وہ	تمہارے لیے	انہوں نے کہا	اللہ کی قسم	اگر

آپ ﷺ نے پھر فرمایا: کیا تم پسند کرو گے کہ یہ تمہیں مفت ہی مل جائے؟ انہوں نے کہا اللہ کی قسم!

حَيًّا	كَانَ	عَيْبًا	أَنَّهُ	أَسَكُّ	فَكَيْفَ	وَهُوَ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

زندہ	تھا	عیب دار	بیشک وہ	چھوٹے کان والا	پس کیسے	اور وہ

یہ (بچہ) اگر زندہ ہوتا تب بھی عیب دار تھا کیونکہ چھوٹے کانوں والا ہے۔ تو اب اسے کون لے گا جب کہ یہ مردار ہے؟

مَيِّتٌ	فَقَالَ	فَوَاللّٰهِ	لَلدُّنْيَا	أَهْوَنُ	عَلَى	اللّٰهِ
مردہ	فرمایا	اللہ کی قسم	البتہ دنیا	آسان حقیر	اوپر	اللہ

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! یقیناً اللہ کے نزدیک دنیا اس سے بھی زیادہ حقیر ہے

مِنْ	هٰذَا	عَلَيْكُمْ
سے	یہ	تم پر

جتنا بکری کا یہ مردار بچہ تمہاری نظروں میں حقیر ہے۔ (رواہ مسلم: 464)

تشریح اس حدیث میں تمثیل دے کر دنیا کی عارضی حیثیت کو بیان کیا گیا ہے کہ یہ دنیا مردار ہے' اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں' ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں کا شکر ادا کریں اور دنیا سے بچنے کی کوشش کریں اور آخرت پر توجہ دیں' اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو' جوانی کو بڑھاپے سے پہلے' بیماری کو صحت سے پہلے' دولت کو غریبی سے پہلے' فارغ اوقات کو مصروفیت سے پہلے اور زندگی کو موت سے پہلے''۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''درہم و دینار والے (یعنی دنیادار) بندے پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے۔ پھر فرمایا: ''دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی گھڑ سوار درخت کے سائے میں تھوڑی دیر کھڑا ہوا اور پھر درخت کو چھوڑ کر چلا جائے۔'' (الحدیث)

حدیث نمبر: 9

وَعَنْ	أَبِىْ	ذَرٍّ	قَالَ	كُنْتُ	أَمْشِىْ	مَعَ
اور سے	ابو	ذر	کہا	میں تھا	میں چلتا	ساتھ

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ مدینے کی سنگ ریزے والی زمین پر چلا

النَّبِيِّ ﷺ	فِىْ	حَرَّةٍ	بِالْمَدِيْنَةِ	فَاسْتَقْبَلَنَا	أُحُدٌ	فَقَالَ
نبی	میں	سنگریزے	مدینہ میں	سامنے آیا	احد (پہاڑ)	پس کہا

جا رہا تھا کہ اُحد پہاڑ ہمارے سامنے آ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

يَا	أَبَا	ذَرٍّ	قُلْتُ	لَبَّيْكَ	يَا	رَسُوْلَ
اے	ابو	ذرؓ	میں نے کہا	حاضر	اے	رسول

اے ابوذرؓ! میں نے کہا' لبیک یا رسول اللہ ﷺ (حاضر جناب) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اللّٰهِ ﷺ	فَقَالَ	مَا	يَسُرُّنِىْ	أَنَّ	عِنْدِىْ	مِثْلَ
اللہ	پس کہا	جو	مجھے خوش کرے	بیشک	میرے پاس	مانند

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہو،

أُحُدٍ	هٰذَا	ذَهَبًا	تَمْضِيَ	عَلَيَّ	ثَلَاثَةٌ	أَيَّامٍ
احد	یہ	سونا	گزر جائیں	مجھ پر	تین	دن

پھر مجھ پر تین دن ایسے گزر جائیں

وَعِنْدِي	مِنْهُ	دِيْنَارٌ	إِلَّا	شَيْءٌ	أَرْصُدُهُ	لِدَيْنٍ
اور میرے پاس	اس سے	دینار	مگر	کچھ	اسے تقسیم کروں	قرض

کہ اس میں سے ایک دینار میرے پاس موجود ہو (یعنی ایک دینار بھی اپنے پاس رکھنا پسند نہ کروں) ہاں صرف اتنا، جسے میں قرض کی ادائیگی کے لئے سنبھال کر رکھ لوں۔

إِلَّا	أَنْ	أَقُوْلَ	بِهِ	فِي	عِبَادَ اللّٰهِ	هٰكَذَا
مگر	یہ کہ	میں کہوں	اس کے ساتھ	میں	اللہ کے بندے	یہ

مگر میں اسے اللہ کے بندوں میں اس طرح، اس طرح اور اس طرح تقسیم کردوں،

وَهٰكَذَا	عَنْ	يَمِيْنِهِ	وَعَنْ	شِمَالِهِ	وَعَنْ	خَلْفِهِ
اور اس طرح	سے	اس کا دایاں	اور سے	اس کا بایاں	اور سے	اس کے پیچھے

اپنے دائیں، بائیں اور پیچھے کی طرف (اشارہ فرمایا)۔

ثُمَّ	سَارَ	فَقَالَ	إِنَّ	الْأَكْثَرِيْنَ	هُمُ	الْأَقَلُّوْنَ
پھر	چلے	پس کہا	بیشک	اکثر	وہ (سب)	کم تر

آپ ﷺ پھر آگے چلے اور فرمایا: زیادہ مال ودولت والے، وہی قیامت کے دن (اجر وثواب میں) بہت کم ہوں گے۔

يَوْمَ	الْقِيَامَةِ	إِلَّا	مَنْ	قَالَ	بِالْمَالِ	هٰكَذَا
دن	قیامت کے دن	مگر	جو	کہا	مال کے ساتھ	اس طرح

مگر وہ لوگ جو مال کو اس طرح، اس طرح

وَهٰكَذَا	وَهٰكَذَا	عَنْ	يَمِيْنِهِ	وَعَنْ	شِمَالِهِ	وَمِنْ
اور اس طرح	اور اس طرح	سے	اس کا دایاں	اور سے	اس کا بایاں	اور سے

اور اس طرح اپنے دائیں، بائیں اور پیچھے (لوگوں پر) خرچ کریں

خَلْفِهِ	وَقَلِيْلٌ	مَا هُمْ	ثُمَّ	قَالَ	لِيْ	مَكَانَكَ
اس کے پیچھے	اور کم تر	وہ سب	پھر	فرمایا	مجھ سے	تیری جگہ

اور ایسے لوگ بہت کم ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اپنی جگہ پر رہنا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لَا	تَبْرَحْ	حَتّٰی	آتِیَکَ	ثُمَّ	انْطَلَقَ	فِيْ
نہیں	ہلنا	جب تک	میں آؤں	پھر	چلے	میں

اور جب تک میں تیرے پاس نہ آؤں یہاں سے نہ ہٹنا۔ پھر آپ ﷺ رات کی تاریکی میں آگے چلے گئے،

سَوَادِ	اللَّیْلِ	حَتّٰی	تَوَارٰی	فَسَمِعْتُ	صَوْتًا	قَدِ
سیاہ	رات	یہاں تک	چھپ گئے	میں نے سُنی	آواز	بیشک

یہاں تک کہ آپ ﷺ اوجھل ہو گئے۔ (اچانک) میں نے ایک اونچی آواز سنی

ارْتَفَعَ	فَتَخَوَّفْتُ	أَنْ	یَکُوْنَ	أَحَدٌ	عَرَضَ	لِلنَّبِیِّ ﷺ
بلند	تو میں ڈرا	یہ کہ	وہ ہو	کوئی ایک	وہ آیا	نبی کے پاس

مجھے اندیشہ ہوا کہ کوئی (دشمن) آپ ﷺ کے درپے تو نہیں ہو گیا؟

فَأَرَدْتُ	أَنْ	آتِیَهُ	فَذَکَرْتُ	قَوْلَهُ	لَا	تَبْرَحْ
میں نے ارادہ کیا	یہ کہ	اس کا آنا	میں نے یاد کیا	ان کی بات	نہیں	ہلا

تو میں نے آپ ﷺ کے پاس جانے کا ارادہ کیا' لیکن مجھے آپ ﷺ کا قول یاد آ گیا کہ میرے آنے تک یہاں سے نہ ہٹنا۔

حَتّٰی	آتِیَکَ	فَلَمْ	أَبْرَحْ	حَتّٰی	أَتَانِي	فَقُلْتُ
یہاں تک	میں تیرے پاس آؤں	پس نہیں	میں ہلا	یہاں تک	میرے پاس آئے	میں نے کہا

پس میں وہیں رہا، یہاں تک کہ آپ ﷺ میرے پاس تشریف لے آئے۔ میں نے عرض کیا،

لَقَدْ	سَمِعْتُ	صَوْتًا	تَخَوَّفْتُ	مِنْهُ	فَذَکَرْتُ	لَهُ
البتہ	میں نے سنی	آواز	میں ڈرا	اس سے	میں نے یاد کیا	اس کا

میں نے ایک آواز سنی تھی جس سے میں ڈر گیا تھا، اور ساری بات آپ ﷺ سے ذکر کی۔

فَقَالَ	وَهَلْ	سَمِعْتَهُ؟	قُلْتُ	نَعَمْ	قَالَ	ذَاکَ
تو کہا	اور کیا	اسے سنا	میں نے کہا	جی ہاں	فرمایا	وہ

آپ ﷺ نے پوچھا تم نے وہ آواز سنی تھی؟ میں نے کہا، جی ہاں' آپ ﷺ نے فرمایا:

جِبْرِیْلُ	أَتَانِي	فَقَالَ	مَنْ	مَاتَ	مِنْ	أُمَّتِکَ
جبرئیلؑ	میرے پاس آئے	تو کہا	جو	فوت ہوا	سے	تیری اُمت

وہ جبرئیلؑ تھے میرے پاس آئے تھے۔ انہوں نے کہا آپ ﷺ کی اُمت میں سے جو شخص مر گیا،

لَا	یُشْرِکُ	بِاللّٰهِ	شَیْئًا	دَخَلَ	الْجَنَّةَ	قُلْتُ
نہیں	وہ شریک لایا	اللہ کے ساتھ	کچھ	وہ داخل ہوا	جنت	میں نے کہا

وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو وہ جنت میں جائے گا۔ میں نے کہا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَاِنْ	زَنٰی	وَاِنْ	سَرَقَ؟	وَاِنْ	زَنٰی	وَاِنْ سَرَقَ
اور اگر چہ	اس نے بدکاری کی	اور اگر	اس نے چوری کی	اور اگر چہ	اس نے بدکاری کی	اور اگر اس نے چوری کی

اگر وہ بدکاری کرے اور چوری کرے؟ جبرئیل نے کہا اگر چہ وہ بدکاری اور چوری کرے۔ (بخاری و مسلم ۔465)

تشریح حدیث کے پہلے حصہ میں صدقہ کرنے کی تلقین کی گئی ہے صدقہ بلاؤں کو ٹالتا ہے اور رحمتیں نازل کرتا ہے اس لیے کہا گیا کہ جنت میں داخل کرنے والی چیزوں میں سے ایک صدقہ ہے اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اچھا اخلاق یہ ہے کہ اگر کوئی تمہارے سامنے ہاتھ پھیلائے تو اس کو خالی مت لوٹاؤ اگر چہ کھجور کا ایک حصہ ہی کیوں نہ ہو، اور دوسری جانب فقیروں کو حکم دیتے ہوئے فرمایا:

اِنَّ هٰذِهِ الصَّدَقَاتُ اِنَّمَا هِيَ اَوْسَاخُ النَّاسِ

ترجمہ: یہ صدقہ تو لوگوں کا میل ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ، 2472)

حدیث کے آخری حصہ میں شرک سے روکا گیا ہے شرک کے لغوی معنی شریک کرنے یا حصہ داری کے ہیں۔ اسلامی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں کسی اور ہستی کو شریک کرنا شرک کہلاتا ہے۔ چنانچہ شرک کرنے والے کو مشرک کہا جاتا ہے۔ شرک توحید کی ضد ہے۔ اور بہت بڑا گناہ ہے یہ ایسا گناہ ہے جسے اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا اس کے علاوہ اور جتنے گناہ ہوں، وہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ (النساء: 48)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ شرک معاف نہیں کرتا اور اس کے علاوہ جس کسی کو چاہے بخش دے گا۔ ایک اور جگہ فرمایا:

ترجمہ: بے شک جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کر دیا۔ (المائدہ: 72)

خلاصہ حدیث یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت و بخشش بہت وسیع ہے، وہ ذات آسمان و زمین کے درمیان خلا جتنے گناہ لانے والے انسان کو استغفار و توبہ کی بدولت معاف کر سکتے ہیں، مگر شرک کرنے والے کو معاف نہیں کریں گے، کیوں کہ شرک عظیم ظلم ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو شرک سے محفوظ فرمائے، آمین۔

حدیث نمبر: 10

وَعَنْ	أَبِي	هُرَيْرَةَ	عَنْ	رَسُوْلِ	اللّٰهِ ﷺ	قَالَ
اور سے	ابو	ھریرہ	سے	رسول	اللہ	فرمایا

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَوْ	كَانَ	لِيْ	مِثْلُ	أُحُدٍ	ذَهَبًا	لَسَرَّنِيْ
اگر	تھا	میرے لیے	مانند	احد	سونا	مجھے اچھا لگے

اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہو تو مجھے یہ بات اچھی لگتی ہے

أَنْ	لَا	تَمُرَّ	عَلَيَّ	ثَلَاثُ	لَيَالٍ	وَعِنْدِيْ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اگر	نہیں	گزرے	مجھ پر	تین	راتیں	اور میرے پاس

کہ میری تین راتیں اس حال میں نہ گزریں کہ اس میں سے میرے پاس کچھ باقی ہو،

مِنْهُ	شَيْءٌ	اِلَّا	شَيْءٌ	أَرْصُدُهُ	لِدَيْنٍ
اس سے	کوئی چیز	مگر	کچھ	اسے سنبھال لوں	قرض کے لیے

سوائے اتنے حصے کے جو میں قرض کی ادائیگی کے لیے سنبھال کر رکھ لوں۔ (صحیح بخاری و مسلم: 466)

تشریح حضور ﷺ نے نہ صرف لوگوں کو زہد کی تعلیم دی بلکہ آپ ﷺ نے خود عملی نمونہ لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ چند واقعات پیش کیے جاتے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے گھر والوں نے دو روزے پے در پے جَو کی روٹی سے کبھی سحری نہیں کی۔ آپؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے تین روز تک بھی پے در پے پیٹ بھر کر کچھ نہیں کھایا۔ (شمائل ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے گھر والوں نے جو کی روٹی سے کبھی دو دن متواتر پیٹ نہیں بھرا، یہاں تک کہ اس دنیا سے اٹھالئے گئے۔ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ انہوں نے عروہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا' میرے بھانجے ہم کبھی کبھی لگا تار تین تین چاند دیکھ لیتے تھے اور ہمارے گھروں میں چولھا نہیں جلتا تھا، پھر ہم نے عرض کی کہ پھر آپ لوگوں کو کون سی چیز زندہ رکھتی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: بس کھجور کے دانے اور پانی۔ البتہ رسول اللہ ﷺ کے بعض پڑوسی انصاری تھے ان کے ہاں دودھ دینے والے جانور تھے، وہ آپ ﷺ کو دودھ بطور ہدیہ بھیجا کرتے تھے اور اس میں سے آپ ﷺ ہم کو بھی دیتے تھے۔ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے ایسی حالت میں وفات پائی کہ آپ ﷺ کی زرہ ایک یہودی کے پاس 30 صاع کے بدلے رہن تھی۔ صحابی رسول ﷺ کہتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کی سخت بھوک معلوم کرکے جو کی روٹی کے ٹکڑے اور باسی چربی (جو اس وقت گھر میں موجود تھی) لے کر حاضر ہوا اس وقت آپ ﷺ کے پہننے کی زرہ بوجہ قلت چند سیر جو کے عوض گروی تھی۔ (شمائل ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ ﷺ نے شکم مبارک کپڑے سے باندھ رکھا تھا، بھوک کی وجہ سے۔ (مسلم)

ایک دفعہ ایک شخص خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر بولا میں سخت بھوکا ہوں، آپ ﷺ نے ازواج مطہرات کے ہاں کہلا بھیجا کہ کھانے کو کچھ بھیج دو۔ جواب آیا کہ گھر میں پانی کے سوا کچھ نہیں ہے، آپ ﷺ نے دوسرے گھر کہلا بھیجا وہاں سے بھی یہی جواب آیا مختصر یہ کہ آٹھ نو گھروں میں سے کہیں پانی کے سوا کھانے کی کوئی چیز نہیں ملی۔ (مسلم)

اکثر بھوک کی وجہ سے آواز کم ہو جاتی تھی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی حالت سمجھ لیتے تھے۔ ایک دن حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ گھر آئے اور بیوی سے کہا کہ کچھ کھانے کو ہے، میں نے ابھی رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ ﷺ کی آواز کمزور ہوگئی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دربارِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے کیا دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں اور جسم مبارک پر نشان پڑے ہوئے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! قیصر و کسریٰ دنیا کے مزے لوٹیں اور آپ ﷺ کی یہ حالت اور ساتھ ہی رو پڑے، آپ ﷺ نے فرمایا: عمرؓ کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ قیصر و کسریٰ تو دنیا کے مزے لوٹیں اور ہم آخرت کے۔ (شمائل ترمذی)

ایک دفعہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے نبی پاک ﷺ کے بستر کو دو تہوں میں بچھانے کی بجائے چار تہوں میں بچھا دیا تاکہ نرم ہو جائے آپ ﷺ نے اپنے بستر کو دو تہوں میں بچھانے کا حکم دیا' کیوں کہ اس روز آپ ﷺ کی تہجد کی نماز رہ گئی تھی۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جو نبی ﷺ کی لاڈلی صاحبزادی تھیں' انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ہاتھوں کے چھالے دکھائے کہ آپ ﷺ مجھے ایک نوکرانی عطا کر دیں، کام زیادہ ہوتا ہے، آپ ﷺ نے نوکرانی عطا کرنے کی بجائے انہیں 33 بار سبحان اللہ 33 بار الحمدللہ اور 34 بار اللہ اکبر پڑھنے کی تاکید کی۔ ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ عصر کی نماز پڑھ کر خلاف عادت گھر تشریف لے گئے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حیرانگی ہوئی، واپس تشریف لائے تو فرمایا مجھے نماز میں یاد آیا تھا کہ میرے گھر میں سونے کا ایک ٹکڑا ہے، مناسب نہیں کہ نبی کے گھر میں کچھ مال بھی بلا تقسیم پڑا رہے۔

ایک دفعہ ایک مال وصول کرنے والے صحابی ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ بحرین کے شہر سے کچھ مال لائے۔ اس کا حال سن کر صحابہ کرام نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے کہ ہمیں بھی کچھ مال ملے۔ آپ ﷺ نے غیر معمولی اجتماع دیکھ کر فرمایا: تم نے سنا ہوگا کہ ابوعبیدہؓ آیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے ہرگز اس بات کا اندیشہ نہیں کہ فقر و فاقہ سے تم تنگ رہو گے' اندیشہ تو اس بات کا ہے کہ دنیا تم پر فراخ ہوگی پھر تم بھی پہلوں کی طرح اس میں مشغول ہو کر راہ بھول جاؤ گے۔

باب فضل الذکر والحث

ذکر کی فضیلت اور اس کی ترغیب کا بیان

ذکر کے لغوی معنی: لغت کے اعتبار سے ذکر کے معنی اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کے ہیں۔

اصطلاحی معنی: اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کو دل و جان سے یاد کرنے' اس کی تسبیح بیان کرنا اور اُس کی تعریف کرنے کا نام ذکر ہے۔

اھمیت: ذکر کی اہمیت مسلمہ ہے' اور اس کے فوائد سب کے سامنے ہیں' ذکر سے دلوں کو اطمینان و سکون ملتا ہے اور اسی کی بدولت انسان کی تمام پریشانیاں دور ہوتی ہیں' ذکر ہی اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے' ذکر انبیا کا شیوہ ہے اور اولیا کی عادت ہے' ذکر کے ذریعے ہی انسان انبیا' صدیقین اور صلحا کے ساتھ آخرت میں بیٹھ سکتا ہے' ذکر کا بہترین ذریعہ نماز ہے' ذکر کے بغیر انسان کی زندگی ایسی ہے جیسے روح کے بغیر جسم یا خون کے بغیر جسم۔

ذکر کی احادیث مبارکہ میں فضیلت: حضرت ابوعباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں سے ایک دروازہ اللہ کا ذکر کرنے والوں کے لیے خاص ہے۔ اسی طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے عذاب سے نجات دینے والی چیز ذکر کے علاوہ کوئی نہیں۔ حضرت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگو! جنت کے باغوں کی سیر کیا کرو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! جنت کے باغات کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ذکر کی مجلسیں۔ ایک اعرابی نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ کون سا عمل افضل ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم دنیا چھوڑو تو تمہاری زبان ذکر سے تر ہو۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ذکر کرنے والے کی مثال زندہ کی سی ہے اور جو ذکر نہیں کرتا گویا کہ وہ مردہ ہے۔

ذکر کا بہترین ذریعہ: ذکر کا بہترین ذریعہ نماز ہے کیوں کہ اس میں ذکر کی تینوں قسمیں قلبی، لسانی اور عملی جمع ہو جاتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ عبادات میں سے سب سے پہلے نماز فرض ہوئی، نماز کا اہتمام نبی کریم ﷺ خصوصی طور پر فرماتے، حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ رات کے اکثر حصے میں نماز میں مشغول رہتے، رات کو آپ ﷺ ذوق وشوق سے نماز پڑھتے تھے اور قرآن مجید کی بڑی سورتیں سورۃ البقرۃ، سورۃ آلِ عمران اور سورۃ النساء تلاوت فرماتے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پاؤں پر ورم آ جاتے۔

عبادت نبوی کا قرآن میں تذکرہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی کی عبادت کا تذکرہ قرآن مجید میں فرمایا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ . قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۝ (سورۃ المزمل: 1 تا 3)

ترجمہ: اے کپڑے میں لپٹے ہوئے گزارہ رات کو مگر کسی رات، آدھی رات یا اس سے کم کر دے تھوڑا سا، پھر فرمایا:

وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا

ترجمہ: اور کسی وقت اس کو رات کو سجدہ کر اور پاکی بول اس کی بڑی رات تک۔ (سورۃ الدھر: 26)

نوافل عبادت کا اہتمام: نبی کریم ﷺ مختلف طریقوں سے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا کرتے تھے اور فرض نمازوں کے ساتھ ساتھ نفل نمازوں کا اہتمام بھی فرماتے تھے، قرآن مجید نے اس عبادت کا ذکر یوں کیا ہے:

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

ترجمہ: اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد پڑھ لیا کیجیے جو آپ ﷺ کے حق میں زائد چیز ہے۔ (بنی اسرائیل: 79)

دلوں کے سکون کا راز: موجودہ حالات میں ہر شخص پریشان ہے، کوئی مال و دولت کی کمی کی وجہ سے تو کوئی اولاد کی وجہ سے، کوئی بیماریوں کی وجہ سے اور کوئی گھریلو حالات سے دل برداشتہ دکھائی دیتا ہے، اس مایوسی اور ناامیدی میں اگر کوئی چیز ہمیں فائدہ دے سکتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے، تمام پریشانیوں اور مصیبتوں اور تکلیفوں کا حل قرآن مجید نے صاف الفاظ میں یہ بتا دیا ہے:

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

ترجمہ: بے شک اللہ کے ذکر سے دلوں کو تسلی ملتی ہے۔ (سورۃ التوبۃ)

ذکر کرنے کا حکم: عبادت کا بہترین ذریعہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کو ذکر کرنے کا حکم دیا اور فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ کو کثرت سے یاد کرو۔ (الاحزاب: 41)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ذکر کا سب سے بڑا فائدہ: ذکر کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو یاد کرتا ہے اور فرماتا ہے:

فَاذْكُرُوْنِیْ اَذْكُرْكُمْ

ترجمہ: تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ (البقرۃ: 152)

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جب بندہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اُس کے ساتھ ہوتا ہوں۔

مومنین کی صفت: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے بندے ہر وقت ذکر و اذکار میں مصروف رہتے ہیں اور اُن کا شیوہ ہی ذکر کرنا ہے' اُن کی زبانیں میرے ذکر میں دن رات چلتی رہتی ہیں' وہ ظاہری اور باطنی طور پر مجھے یاد کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَلَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَاماً وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ

ترجمہ: مومن وہ ہیں جو کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہوئے اللہ کو یاد کرتے ہیں۔

ذکرِ الٰهی اور اُسوہ رسول ﷺ: آپ ﷺ کی ساری زندگی ذکرِ الٰہی سے عبارت ہے۔

اللہ کا ذکر دلوں کو سہارا اور اطمینان دیتا ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ذکرِ الٰہی میرا غم خوار ہے۔ آپ ﷺ کی زبان مبارک سے ہر وقت ذکرِ الٰہی کا چشمہ جاری رہتا تھا۔ آپ ﷺ کی ہر سانس میں اللہ کی حمد کے چشمے ہوتے' خواہ آپ ﷺ کھڑے ہوتے یا بیٹھے' سوار ہوتے یا پیدل۔

مشکلات میں ذکر شیوہ پیغمبری: نبی کریم ﷺ کی تمام زندگی ذکر میں گزری' مشکل سے مشکل وقت میں بھی آپ ﷺ نے اللہ کو یاد رکھا' غزوہ بدر' غزوہ اُحد' تبوک و حنین کے مواقع پر آپ ﷺ نے مکمل سکون اور اطمینان سے دُعا کی اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے۔

ذکر کی اقسام: ذکر کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

1۔ ذکرِ خفی
2۔ ذکرِ جلی
3۔ انفرادی ذکر
4۔ اجتماعی ذکر

1) **ذکر خفی:** اس سے مراد وہ ذکر ہے جو مخفی اور پوشیدہ یا تنہائی میں کیا جائے' فرمایا:

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِیْ نَفْسِكَ تَضَرُّعاً وَّخِیْفَةً

ترجمہ: اپنے پروردگار کو دل میں عاجزی سے اور ڈرتے ہوئے دھیمی آواز سے یاد کرو۔

2) **ذکر جلی:** وہ ذکر ہے جو اعلانیہ کیا جائے یا بلند آواز سے کیا جائے۔ اور مختلف سامعین اس میں شریک ہوں اسے لسانی ذکر یا زبانی ذکر بھی کہتے ہیں۔

3) **انفرادی ذکر:** ایسا ذکر جو انسان تنہا کرے اس کو انفرادی ذکر کہتے ہیں۔

4) **اجتماعی ذکر:** جس میں لوگ مل کر ذکر کریں اس کو اجتماعی ذکر کہتے ہیں۔ یہ انفرادی ذکر سے افضل ہے' اس سے ماحول پیدا ہوتا اور دوسروں میں ذکر کا شوق جنم لیتا ہے' نبی اکرم ﷺ نے اجتماعی ذکر کی فضیلت یوں بیان کی ہے: ''جب کوئی گروہ اللہ کو یاد کرنے کے لیے جمع ہوتا ہے تو فرشتے اس کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ اُن پر رحمتِ الٰہی چھا جاتی ہے' اور رحمت

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اُنہیں اپنی محفل میں یاد کرتے ہیں"۔

سب سے بہترین ذکر: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اَفْضَلَ الذِّکْرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَفْضَلَ الدُّعَاءُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

ترجمہ: سب سے بہترین ذکر لا الہ الا اللہ ہے اور بہترین دُعا الحمد للہ ہے۔

تسبیح فاطمہ رضی اللہ عنہا: ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا' کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتادوں کہ تم سب سے آگے نکل جاؤ اور کوئی تم سے افضل و برتر نہ رہے' سوائے اُس مومن کے جو تمہارے جیسا عمل کرے' صحابہ کرامؓ نے عرض کی' جی ضرور یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: "نماز کے بعد 33 مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ' 33 مرتبہ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ اور 34 بار اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہا کرو' اس ذکر کا نام تسبیح فاطمہؓ ہے۔

ذکر کے فوائد: ذکر کے کئی ایک فوائد ہیں' ان میں سے اہم یہ ہیں:

1) **قربِ الٰهی:** ذکر کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ انسان اپنے رب کے قریب ہوجاتا ہے اور اُس کی رضا حاصل کر لیتا ہے۔

2) **مسائل سے نجات:** ذکر کی وجہ سے انسان کو تمام مسائل سے نجات مل جاتی ہے اور وہ تمام پریشانیوں سے آزاد ہوکر سکون واطمینان سے زندگی گزارنے لگ جاتا ہے۔

3) **برائیوں سے دُوری:** ذکرِ الٰہی کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس کی بدولت انسان برائیوں سے دور ہوجاتا ہے کیوں کہ نماز بُرائیوں سے روکتی ہے اور ذکر کا بہترین ذریعہ نماز ہے۔

حدیث نمبر: 1

وَعَنْ	أَبِي	هُرَيْرَةَ ؓ	قَالَ	قَالَ	رَسُوْلُ	اللّٰهِ ﷺ
اور	ابو	ھریرہ	کہا	فرمایا	رسول	اللہ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

كَلِمَتَانِ	خَفِيفَتَانِ	عَلَى	اللِّسَانِ	ثَقِيلَتَانِ	فِي	الْمِيزَانِ
دوکلمات	ہلکے	اوپر	زبان	بھاری	میں	ترازو

دو کلمے ہیں، زبان پر ہلکے، میزان میں بھاری اور رحمٰن کے بہت پیارے،

حَبِيبَتَانِ	إِلَى	الرَّحْمٰنِ	سُبْحَانَ	اللّٰهِ	وَبِحَمْدِهِ	سُبْحَانَ
محبوب	طرف	رحمان	پاک	اللہ	اور اس کی تعریف	پاک

(اور وہ ہیں) اللہ پاک ہے اپنی تعریفوں اور خوبیوں کے ساتھ۔ اللہ پاک ہے،

اللّٰهِ	الْعَظِيمِ
اللہ	بڑا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عظمتوں والا ہے۔ (بخاری و مسلم: 1409)

تشریح: اس حدیث میں سبحان اللہ کی فضیلت واہمیت کا تذکرہ کیا گیا ہے اور فرمایا گیا ہے کہ جو شخص کلمہ سبحان کہے گا اس کے تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جو شخص ہر نماز کے بعد 33 دفعہ سبحان اللہ 33 دفعہ الحمد للہ 34 دفعہ اللہ اکبر کہے گا اس کے تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے' اگر چہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

بخاری شریف میں آخری حدیث کے اندر بھی بیان ہوا ہے کہ دو کلمات جو زبان پر ہلکے ہیں' محبوبِ خداوند ہیں' وہ یہ ہیں:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحٰنَ اللّٰہِ الْعَظِیْمُ

ایک اور حدیث کے اندر فرمایا گیا ہے: ''جو آدمی سبحان اللہ کہتا ہے اس کے لیے جنت میں ایک درخت لگ جاتا ہے''۔ اس لیے کثرت سے سبحان اللہ کا ذکر کرنا چاہیے۔ درحقیقت ان الفاظ میں اللہ کی عظمت و تقدس اور پاکی کا بیان مقصود ہے کہ وہ اپنی تمام کی تمام صفات کے ساتھ جلوہ گر ہے اور وہ ہر قسم کے عیب سے مبرا ہے۔

حدیث نمبر: 2

وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ	قَالَ	قَالَ	رَسُوْلُ	اللّٰهِ ﷺ	لَاَنْ	أَقُوْلَ
اور انہی سے	کہا	فرمایا	رسول	اللہ	البتہ	کہنا

سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سُبْحَانَ	اللّٰهِ	وَالْحَمْدُ	لِلّٰهِ	وَلَا	اِلٰهَ
پاک	اللہ	اور تعریف	اللہ کے لیے	اور نہیں	معبود

مجھے سبحان اللہ والحمدللہ و لا الہ الا اللہ واللہ اکبر،

اِلَّا	اللّٰهُ	وَاللّٰهُ	اَكْبَرُ	أَحَبُّ	اِلَيَّ	مِمَّا
مگر	اللہ	اور اللہ	بڑا	محبوب	طرف	اس چیز سے

کہنا ان تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے

طَلَعَتْ	عَلَيْهِ	الشَّمْسُ
طلوع ہوا	اس پر	سورج

جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ (رواہ مسلم: 1410)

تشریح: اس حدیث میں ذکر کی جن اقسام کا ذکر کیا گیا ہے وہ یہ ہیں:

i) **تسبیح یعنی سبحان اللہ کہنا:** حدیث میں سبحان اللہ کی فضیلت واہمیت کا تذکرہ کیا گیا ہے اور فرمایا گیا ہے کہ جو شخص کلمہ سبحان اللہ کہے گا اس کے تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ حضور a نے فرمایا: جو شخص ہر نماز کے بعد 33 دفعہ سبحان اللہ 33 دفعہ الحمد للہ 34 دفعہ اللہ اکبر کہے گا اس کے تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے' اگر چہ وہ سمندر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کی جھاگ کے برابر ہوں۔ بخاری شریف کی آخری حدیث میں بیان ہوا ہے کہ دو کلمات جو زبان پر ہلکے ہیں محبوب خداوند ہیں، یہ ہیں:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحٰنَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ

ایک اور حدیث کے اندر فرمایا گیا ہے: ''جو آدمی سبحان اللہ کہتا ہے اس کے لیے جنت میں ایک درخت لگ جاتا ہے۔ اس لیے کثرت سے سبحان اللہ کا ذکر کرنا چاہیے۔ درحقیقت ان الفاظ میں اللہ کی تسبیح و تقدس اور پاکی کا بیان مقصود ہے یعنی وہ اپنی تمام کی تمام صفات کے ساتھ جلوہ گر ہے وہ ہر قسم کے عیب سے مبرا ہے۔

2) **تحمید**: اس سے مراد الحمدللہ کہنا ہے، تحمید کے الفاظ انسان کی طبیعت سے غرور و تکبر کو ختم کرتے ہیں اور انسان میں شکر کا جذبہ اُبھارتے ہیں، اللہ کے رسول ﷺ نے مومنین کو دو طریقے بتائے ہیں جو یہ ہیں، اوّل جو خوشی آئے تو الحمدللہ کہا جائے، دوم جب کبھی غم آئے تو انا للہ و انا الیہ راجعون کہا جائے اس کے بغیر انسان کو زندگی نہیں گزارنی چاہیے۔

3) **کلمہ طیبہ**: کلمہ شہادت انسان کی اساس اور بنیاد ہے اسی کلمہ کی عظمت بدولت انسان مسلمان ہو کر لوائے حمد کے نیچے آتا ہے یہ کلمہ انسان کو طیب و طاہر اور نفیس و اعلیٰ بناتا ہے۔ اسی کلمہ کی بدولت انسان انتم الا علون ان کنتم مؤمنین کا مصداق بنتا ہے۔ اسی کلمہ کی بدولت انسان حکمرانی کرنے کے گر سیکھتا ہے، یہی کلمہ آقا و غلام اور امیر و غریب کا فرق ختم کرتا ہے، ایک حدیث میں اس کی اہمیت یوں واضح کی گئی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا: ''جس کو آخری وقت کلمہ طیبہ پڑھنا نصیب ہو گیا وہ ضرور بالضرور جنت میں جائے گا''۔ ایک اور حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا:

أَفْضَلُ الذِّكْرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَأَفْضَلُ الدُّعَاءُ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ

ترجمہ: بہترین ذکر لا الٰہ الا اللہ اور بہترین دعا الحمدللہ ہے۔

حدیث نمبر: 3

وَعَنْهُ	أَنَّ	رَسُوْلَ	اللّٰهِ ﷺ	قَالَ	مَنْ	قَالَ
اور انہی سے	یہ کہ	رسول	اللہ	کہا	جس نے	کہا

سابق راوی ہی سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص دن میں سو مرتبہ یہ کلمات کہے۔

لَا	اِلٰهَ	اِلَّا	اللّٰهُ	وَحْدَهٗ	لَا	شَرِيْكَ
نہیں	معبود	مگر	اللہ	اکیلا	نہیں	شریک

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا بادشاہی میں کوئی شریک نہیں

لَهٗ	لَهُ	الْمُلْكُ	وَلَهُ	الْحَمْدُ	وَهُوَ	عَلٰى
اس کے لیے	اس کے لیے	بادشاہی	اور اس کے لیے	تعریف	اور وہ	اوپر

اس کے لیے تعریف اور بادشاہی ہے،

كُلِّ	شَيْءٍ	قَدِيْرٌ	فِيْ	يَوْمٍ	مِائَةَ	مَرَّةٍ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہر ایک	چیز	قادر	میں	دن	سو	بار

اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

كَانَتْ	لَهُ	عِدْلَ	عَشْرِ	رِقَابٍ	وَكُتِبَتْ	لَهُ
تھی	اس کے لیے	برابر	دس	گردن	اور لکھی جائے	اس کے لیے

اسے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔ اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جائیں گی

مِائَةُ	حَسَنَةٍ	وَمُحِيَتْ	عَنْهُ	مِائَةُ	سَيِّئَةٍ	وَكَانَتْ
سو	نیکی	اور مٹائے جائیں	اس سے	سو	برائی	اور تھی

اور اس کی سو برائیاں مٹا دی جائیں گی۔

لَهُ	حِرْزًا	مِنَ	الشَّيْطَانِ	يَوْمَهُ	ذٰلِكَ
اس کے لئے	بچاؤ	سے	شیطان	اس کا دن	یہ

اور یہ کلمات اس کے لئے اس دن شام تک شیطان سے بچاؤ کا ذریعہ ہوں گے۔

حَتّٰى	يُمْسِيَ	وَلَمْ	يَأْتِ	أَحَدٌ	بِأَفْضَلَ	مِمَّا
یہاں تک	وہ شام کرے	نہیں	وہ لائے	ایک	بہتر	اس چیز سے

اور (قیامت والے دن) کوئی شخص اس سے زیادہ فضیلت والا عمل لے کر حاضر نہیں ہوگا،

جَاءَ	بِهِ	إِلَّا	رَجُلٌ	عَمِلَ	أَكْثَرَ	مِنْهُ
آیا	اس کے ساتھ	مگر	آدمی	کام	زیادہ	اس سے

سوائے اس شخص کے جس نے اس سے زیادہ یہ عمل کیا ہوگا۔

وَقَالَ	مَنْ	قَالَ	سُبْحَانَ	اللّٰهِ	وَبِحَمْدِهِ	فِيْ
اور کہا	جس نے	کہا	پاک	اللہ	اور اس کی تعریف	میں

اور ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے ایک دن میں سو مرتبہ یہ کلمات پڑھے سبحان اللہ وبحمدہ،

يَوْمٍ	مِائَةَ	مَرَّةٍ	حُطَّتْ	خَطَايَاهُ	وَإِنْ	كَانَتْ
دن	سو	بار	مٹائی گئی	اس کی خطائیں	اور اگر	تھی

تو اس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے

مِثْلَ	زَبَدِ	الْبَحْرِ
مانند	جھاگ	سمندر

اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (بخاری و مسلم: 1411)

تشریح اس حدیث میں ذکر الٰہی کی فضیلت بیان کرتے ہوئے خاص وظیفہ بتایا گیا ہے کیوں کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ذکرِ الٰہی سب سے بڑی عبادت ہے، ارشادِ ربانی ہے:

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ط (العنکبوت:45)

ترجمہ: اور یقیناً اللہ کی یاد سب سے بڑی ہے۔

رسولِ اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: میں تمہیں کوئی ایسی چیز نہ بتاؤں جو تمام اعمال سے بہتر ہو اور تمہارے مالک کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ اور تمہارے درجات کو بہت بلند کرنے والی ہو، اور سونے چاندی کو خرچ کرنے اور دشمنوں کو قتل کرنے اور شہید ہونے سے بھی افضل ہو۔ صحابہ نے عرض کیا: ضرور بتائیے: آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا ذکر۔

قرآن مجید اور حدیث شریف میں اللہ کا ذکر کرنے کی بار بار تاکید کی گئی ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ ہر وقت اور ہر حال میں ذکر کرتے رہنا چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ٥ (الاحزاب:41)

اے ایمان والو! اللہ کا بکثرت ذکر کیا کرو۔ پھر فرمایا:

اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ (آلِ عمران:191)

وہ (عقل والے) جو اٹھتے بیٹھتے اور لیٹے (ہر حال میں) اللہ کو یاد کرتے ہیں۔

پھر اس حدیث مبارکہ میں کلمہ طیبہ لا الہ الا اللّٰہ پڑھنے کی فضیلت کا ذکر کیا گیا ہے، حدیثِ نبوی ﷺ ہے:

مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ

ترجمہ: جس نے لا الٰہ الا اللہ کہ دیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

ایک اور حدیث میں فرمایا گیا ہے: جو یہ کلمات پڑھے گا اسے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اس کے نامہ اعمال میں 100 نیکیاں لکھی جائیں گی اور 100 گناہوں پر معافی کے قلم پھیر دیئے جائیں گے۔ اسی کلمہ کی تلاوت کے فضیلت کا ذکر کرتے ہوئے حضور ہادی کائنات رحمۃ اللعالمین ﷺ نے اعلان فرمایا:

جو شخص وضو اچھے طریقے سے کرے پھر آسمان کی طرف منہ کر کے وہ لا الہ الا اللّٰہ وحدہٗ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہٗ کہے تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ جنت کے تمام دروازے کھول دیتا ہے۔ جس دروازے سے چاہے وہ جنت میں داخل ہو جائے۔ ایک اور حدیث میں فرمانِ رسول ﷺ ہے:

کلمہ لا الہ الا اللّٰہ جب انسان کی زبان سے ادا ہوتا ہے تو اس کی سرگوشی جس رخ پر بھی پھیلتی ہے اس طرف کے تمام گناہ دُھل جاتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ جو شخص صدق دل سے ان کلمات کو ادا کرے گا پھر اللہ سے مغفرت کی دعا کرے گا اللہ اس کو ضرور بخش دے گا۔ خلاصہ کلام یہ نکلا کہ یہ کلمات انسان کو کارِ منزلت کی عمیق گہرائیوں سے اٹھا کر اوجِ ثریا کی اعلیٰ وارفع منزل پر پہنچا دیتا ہے۔ وہ انہی کلمات کی بدولت مقربِ خداوندی ہی نہیں ہوتا بلکہ تمام اخروی نعمتوں کا حصول اس کا مقدر بن جاتا ہے۔

حدیث نمبر: 4

وَعَنْ	اَبِي	اَيُّوْبَ	الْاَنْصَارِيِّ	عَنِ	النَّبِيِّ ﷺ	قَالَ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور سے	ابو	ایوب	انصاری	سے	نبی	کہا

حضرت ابوایوب انصاریؓ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ	قَالَ	لَا	إِلٰهَ	إِلَّا	اللّٰهُ	وَحْدَهُ
جس نے	کہا	نہیں	معبود	مگر	اللہ	اکیلا

جس نے کہا' اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے'

لَا	شَرِيكَ	لَهُ	لَهُ	الْمُلْكُ	وَلَهُ	الْحَمْدُ
نہیں	شریک	اس کے لیے	اسی کی	بادشاہی	اور اس کی	تعریف

اس کا بادشاہی میں کوئی شریک نہیں' اور اسی کی تعریف ہے'

وَهُوَ	عَلٰى	كُلِّ	شَيْءٍ	قَدِيرٌ	عَشْرَ	مَرَّاتٍ
اور وہ	اوپر	ہر ایک	چیز	قادر	دس	مرتبہ

وہ ہر چیز پر قادر ہے' تو جس شخص نے دس مرتبہ یہ کلمات کہے

كَانَ	كَمَنْ	أَعْتَقَ	أَرْبَعَةَ	أَنْفُسٍ	مِنْ	وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ
تھا	جیسے	آزاد کیا	چار	جانیں	سے	اولادِ اسماعیل

تو اس کا یہ عمل اس شخص کی طرح ہے۔ جس نے حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں سے چار غلام آزاد کیے۔ (بخاری ومسلم:1412)

تشریح اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ جس شخص نے اللہ کی وحدانیت کی گواہی دی اور اللہ سے شرک کی نفی کی اور اس کی باشاہی کو تسلیم کیا تو اس کو چار غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔

اللہ تعالیٰ خالقِ کائنات ہے۔ وہ مالک' رازق اور رحمٰن ورحیم ہے۔ اس کی ذات میں تمام صفاتِ کاملہ پائی جاتی ہیں' کوئی اور ذات ایسی صفات کی متصف نہیں ہوسکتی' وہی عبادت کے لائق ہے۔ اس کا وجود اور صفات اس وقت بھی تھیں جب کوئی چیز موجود نہ تھی اور اس وقت بھی ہوں گی جب کوئی چیز باقی نہ رہے گی۔ وہ اتنی بڑی کائنات کے نظام کو اکیلے چلا رہا ہے' وہ ایسا علیم ہے کہ کسی درخت کے پتے کی حرکت سے بھی بے خبر نہیں ہے' وہ ایسا قادر ہے کہ ہر چیز میں اس کی قدرت کاملہ نظر آتی ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں لاشریک اور بے عیب ہے اسی طرح اپنی صفات میں بھی لاریب و بے عیب ہے۔ یہاں اَلْمُلْکُ کا لفظ استعمال ہوا' جس کے معنی ہیں:

اصل بادشاہ وہی ہے' پوری کائنات پر اس کی سلطانی وفرمانروائی محیط ہے۔ ہر چیز کا وہ مالک ہے' ہر شے اس کے تصرف اور اقتدار اور حکم کی تابع ہے۔ اور اس کی حاکیت کو محدود کرنے والی کوئی شے نہیں ہے۔

حدیث نمبر 5:

وَعَنْ	أَبِي	ذَرٍّ	قَالَ	قَالَ	لِي	رَسُولُ
اور سے	ابو	ذرؓ	کہا	فرمایا	میرے لیے	رسول

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوذرؓ بیان کرتے فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

اللّٰهِ	اِلَى	الْكَلَامِ	بِأَحَبِّ	أُخْبِرُكَ	أَلَا	اللّٰهِ ﷺ
اللہ	طرف	کلام	محبوب	میں خبر دوں	کیا	اللہ

کیا میں تجھے ایسا کلام نہ بتلاؤں جو اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟

اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ	سُبْحَانَ	اللّٰه	اِلَى	الْكَلَامِ	أَحَبَّ	اِنَّ
اللہ اور اس کی تعریف	پاک	اللہ	طرف	کلام	محبوب	بیشک

بے شک اللہ کو سب سے زیادہ محبوب کلام سبحان اللّٰه وبحمده (اللہ پاک ہے اور اس کے لیے تعریف ہے) (رواہ مسلم:1413)

تشریح اس حدیث میں سبحان اللّٰه وبحمده کی فضیلت بیان کی گئی ہے' اور بتایا گیا ہے کہ اللہ کو محبوب ترین کلمات سبحان اللّٰه وبحمده ہیں' ان الفاظ کا ورد و وظیفہ کر کے اللہ کا قرب حاصل کیا جاسکتا ہے جیسا کہ ایک اور حدیث میں ہے'

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''معراج کی رات میری ملاقات حضرت ابراہیم سے ہوئی تو انہوں نے فرمایا' اے محمد ﷺ! اپنی اُمت کو میرا سلام کہنا اور انہیں بتانا کہ جنت بہت خوش گوار مٹی اور میٹھے پانی والی ہے اور اس کی زمین بہت زرخیز ہے اور اس پر بونے والا پودا سبحان اللّٰه وبحمده اور لا اله الا اللّٰه اللّٰه اکبر ہے''۔ (جامع ترمذی)

امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ جس شخص نے سبحان اللّٰه وبحمده دن میں سو مرتبہ کہا اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں''۔ (صحیح بخاری)

حدیث نمبر:6

رَسُوْلُ	قَالَ	قَالَ	الْاَشْعَرِیِّؓ	مَالِكٍ	أَبِی	وَعَنْ
رسول	فرمایا	کہا	اشعری ؓ	مالک	ابو	اور سے

حضرت ابو مالک اشعریؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تَمْلَأُ	لِلّٰهِ	وَالْحَمْدُ	الْاِیْمَان	شَطْرُ	اَلطُّهُوْرُ	اللّٰهِ ﷺ
بھر دیتا ہے	اللہ کے لیے	اور تعریف	ایمان	نصف	صفائی	اللہ

پاکیزگی آدھا ایمان ہے اور الحمدللہ ترازو کو بھر دیتا ہے'

أَوْ	تَمْلَآنِ	لِلّٰهِ	وَالْحَمْدُ	اللّٰه	وَسُبْحَانَ	الْمِیْزَانَ
یا	بھر دیتا ہے	اللہ کے لیے	اور تعریف	اللہ	اور پاک	ترازو

اور سبحان اللہ والحمدللہ ترازو کو بھر دیتا ہے یا (فرمایا)

وَالْاَرْضِ	السَّمٰوٰتِ	مَابَیْنَ	تَمْلَأُ
اور زمین	آسمان	جو درمیان	تو بھر دیتا ہے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

آسمانوں اور زمین کے درمیانی حصہ کو بھر دیتے ہیں۔ (رواہ مسلم: 1414)

تشریح: اس حدیث میں کئی ایک امور کا ذکر کیا گیا ہے جو یہ ہیں:

1) **طہارت و پاکیزگی:** اس حدیث میں پہلا حکم طہارت کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کیوں کہ طہارت کے بغیر کوئی عبادت قابلِ قبول نہیں' اس کے بغیر انسان نہ نماز پڑھ سکتا ہے' نہ قرآن کو ہاتھ لگا سکتا ہے' اس لیے طہارت کو تمام محدثین حدیث نے اپنی حدیث کی کتب میں سے سب سے پہلے ذکر کیا ہے' اس کی دو اقسام ہیں' ظاہری طہارت' باطنی طہارت' دونوں کا ہونا ضروری ہے' مختصر یہ کہ طہارت نصف ایمان ہے اس لیے اس کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیے۔

2) **تسبیح:** حدیث میں سبحان اللہ کی فضیلت و اہمیت کا تذکرہ کیا گیا ہے اور فرمایا گیا ہے کہ جو شخص کلمہ سبحان اللہ کہے گا اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جو شخص ہر نماز کے بعد 33 دفعہ سبحان اللہ 33 دفعہ الحمدللہ 34 دفعہ اللہ اکبر کہے گا اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے' اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ بخاری شریف کی آخری حدیث میں بیان ہوا ہے کہ دو کلمات جو زبان پر ہلکے ہیں محبوب خداوند ہیں' یہ ہیں:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحٰنَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

ایک اور حدیث کے اندر فرمایا گیا ہے: ''جو آدمی سبحان اللہ کہتا ہے اس کے لیے جنت میں ایک درخت لگ جاتا ہے۔ اس لیے کثرت سے سبحان اللہ کا ذکر کرنا چاہیے۔ درحقیقت ان الفاظ میں اللہ کی عظمت و تقدس اور پاکی کا بیان مقصود ہے یعنی وہ اپنی تمام کی تمام صفات کے ساتھ جلوہ گر ہے وہ ہر قسم کے عیب سے مبرّا ہے۔

3) **تحمید:** اس سے مراد الحمدللہ کہنا ہے' تحمید کے الفاظ انسان کی طبیعت سے غرور و تکبر کو ختم کرتے ہیں اور انسان میں شکر کا جذبہ اُبھارتے ہیں' اللہ کے رسول ﷺ نے مومنین کو دو طریقے بتائے ہیں جو یہ ہیں' اوّل جو خوشی آئے تو الحمدللہ کہا جائے' دوم جب کبھی غم آئے تو انا للہ وانا الیہ راجعون کہا جائے اس کے بغیر انسان کو زندگی نہیں گزارنی چاہیے۔

حدیث نمبر: 7

وَعَنْ	سَعْدِ	بْنِ	أَبِي	وَقَّاصٍ ؓ	قَالَ	جَاءَ
اور سے	سعد	بیٹا	ابی	وقاص	کہا	آیا

حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ بیان فرماتے ہیں کہ

أَعْرَابِي	إِلَى	رَسُولِ	اللّٰهِ ﷺ	فَقَالَ	عَلِّمْنِي	كَلَامًا
بدو	طرف	رسول	اللہ	تو کہا	مجھے سکھاؤ	کلام

ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا مجھے ایسی بات سکھلا دیں

أَقُولُهُ	قَالَ	قُلْ	لَا	إِلٰهَ	إِلَّا	اللّٰهُ
میں اسے کہوں	کہا	کہہ دیجیے	نہیں	معبود	مگر	اللہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جسے میں کہتا رہوں، آپ ﷺ نے فرمایا یہ کہا کرو۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

وَحْدَهُ	لَا	شَرِيكَ	لَهُ	اَللّٰهُ	أَكْبَرُ	كَبِيرًا
اکیلا	شریک	شریک	اس کا	اللہ	بڑا	کبریائی

وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اللہ سب سے بڑا ہے، اس کی کبریائی ہے،

وَالْحَمْدُ	لِلّٰهِ	كَثِيرًا	وَسُبْحَانَ	اللّٰه	رَبِّ	الْعَالَمِينَ
اور تعریف	اللہ کے لیے	زیادہ	اور پاک	اللہ	پالنے والا	جہانوں کا

اللہ کے لئے سب سے زیادہ تعریفیں ہیں، اللہ کے لئے پاکیزگی ہے جو جہانوں کا رب ہے،

وَلَا	حَوْلَ	وَلَا	قُوَّةَ	إِلَّا	بِاللّٰهِ	الْعَزِيزِ
اور نہیں	ہمت	اور نہیں	طاقت	مگر	اللہ کے ساتھ	غالب

گناہ سے پھرنے کی توفیق اور نیکی کرنے کی قوت اللہ ہی کو حاصل ہوتی ہے۔ جو غالب حکمتوں والا ہے'

الْحَكِيمِ	قَالَ	فَهٰؤُلَاءِ	لِرَبِّي	فَمَالِي	قَالَ	قُلِ
حکیم	کہا	تو یہ سب	رب کے لیے	پس نہیں میرے لیے	کہا	کہہ دیجیے

اس نے کہا' یہ سب باتیں تو میرے رب کیلئے ہیں میرے لئے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ کہا کر۔

اَللّٰهُمَّ	اغْفِرْلِي	وَارْحَمْنِي	وَاهْدِنِي	وَارْزُقْنِي
اے اللہ	مجھے بخش دے	اور مجھ پر رحم فرما	اور مجھے ہدایت دے	اور مجھے رزق دے

اے اللہ مجھے بخش دے مجھ پر رحم فرما۔ مجھے ہدایت سے نواز اور مجھے اپنی عطا سے سرفراز فرما۔ (رواہ مسلم: 1415)

تشریح اس حدیث میں ذکر کے مزید الفاظ اور ان کی فضیلت کو بیان کیا گیا ہے' اور بتایا گیا ہے کہ ذکرِ الٰہی کی بدولت مردہ دل زندہ ہو جاتے ہیں اور زنگ آلود دلوں کے زنگ اُتر جاتے ہیں' سنن ابن ماجہ میں ایک روایت ہے' سیدنا نعمان بن بشیرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جو تم اللہ کی بزرگی کا ذکر کرتے ہو مثلاً سبحان اللّٰه وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ' یہ کلمات اللہ کے عرش کے گرد چکر لگاتے رہتے ہیں اور شہد کی مکھیوں کی طرح بھنبھناتے ہیں' اپنے کہنے والے کا ذکر اللہ تعالیٰ کے سامنے کرتے ہیں (تو اسے چاہیے کہ وہ کلمات کو ہمیشہ کہے)'' (سنن ابن ماجہ: 689)

سیدنا ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں' کہ وہ درخت لگا رہے تھے' قریب سے نبی کریم ﷺ کا گزر ہوا تو فرمایا: ابوھریرہؓ! کیا کر رہے ہو؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! درخت لگا رہا ہوں' آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے بہتر درخت تمہیں نہ بتاؤں' عرض کیا ضرور یا رسول اللہ ﷺ' فرمایا کہو' سُبحان اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ'' ہر کلمہ کی بدولت جنت میں تمہارے لیے ایک درخت لگے گا''۔ (ابن ماجہ' باب الادب: 687)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر:8

وَعَنْ	ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ	قَالَ	كَانَ	رَسُوْلُ	اللّٰهِ ﷺ	إِذَا
اور سے	ثوبان	کہا	تھے	رسول	اللہ	جب

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

انْصَرَفَ	مِنْ	صَلَاتِهِ	اِسْتَغْفَرَ	ثَلَاثًا	وَقَالَ	اَللّٰهُمَّ
پھرا	سے	اپنی نماز	بخشش مانگی	تین بار	اور کہا	اے اللہ

جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ استغفار کرتے اور اس کے بعد پڑھتے،

أَنْتَ	السَّلَامُ	وَمِنْكَ	السَّلَامُ	تَبَارَكْتَ	يَاذَاالْجَلَالِ	وَالْإِكْرَامِ
تو	سلام	اور تجھ سے	سلامتی	تو بابرکت	اے جلال والے	بزرگی والے

اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذاالجلال والاکرام (اے اللہ تو سلام ہے اور تجھ سے سلامتی ہے اور تو بابرکت ہے اے عزت و بزرگی والے)

قِيْلَ	لِلْأَوْزَاعِيِّ	وَهُوَ	أَحَدُ	رُوَاةُ	الْحَدِيْثِ	كَيْفَ
کہا	اوزاعی کے لیے	اور وہ	ایک	راوی	حدیث	کیسے

امام اوزاعی حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی سے پوچھا گیا! استغفار کیسے فرماتے تھے؟

الْاِسْتِغْفَارُ	قَالَ	يَقُوْلُ	أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ	أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ
بخشش	کہا	وہ کہتا ہے	اللہ کی پناہ	اللہ کی پناہ

انہوں نے کہا آپ ﷺ استغفر اللہ، استغفر اللہ پڑھتے۔ (رواہ مسلم:1416)

تشریح اس حدیث میں استغفار کی اہمیت و فضیلت بیان کی گئی ہے اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں: اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندیوں تک پہنچ جائیں پھر تو میرے پاس توبہ و استغفار کے لئے آئے تو میں تجھے بخش دوں گا' جیسے حدیث میں آتا ہے' کہ ایک بدکار عورت کو کتے کے پانی پلانے کی بدولت بخش دیا اور ایک آدمی نے توبہ کی تو اس کی موت اسی وقت ہوگئی تو اللہ نے زمین کو سکڑنے کا حکم دے کر اس کی بخشش کردی' خود اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ یوں کرتے ہیں:

وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ترجمہ: اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگو بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اسی طرح ایک اور آیت ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى

ترجمہ: ''اور جو توبہ کرلے اور ایمان لے آئے اور اچھے کام کرے، پھر سیدھے راستے پر چلے تو میں اس کو بخش دوں گا''۔

تو اب یہ چار شرطیں پوری کرو گے تو وہ غفور بھی ہے اور رحیم بھی' یہ چار شرطیں توبہ، ایمان، عمل صالح اور ہدایت پر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عملاً چل پڑنا ہیں۔ ان شرطوں کو پورا کرتے ہی اللہ تعالیٰ کی شانِ غفاریت ظہور میں آجاتی ہے۔ (تفسیر انوار القرآن از ڈاکٹر غلام مرتضیٰ ملک شہید رحمہ اللہ)

خود نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں دن میں ستر بار استغفار مانگتا ہوں''۔ استغفار کے فوائد قرآن میں یوں بیان کیے گئے ہیں:

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلِ السَّمَاۗءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ ۔

ترجمہ: اللہ سے استغفار طلب کرو وہ بخشنے والا ہے' آسمان سے تم پر بارش برسائے گا اور تمہاری مال واولاد سے مدد کرے گا۔ (سورۃ نوح: 10' 11' 12)

حدیث نمبر: 9

وَعَنِ	الْمُغِيْرَةَ	بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ	أَنَّ	رَسُوْلَ	اللّٰهِ ﷺ	كَانَ
اور سے	مغیرہ	بیٹا شعبہ	بیشک	رسول	اللہ	تھا

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

إِذَا	فَرَغَ	مِنَ	الصَّلَاةِ	وَسَلَّمَ	قَالَ	لَا
جب	فارغ ہوتے	سے	نماز	اور سلام پھیرتے	کہا	نہیں

جب نماز سے فارغ ہوجاتے اور سلام پھیر لیتے تو فرماتے تھے

إِلٰهَ	إِلَّا	اللّٰهُ	وَحْدَهٗ	لَا	شَرِيْكَ	لَهٗ
معبود	مگر	اللہ	اکیلا	نہیں	شریک	اس کا

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں

لَهُ	الْمُلْكُ	وَلَهُ	الْحَمْدُ	وَهُوَ	عَلٰى	كُلِّ
اس کے لیے	بادشاہی	اس کا	تعریف	اور وہ	اوپر	ہر ایک

اسی کے لئے بادشاہی اور اسی کے لئے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے'

شَيْءٍ	قَدِيْرٌ	اَللّٰهُمَّ	لَا	مَانِعَ	لِمَا	أَعْطَيْتَ
چیز	قادر	اے اللہ	نہیں	روکنے والا	جو	آپ دیں

اے اللہ! تو جو عطا کرے' اس کو کوئی روکنے والا نہیں

وَلَا	مُعْطِيَ	لِمَا	مَنَعْتَ	وَلَا	يَنْفَعُ	ذَاالْجَدِّ
اور نہیں	عطا کرنے والا	جو	آپ روکیں	اور نہیں	فائدہ دیتی	مالداری

اور جس کو تو روک لے' اس کو کوئی دینے والا نہیں اور کسی صاحب حیثیت کو اس کی حیثیت فائدہ نہیں پہنچا سکتی

مِنْكَ	الْجَدُّ
تجھ سے	مال

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اور تجھ سے بچا نہیں سکتی۔ (بخاری و مسلم: 1417)

تشریح اس حدیث میں ایک اور دعا سکھائی گئی جس کا ذکر کرنے کی تلقین اس حدیث میں کی گئی ہے نبی کریم ﷺ بھی اکثر نماز کے فوراً بعد اس کا ذکر کیا کرتے تھے اسی حدیث کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے سیدنا عمرؓ بن خطاب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر کلمات کو بازار میں داخل ہوتے وقت ادا کیا تو اللہ تعالیٰ اس کی ایک لاکھ نیکیاں لکھ دیتے ہیں ایک لاکھ خطائیں معاف فرماتے ہیں اور ایک لاکھ درجات بلند کر دیتے ہیں''۔ (سنن ترمذی: 3429)

حدیث نمبر 10:

وَعَنْ	عَبْدِاللّٰهِ	بْنِ	الزُّبَيْرِ	أَنَّهُ	كَانَ	يَقُولُ
اور سے	عبداللہ	بیٹا	زبیر	بیشک	تھا	رسول

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ یہ پڑھا کرتے تھے

دُبُرَ	كُلِّ	صَلَاةٍ	حِيْنَ	يُسَلِّمُ	لَا	إِلٰهَ
پیچھے	ہر ایک	نماز	جب	سلام پھیرتے	نہیں	معبود

ہر نماز کے بعد جس وقت سلام پھیر دیتے،

إِلَّا	اللّٰهُ	وَحْدَهُ	لَا	شَرِيْكَ	لَهُ	لَهُ
مگر	اللہ	اکیلا	نہیں	شریک	اس کا	اس کی

اللہ ﷻ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں،

الْمُلْكُ	وَلَهُ	الْحَمْدُ	وَهُوَ	عَلٰی	كُلِّ	شَيْءٍ
بادشاہی	اور اس کی	تعریف	اور وہ	اوپر	ہر ایک	چیز

اسی کے لئے بادشاہی اور اسی کے لئے تعریف ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے،

قَدِيْرٌ	لَا	حَوْلَ	وَلَا	قُوَّةَ	إِلَّا	بِاللّٰهِ
قادر	نہیں	قوت	اور نہیں	طاقت	مگر	اللہ کے ساتھ

گناہ سے بچنے کی توفیق اور نیکی کرنے کی قوت اللہ ہی سے حاصل ہوتی ہے۔

لَا	إِلٰهَ	إِلَّا	اللّٰهُ	وَلَا	نَعْبُدُ	إِلَّا
نہیں	معبود	مگر	اللہ	اور نہیں	ہم عبادت کرتے	مگر

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، ہم صرف اسی ایک کی عبادت کرتے ہیں،

إِيَّاهُ	لَهُ	النِّعْمَةُ	وَلَهُ	الْفَضْلُ	وَلَهُ	الثَّنَاءُ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسی کی	اس کی	نعمت	اور اس کی	فضل	اور اسی کی	تعریف

اسی کے لئے نعمت اسی کے لئے فضل اور اسی کے لئے اچھی حمد وثنا سزاوار ہے۔

اَلْحَسَنُ	لَا	اِلٰهَ	اِلَّا	اللّٰهُ	مُخْلِصِيْنَ	لَهُ
اچھا	نہیں	معبود	مگر	اللہ	خالص	اس کا

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہم اس کے لئے اپنی اطاعت کو خالص کرنے والے ہیں،

الدِّيْنَ	وَلَوْ	كَرِهَ	الْكَافِرُوْنَ	قَالَ	ابْنُ	الزُّبَيْرِ
دین	اور اگر	ناپسند	کافر	کہا	بیٹا	زبیر

اگر چہ کافروں کو نا گوار گزرے۔ حضرت ابن زبیرؓ نے فرمایا:

وَكَانَ	رَسُوْلُ	اللّٰهِ ﷺ	يُهَلِّلُ	بِهِنَّ	دُبُرَ	كُلِّ صَلَاةٍ
اور تھا	رسول	اللہ	لا الہ کہنا	ان کے ساتھ	پیچھے	ہر نماز

رسول اللہ ﷺ ان کلمات کے ذریعے سے ہر نماز کے بعد اللہ کی توحید وعظمت بیان فرماتے تھے۔ (رواہ مسلم:1418)

تشریح اس حدیث میں لاحول ولاقوۃ الاباللہ کے فضائل کو بیان کیا گیا ہے کہ جو شخص ان کلمات کو ادا کرے گا وہ شیطان کے وسوسوں اور اس کی چالوں سے محفوظ رہے گا' اور اللہ کی غیبی نصرت ومدد انہیں مل جائے گی' ان کلمات کی فضیلت کئی احادیث میں بیان کی گئی ہے' حضرت ابو موسیٰ عبداللہؓ بن قیس بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: کیا میں تجھے جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے کے بارے میں آگاہ نہ کروں' میں نے کہا کیوں نہیں' یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہا کرو۔ (صحیح مسلم:3704)

سیدنا حازم بن حرملہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس سے گزرا تو آپ ﷺ نے فرمایا' اے حازم! لاحول ولاقوۃ إلا باللہ کا کثرت سے ذکر کیا کرو' کیوں کہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ (ابن ماجہ:3824)

امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند میں ایک حدیث بیان کی ہے' لکھتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عمروؓ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے نبی نوحؑ جب قریب المرگ تھے تو انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا' میں تمہیں وصیت کرنے والا ہوں: تمہیں دو چیزوں کا حکم دوں گا اور دو چیزوں سے منع کروں گا' میں تمہیں لا الہ الا اللہ کا حکم دیتا ہوں کیوں کہ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں ہوں اور لا الہ الا اللہ دوسرے پلڑے میں ہو تو لا الہ الا اللہ والا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ سبحان اللہ وبحمدہ ہر چیز کی نماز ہے اور اسی کے ذریعے مخلوق کو رزق دیا جاتا ہے"۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کتاب الدعوات

حدیث نمبر:1

وَعَنِ	النُّعْمَانِ	بْنِ	بَشِيرٍ ؓ	عَنِ	النَّبِيِّ ﷺ	قَالَ
اور سے	نعمان	بیٹا	بشیر	سے	نبی	کہا

حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اَلدُّعَاءُ	هُوَ	الْعِبَادَةُ
دعا	وہ	عبادت

دعا عبادت ہی ہے۔ (رواہ ابوداؤد، ترمذی: 1466)

تشریح اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ جو انسان صرف اللہ تعالیٰ سے اس یقین کے ساتھ دُعا مانگے کہ وہی عطا کرنے والا اور نعمتیں نوازنے والا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے ضرور قبول کرتے ہیں' بلکہ اللہ تو خود فرماتا ہے کہ "جب بندہ میرے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے تو مجھے اُس کے ہاتھوں کو خالی لوٹاتے ہوئے شرم آتی ہے' میں اُسے عطا کر دیتا ہوں"۔ اسی طرح قرآنِ مجید میں فرمایا:

اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ترجمہ: مجھ سے دُعا مانگو میں دُعاؤں کو ضرور قبول کروں گا۔ (مومن: 60)

اسی لیے حدیث میں دُعا کو عبادت کا درجہ دیا گیا ہے اور دعا کو عبادت کا مغز کہا گیا ہے' مگر جو دعا نہیں کرتا وہ مغرور ہے اور مغرور شخص تباہ ہو جاتا ہے اللہ اسے کچھ نہیں دیتے' اور اس کے علاوہ مغرور شخص جہنم میں جائے گا۔

حدیث نمبر:2

وَعَنْ	عَائِشَةَ ؓ	قَالَتْ	كَانَ	رَسُوْلُ	اللّٰهِ ﷺ	يَسْتَحِبُّ
اور سے	عائشہ	کہا	تھے	رسول	اللہ	وہ پسند کرتے

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

الْجَوَامِعَ	مِنَ	الدُّعَاءِ	وَيَدَعُ	مَا	سِوَى	ذٰلِکَ
جامع	سے	دعا	اور چھوڑ دیتے	جو	علاوہ	اس کے

جامع دعاؤں کو پسند فرماتے تھے' اور ان کے ماسوا کو چھوڑ دیتے تھے۔ (رواہ ابوداؤد: 1467)

تشریح اس حدیث مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر a بیان فرما رہے ہیں کہ دعا اللہ تعالیٰ سے پورے خشوع وخضوع کے ساتھ اور پورے جزم سے مانگنی چاہیے' دعا کرتے وقت اعتماد و یقین کی فضا مقدر نہ ہونے پائے، دعا کرتے وقت یہ نہیں کہنا چاہیے کہ اے اللہ اگر تو دینا چاہتا ہے تو دے دے بلکہ اس کی بجائے کہنا چاہیے کہ اے اللہ! تیرے علاوہ کوئی اور معبود برحق نہیں ہے۔ ہمارے پاس تیرے علاوہ کوئی اور دروازہ نہیں ہے۔ جس سے ہم مانگیں اس لیے ہم تجھ سے لے کر اٹھیں گے اور تیرے علاوہ کسی کی چوکھٹ پر جبینِ نیاز نہیں جھکائیں گے، تیرے سامنے ہر دقیق مسئلہ بھی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حقیر سا ہے کیونکہ تو قادرِ مطلق اور داتا و رازق ہے۔ دعا کی اہم مثال یہاں ذکر کی جاتی ہیں:

نبی اکرم ﷺ نے غزوہ بدر میں اللہ سے دعا کی کہ اے میرے اللہ! اگر یہ مٹھی بھر مسلمان آج ختم ہو گئے تو قیامت تک تیرا نام لینے والا کوئی نہ رہے گا۔ اللہ نے اپنے محبوب کی دعا کو سن کر مدد کے لیے فرشتے نازل کر دیئے اور مسلمانوں کو فتح حاصل ہوگئی۔ مگر دعا کے لیے شرط یہ ہے:

وَكَانَ مَطْعَمُهُ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ فَكَيْفَ يُسْتَجَابُ

اگر اس کا کھانا پینا اور لباس حرام ہے۔ تو ان کی یہ دعا کیسے قبول کی جائے گی؟ مختصر یہ کہ دعا کرتے وقت بے صبری اور جلدی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''آدمی اس وقت تک خیر و عافیت میں رہتا ہے جب تک وہ جلد بازی نہیں کرتا' صحابہؓ نے پوچھا' جلد بازی کیا ہے؟ فرمایا کہ دعا کرتے کرتے یہ کہنے لگ جائے کہ میں دعا کرتا ہوں مگر اتنے دن گزرنے کے باوجود وہ قبول نہیں ہوئی۔

حدیث نمبر:3

اَللّٰهُمَّ	النَّبِيِّ ﷺ	دُعَاءِ	أَكْثَرُ	كَانَ	أَنَسٍ رضی اللہ عنہ	وعن
اے اللہ	نبی	دعا	زیادہ	تھا	انس	اور سے

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی اکثر دعا یہ ہوتی تھی،

حَسَنَةً	الْآخِرَةِ	وَفِي	حَسَنَةً	الدُّنْيَا	فِي	آتِنَا
نیکی	آخرت	اور میں	نیکی	دنیا	میں	ہمیں دے

اے اللہ! تو ہمیں دنیا میں بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی،

النَّارِ	عَذَابَ	وَقِنَا
آگ	عذاب	اور ہمیں بچا

اور ہمیں جہنم کی آگ سے بچا۔ (بخاری و مسلم:1468)

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں ایک قرآنی دُعا سکھائی گئی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے محبوب صحابی حضرت انس رضی اللہ عنہ جو خادم نبی کے لقب سے مشہور ہیں وہ رقمطراز ہیں کہ حضور ﷺ اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! مجھے دنیا میں اور آخرت میں نیکی عطا فرما یا دے اور آگ کے عذاب سے محفوظ فرما۔ اس حدیثِ مبارکہ میں چند اسباق پنہاں ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

1) اللہ وحدہٗ لاشریک کے متعدد نام ہیں، ان میں سے یہ نام رب (پالنے والا) لے کر دعا کی گئی ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا اگر چہ صفاتی نام ہے مگر اس میں مخلوق کے پالنے والے پروردگار کے معنی شامل ہیں، اس لیے اگر اس نام سے دعا کی جائے گی تو اسے جلد قبولیت سے سرفراز کیا جائے گا۔

2) اس آیت میں جو دعا ہے اس میں تمام دنیا کی فلاح وفوز اور بھلائی دریافت کی گئی ہے۔

3) اسی دعا میں آخرت کی بھلائی اور بہتری طلب کی گئی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

4) اس دعا میں دوزخ کی آگ سے پناہ طلب کی گئی ہے اور اللہ سے دعا طلب کی گئی ہے کہ اے اللہ! مجھے دوزخ کے عذاب سے نجات دے دے کیونکہ تیرے علاوہ کوئی بھی ہمیں عذابِ الیم سے پناہ دینے والا نہیں۔ جیسے دعا ہے:

اَللّٰھُمَّ لَایَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ

ترجمہ: اے اللہ گناہوں کو تیرے علاوہ کوئی بخشنے والا نہیں، لہٰذا مجھے بخش دے۔

خلاصہ کلام اور حاصلِ مقصود یہ ہے کہ یہ آیت جامع اور کامل و اکمل دعا ہے، جس میں دین و دنیا کی بھلائی کا راز مضمر ہے۔ اور جس میں عذابِ الٰہی سے اجتناب کرنے کی بھی دعا موجود ہے۔ علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ اس دعا کے ضمن میں رقمطراز ہیں کہ حسنہ سے مراد دنیا کی زندگی کی تمام سہولتیں ہیں جن کو نبی a ان سب کے لیے مانگا کرتے تھے اور حضرت انسان مسائل کے مجموعے کا نام ہے اور حسنہ دنیا کے تمام مسائل کا حل ہے۔ اگر دولتِ ایمان ہو تو صحت دعافیت اور سکونِ قلب حاصل ہوتا ہے۔ اسی ایمان کی نعمت کی بدولت رزق میں فراوانی آتی ہے اور دنیا کی بھلائی ان سب کا حصول ہے اگرچہ انسان ضعیف ہے اس کے مسائل قوی اور توانا ہیں اور حسنہ میں ایمانِ صالح بھی شامل ہے اور آخرت میں رضائے الٰہی کا حصول وغیرہ شامل ہے۔

حدیث نمبر:4

يَقُوْلُ	كَانَ	النَّبِيُّ ﷺ	اَنَّ	مَسْعُوْدٍ	ابْنِ	وَعَنِ
وہ کہتا ہے	تھے	نبی	یہ کہ	مسعود	بیٹا	اور سے

حضرت ابنِ مسعودؓ سے روایت ہے نبی ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

وَالغِنٰی	وَالعَفَافَ	وَالتُّقٰی	الهُدٰی	اَسْاَلُکَ	اِنِّی	اَللّٰھُمَّ
مالداری	پاک دامنی	پرہیزگاری	ہدایت	میں سوال کرتا ہوں تجھ سے	بیشک	اے اللہ

اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت کا، پرہیزگاری کا، پاک دامنی اور تونگری (بے نیازی) کا سوال کرتا ہوں۔ (رواہ مسلم:1469)

تشریح اس حدیث میں ایک اہم دعا سکھائی گئی ہے جو نبی کریم ﷺ اکثر مانگا کرتے تھے آپ ﷺ چار چیزوں کو مانگا کرتے تھے جن کا ذکر اس حدیث میں ہے جو یہ ہیں:

i) **ہدایت**: اللہ تعالیٰ ہدایت دینے والا ہے اس کے علاوہ کوئی ہدایت دینے والا اور صراطِ مستقیم پر چلانے والا نہیں اس لیے اسی سے ہدایت کی دعا کرنی چاہیے۔

ii) **پرہیزگاری**: تمام عبادات کا مقصد تقویٰ ہے اس کا مرکز دل ہے اس لیے تقویٰ کے حصول کے لیے کوشش کرنی چاہیے اور اس مقصد کے لیے اللہ سے دعا بھی کرنی چاہیے کیوں کہ اس کی توفیق کے بغیر تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتا۔

iii) **پاک دامنی**: عفت و پاک دامنی اللہ کی عطا ہوتی ہے اللہ تعالیٰ سے اس کی دعا کرنی چاہیے تاکہ انسان شیطانی کاموں و حرکات سے رُک سکے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مجھے زبان و شرمگاہ کی ضمانت دے، میں اسے جنت کی ضمانت دوں گا''۔

iv) **مالداری**: نبی کریم ﷺ نے فقر سے پناہ مانگی ہے اور حلال کمانے و کھانے کی ترغیب دی ہے، اور محنت کر کے کھانے والے کو اللہ کا دوست کہا ہے، اس لیے ہمیں بھی مالداری کے لیے دعا اور کوشش کرنا چاہیے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر:5

وَعَنْ	طَارِقِ	بْنِ	اُشَیْمٍ	قَالَ	کَانَ	الرَّجُلُ
اور سے	طارق	بیٹا	اشیم	کہا	تھا	آدمی

حضرت طارق بن اشیمؓ سے روایت ہے، کہ آدمی

اِذَا	اَسْلَمَ	عَلَّمَهُ	النَّبِیُّ ﷺ	الصَّلَاةَ	ثُمَّ	اَمَرَهُ
جب	وہ اسلام لایا	اسے سکھایا	نبی	نماز	پھر	اسے حکم دیا

جب اسلام قبول کرتا تو نبی ﷺ اسے نماز سکھلاتے تھے پھر اسے حکم دیتے

اَنْ	یَدْعُوَ	هٰؤُلَاءِ	الْکَلِمَاتِ	اَللّٰهُمَّ	اغْفِرْلِی	وَارْحَمْنِی
یہ کہ	وہ دعا کرے	یہ (سب)	باتیں	اے اللہ	مجھے بخش دے	اور مجھ پر رحم فرما

کہ وہ ان کلمات کے ساتھ دعا کرے۔ اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما،

وَاهْدِنِی	وَعَافِنِی	وَارْزُقْنِی
اور مجھے ہدایت دے	مجھے عافیت عطا فرما	مجھے روزی دے

مجھے ہدایت دے، مجھے عافیت عطا فرما اور مجھے روزی دے۔ (رواہ مسلم:1470)

تشریح اس حدیث میں پانچ کلمات کے ساتھ دعا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ خود اللہ کے محبوب ﷺ ہر نو مسلم کو نماز سکھانے کے بعد یہ کلمات سکھاتے اور ان کلمات کے ساتھ دعا کرنے کا حکم دیا کرتے' وہ کلمات یہ ہیں:

i) **استغفار:** سب سے پہلے اللہ کے نبی ﷺ نے استغفار مانگنے کا درس دیا کیوں کہ اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے اس کے علاوہ کوئی بخشنے والا نہیں' اس لیے ہمیں عزم بالجزم کے ساتھ اس سے توبہ و استغفار مانگنی چاہیے تاکہ ہماری آخرت بہتر ہو سکے اور ہم دنیاوی نعمتوں کے مستحق بن سکیں۔

ii) **ھدایت:** اللہ تعالیٰ سے استغفار کے بعد جس چیز کا درس دیا وہ ہدایت کا ہے' اللہ ہادیٔ کائنات ہے وہ تمام کائنات کو ہدایت دینے والا اور اسے درست راستے پر لگانے والا ہے' اس کے بغیر کوئی صحیح راستہ دکھانے والا نہیں' اس لیے سب انبیاء و صلحاء اور متقین نے اللہ تعالیٰ سے ہدایت کی دعا کی اور ہمیں سورۃ فاتحہ میں بھی حکم دیا گیا ہے کہ ہم اللہ سے دعا کریں کہ اے اللہ! ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ (الفاتحہ:5)

iii) **عافیت:** اللہ تعالیٰ صحت و تندرستی سے نوازنے والے ہیں اور عافیت دینے والے ہیں اس کے علاوہ کوئی آفت و پریشانی اور مصائب سے نجات دینے والا کوئی نہیں' اس لیے ہمیں اللہ سے عافیت کا سوال کرنا چاہیے۔

iv) **روزی:** اللہ تعالیٰ خالق و مالک ہیں' وہ رازق ہیں' تمام کائنات کو روزی دینے والی وہی ہستی ہے' اس لیے ہمیں اس سے رزق مانگنا چاہیے اور اس کے لیے عملی کوشش کرنی چاہیے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر:6

وَعَنْ	عَبْدِاللّٰهِ	بْنِ	عَمْرِو	بْنِ	الْعَاصِ رضی اللہ عنہ	قَالَ
اور سے	عبداللہ	بیٹا	عمرو	بیٹا	عاص	کہا

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،

قَالَ	رَسُوْلُ	اللّٰهِ ﷺ	اَللّٰهُمَّ	مُصَرِّفَ	الْقُلُوْبِ	صَرِّفْ
کہا	رسول	اللہ	اے اللہ	پھیرنے والے	دل (جمع)	پھیر

رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا پڑھی ہے۔ اے اللہ! دلوں کے پھیرنے والے،

قُلُوْبَنَا	عَلٰی	طَاعَتِكَ
ہمارے دل	اوپر	اپنی اطاعت

ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے۔ (رواہ مسلم: 1471)

تشریح اس حدیث میں ایک دعا سکھائی گئی ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ اے اللہ! تیرے قبضہ میں دل ہے تو ہی دلوں پر قبضہ رکھتا ہے، دلوں میں بات کوڈالنا تیرے اختیار میں ہے، تیرے علاوہ کوئی دلوں میں تبدیلی ڈال نہیں سکتا، اس لیے ہماری التجا ہے کہ تو ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت کی جانب مائل فرما اور اپنے نبی کی باتوں پر عمل کرنے والا مطیع اور فرماں بردار بنا۔

حدیث نمبر:7

وَعَنْ	أَبِيْ	هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ	عَنِ	النَّبِيِّ ﷺ	قَالَ	تَعَوَّذُوْا
اور سے	ابو	ھریرۃ	سے	نبی	کہا	تم پناہ مانگو

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

بِاللّٰهِ	مِنْ	جَهْدِ	الْبَلَاءِ	وَدَرَكِ	الشَّقَاءِ	وَسُوْءِ
اللہ کے ساتھ	سے	محنت	مشقت	اور آنے	بدبختی	اور برے

تم محنت کی مشقت سے، بدبختی کے آلینے سے،

الْقَضَاءِ	وَشَمَاتَةِ	الْأَعْدَاءِ
فیصلہ	خوش ہونا	دشمن

برے فیصلے سے اور دشمنوں کے خوش ہونے سے پناہ مانگو۔ (بخاری و مسلم: 1472)

تشریح اس حدیث میں چار چیزوں سے پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا ہے جو یہ ہیں:

i) **محنت کی مشقت سے** : اللہ کے نبی نے سب سے پہلے جس چیز سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے وہ مشقت ہے

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کیوں کہ مشقت انسان کو بوڑھا کر دیتی ہے اور انسان کو فقر کی جانب لے جاتی ہے' اس لیے اس سے پناہ مانگنی چاہیے مگر محنت کو اپنا شعار بنانا چاہیے۔

ii) **بدبختی سے** : بد بخت یعنی بُری قسمت انسان کے لیے زہر قاتل ثابت ہوتی ہے وہ اونٹ کو ہنڈیا تک پہنچا دیتی ہے اور انسان کو قبر تک لے جاتی ہے' اگر انسان کی قسمت یا تقدیر خراب ہو جائے تو انسان دنیا و آخرت میں تباہ ہو جائے گا اس لیے اس سے پناہ مانگنے کا حکم ہے۔

iii) **بُرا فیصلہ** :بعض اوقات انسان کو زندگی میں بڑے تلخ فیصلے کرنے پڑتے ہیں' اگر ان فیصلوں میں سے کوئی فیصلہ غلط ہو جائے تو اس کی سزا تمام زندگی انسان کو بھگتنا پڑتی ہے' یہاں تک کہ مرنے کے بعد بھی اسے اس کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے اس لیے اللہ سے دعا کرنی چاہیے کہ اے اللہ! حکمت و دانش سے ہمیں صحیح فیصلے کرنے کی توفیق عطا فرما اور اس فیصلے سے محفوظ فرما جس سے ہماری عزت خاک میں مل جائے۔

iv) **دشمنوں سے** :انسان کے دشمن خواہ جنوں سے ہوں یا انسانوں سے' ان سے محفوظ رہنے کے لیے اور ان کی آفات و تکالیف سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے کہ اے اللہ! ہمیں دشمنوں کے شر سے محفوظ فرما اور انہیں تہس نہس فرما دے کیوں کہ وہ تیرے بندے کو تکلیف دے کر خوش ہوں گے اس لیے تو ہمیں محفوظ فرما۔

حدیث نمبر:8

وَعَنْهُ	قَالَ	كَانَ	رَسُوْلُ	اللّٰهِ ﷺ	يَقُوْلُ	اَللّٰهُمَّ
اور انہی سے	کہا	تھے	رسول	اللہ	وہ کہتا ہے	اے اللہ

سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے،

أَصْلِحْ	لِيْ	دِيْنِيْ	الَّذِيْ	هُوَ	عِصْمَةُ	أَمْرِيْ
درست فرما	میرے لیے	میرا دین	جو	وہ	حفاظت	معاملہ

اے اللہ! میرے دین کی درستی فرما دے جو میرے معاملات زندگی کے تحفظ کا ذریعہ ہے

وَأَصْلِحْ	لِيْ	دُنْيَايَ	الَّتِيْ	فِيْهَا	مَعَاشِيْ	وَأَصْلِحْ
درست فرما	میرے لیے	میری دنیا	جو	اس میں	میری دنیا	اور درست کر

اور میری دنیا کی اصلاح فرما دے جس میں میں نے اپنی زندگی کے ایام گزارنے ہیں

لِيْ	آخِرَتِيْ	الَّتِيْ	فِيْهَا	مَعَادِيْ	وَاجْعَلِ	الْحَيَاةَ
میرے لیے	میری آخرت	جو	اس میں	میری آخرت	اور کر	زندگی

اور میری آخرت سنوار دے جس میں دنیا کے بعد میرا دائمی ٹھکانہ ہے۔

زِيَادَةً	لِيْ	فِيْ	كُلِّ	خَيْرٍ	وَاجْعَلِ	الْمَوْتَ
زیادہ	میرے لیے	میں	ہر ایک	بھلائی	اور بنا	موت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور زندگی کو میرے لئے ہر بھلائی کی زیادتی کا ذریعہ بنا دے اور موت کو میرے لئے ہر شر

رَاحَةً	لِيْ	مِنْ	كُلِّ	شَرٍّ
راحت	میرے لیے	سے	ہر ایک	برائی

سے آرام کا سبب بنا دے۔ (رواہ مسلم: 1473)

تشریح اس حدیث میں چار چیزوں کے لیے دعا کی گئی ہے جو یہ ہیں:

i) دین کی حفاظت کیوں کہ دینِ اسلام ہی انسان کی زندگی کی بقا کا ضامن ہے' اس کے بغیر انسانی زندگی حیوانی اور شیطانی زندگی کا تصور دے گی۔

ii) آخرت کے بہتر کرنے کی دعا کیوں کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے اور آخرت کا گھر ابدی و باقی رہنے والا ہے' انسان کی اگر آخرت بہتر ہوگئی تو وہ تمام دنیوی دکھ اور تکالیف کو بھول جائے گا۔

iii) زندگی کو بھلائی کا سبب بنا' انسانی زندگی کا مقصد اللہ کے دین کی خدمت اور اس کی مخلوق کے ساتھ شفقت و محبت اور مہربانی کا سلوک ہونا چاہیے' اس طریقے سے اگر انسان زندگی گزارے گا تو اللہ اس کی زندگی میں برکت دے گا اور اس کی مدد فرمائے گا کیوں کہ اللہ کا وعدہ ہے جس نے میرے کنبہ کی خدمت کی' میں اس کا مددگار بن جاؤں گا۔

iv) موت کے ذریعے شر سے محفوظ فرما' اس کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! جب تک میں تیرے دین کی خدمت کروں تو مجھے زندہ رکھ اور جب تیری نافرمانی کا خیال دل میں آنے لگے' تو تُو مجھے دنیا سے اُٹھا لے' کیوں کہ اللہ کے بندوں کا شیوہ ہے کہ وہ ایمان پر زندہ رہتے ہیں اور شہادت کی موت حاصل کرتے ہیں۔

حدیث نمبر: 9

وَعَنْ	عَلِيٍّ ؓ	قَالَ	قَالَ	لِيْ	رَسُوْلُ	اللّٰهِ ﷺ
اور سے	علی	کہا	فرمایا	میرے لیے	رسول	اللہ

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قُلِ	اَللّٰهُمَّ	اهْدِنِيْ	وَسَدِّدْنِيْ	وَفِيْ	رِوَايَةٍ	اَللّٰهُمَّ
کہ دیجیے	اے اللہ	مجھے ہدایت دے	اور مجھے سیدھا فرما	اور میں	روایت	اے اللہ

یہ دعا پڑھا کر' اے اللہ! مجھے ہدایت دے اور مجھے سیدھا رکھ۔ ایک اور روایت میں ہے۔

اَسْأَلُكَ	الْهُدٰى	وَالسَّدَادَ
میں تجھ سے سوال کرتا ہوں	ہدایت	استقامت

اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت اور استقامت و میانہ روی کا سوال کرتا ہوں۔ (رواہ مسلم 1474)

تشریح اس حدیث میں ایمان کی ہدایت حاصل کرنے اور اس پر استقامت مانگنے کا حکم دیا گیا ہے' کیوں کہ ہدایت ہی کامیابی کا راستہ ہے' دراصل اللہ تعالیٰ ہی اقتدار اعلیٰ کے مالک ہیں اور اللہ تعالیٰ کو ہی قدرتِ کاملہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حاصل ہے۔ اس لیے تمام انسانوں کو اس کی اطاعت کرنی چاہیے اور اس کے حکم کے سامنے اپنے آپ کو جھکا دینا چاہیے۔ انسان کی کامیابی اسی بات میں مضمر ہے کہ وہ اللہ کی ذات پر مکمل اعتماد رکھے اور اس کے احکامات کو مانے اور اس کی تعلیمات کو اپنائے تاکہ اسے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو سکے۔ انبیا و صلحا نے اسی ہدایت کی خاطر بے شمار مصائب برداشت کیے۔ ان کو آرے سے چیرا گیا اور ان کے جسموں پر غلاظت گرائی گئی۔ ان پر پتھر برسائے گئے۔ ان کو کئی طرح سے ستایا گیا اور کئی کو قتل بھی کر دیا گیا، مگر انہوں نے اس کلمہ طیبہ پر آنچ نہ آنے دی بلکہ صبر و استقلال کے ساتھ ان تکالیف پر صبر کیا۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اللہ کی ذات پر ایمان لائیں اور اس پر مستقل قائم رہیں، کیوں کہ دعاؤں کو سننے والی، ہدایت دینے والی اور امیدیں پوری کرنے والی وہی ذات ہے اور ہمیں اپنی تمام اُمیدیں اُسی سے وابستہ کرنی چاہیے۔

استقامت کے کئی فوائد ہیں ان میں سے اہم یہ ہیں:

استقامت کا مقام بہت بلند ہے: اسی لئے صوفیاء کرامؒ نے فرمایا:

اَلْاِسْتِقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ

ترجمہ: ''استقامت کا درجہ کرامت سے بہت بلند ہے''۔ (ضیاء القرآن جلد 2 ص 296)

ایسے ثابت قدموں کو یہ خوش خبری سنائی جا رہی ہے کہ کامیابی تمہارے ہی لئے ہے۔ وہ دن آئے گا جب نہ تمہیں کسی کا غم ہوگا اور نہ کسی چیز کا کچھ خوف ہوگا۔ ارشادِ الٰہی ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ٥ (احقاف)

ترجمہ: بے شک جنہوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ (اس پر) جمے رہے تو نہ ڈر ہے ان کو اور نہ وہ غم کھائیں گے۔

حدیث نبوی ﷺ: ایک صحابیؓ دریافت کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی ایسی بات بتائیے کہ میں اس سے چمٹ جاؤں۔ ارشاد ہوا کہ میرا پروردگار اللہ ہے پھر اس پر جم جاؤ۔ (ترمذی باب ماجاء فی حفظ اللسان)

حدیث نمبر 10:

وَعَنْ	اَنَسٍ	قَالَ	کَانَ	رَسُوْلُ	اللّٰہِ ﷺ	یَقُوْلُ
اور سے	انس	کہا	تھا	رسول	اللہ	وہ فرماتا ہے

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ	اِنِّی	اَعُوْذُبِکَ	مِنَ	الْعَجْزِ	وَالْکَسَلِ	وَالْجُبْنِ
اے اللہ	بیشک میں	تجھ سے پناہ مانگتا	سے	عاجز	سستی	بزدلی

اے اللہ! میں تیرے ذریعے سے پناہ طلب کرتا ہوں (خیر کے کاموں میں) عاجز رہ جانے سے، طاقت کے باوجود سستی سے، بزدلی،

وَالْھَرَمِ	وَالْبُخْلِ	وَاَعُوْذُبِکَ	مِنْ	عَذَابِ	الْقَبْرِ	وَاَعُوْذُبِکَ
بڑھاپے	اور کنجوسی	اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں	سے	عذاب	قبر	اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں

زیادہ بڑھاپے اور بخل سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے اور پناہ مانگتا ہوں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مِنْ	فِتْنَةِ	الْمَحْيَا	وَالْمَمَاتِ	وَفِي	رِوَايَةٍ	وَضَلَعِ
سے	فتنہ	زندگی	اور موت	اور میں	روایت	بوجھ

زندگی اور موت کے فتنے سے۔ ایک اور روایت میں ہے۔ (میں پناہ مانگتا ہوں)

الدَّيْنِ	وَغَلَبَةِ	الرِّجَالِ
قرضہ	ظلم	مرد

قرض کے بوجھ اور مردوں کے ظلم سے۔ (رواہ مسلم: 1475)

تشریح اس حدیث میں اللہ کے محبوب نبی ﷺ نے نو چیزوں سے پناہ مانگی ہے اور وہ چیزیں یہ ہیں:

i) عاجز رہ جانے سے
ii) طاقت کے باوجود سستی سے
iii) بزدلی سے
iv) بڑھاپے سے
v) بخل یعنی کنجوسی سے
vi) قبر کے عذاب سے
vii) زندگی و موت کے فتنے سے
viii) قرضہ سے
ix) قحط الرجال (اچھے و نیک لوگوں کی کمی) سے

الغرض! اس حدیث میں ان تمام چیزوں سے پناہ مانگنے کا حکم اور درس دیا گیا ہے جو انسان کی زندگی کو گھن کی طرح کھا جاتی ہیں اور انسان دیکھتے ہی دیکھتے کھوکھلا ہو جاتا ہے اور دوسروں کے دستِ نگر بن کر مفلوک الحال زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اس لیے ہمیں یہ دعا سیکھنی چاہیے اور کثرت سے ایسی دعائیں کرنا بھی چاہیے۔

مطالعہ متن حدیث

حصہ نصاب گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد بی ایس (چار سالہ) (سمسٹر: 5)

موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی: آپ کا نام مبارک، کنیت ابو عبداللہ مالک بن انس اصبحی ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ دار ہجرت کے امام اور مشہور محدث ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مدینہ شریف میں 93ھ میں پیدا ہوئے اور 179ھ میں وفات پائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ دین میں مضبوط ترین اور حق کے معاملے میں جرأت مند تھے، حکام اور امرا لوگوں سے دور رہتے تھے۔

موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ عظیم محدث تھے انہوں نے بہت سی کتابیں ہمارے لیے چھوڑی ہیں۔ لیکن سب سے اہم کتاب موطا ہے۔ جس کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 143ھ میں تصنیف فرمایا۔ اور اس کا نام موطا رکھا۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے اس کتاب کو مدینہ شریف کے 70 فقہا کے سامنے پیش کیا، سب نے اس پر میری موافقت کی اس لیے میں نے اس کا نام موطا امام مالک رکھا۔

خصوصیات: ابوبکر الابہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، موطا میں حضور ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کی 1730 حدیثیں ہیں۔ یہ حدیث کی لکھی جانے والی کتابوں میں سے پہلی کتاب ہے، جس کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فقہی ابواب پر مرتب فرمایا۔ بعض علما کی رائے ہے کہ اصول حدیث سات ہیں اور وہ صحاح ستہ اور موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ بعض لوگ اس کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بدلے سنن دارمی کا نام لیتے ہیں۔ ابن عربی نے مؤطا کو صحیحین پر ترجیح دی ہے اور اس کا پہلا نمبر رکھا ہے' لیکن جمہور محدثین اس کو صحیحین سے کم مرتبہ قرار دیتے ہیں۔ مؤطا کے زمانہ تالیف سے لے کر آج تک کے علماء نے اس پر اختلاف نہیں فرمایا کہ حدیث میں سب سے پہلی تصنیف مؤطا ہے اور یہ آج تک مدارس اور یونیورسٹیوں میں پڑھائی جاتی ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر ڈپٹی سیرت چیئر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور اس کتاب کا تعارف کرواتے ہوئے لکھتے ہیں: ''یہ کتب خانہ اسلام کی وہ پہلی کتاب بتائی جاتی ہے جو قرآن مجید کے بعد سب سے پہلے باقاعدہ طور پر فقہی ترتیب سے مرتب ہو کر منصۂ شہود پر آئی''۔ (موطا امام مالکؒ ص: 56)

الغرض! اس کتاب کی اہم خصوصیات یہ ہیں:

i) مؤطا حدیث کے ساتھ ساتھ فقہ کی کتاب بھی ہے' یہ فقہی ابواب میں منقسم ہے' اس میں صرف فقہی احادیث ہیں' اس میں تفسیر اور مناقب وغیرہ کی احادیث شامل نہیں۔

ii) مؤطا میں کوئی موقوف صحابی یا اثر تابعی شامل نہیں' جس کا ماخذ کتاب وسنت نہ ہو۔

iii) ایک کثیر تعداد نے اس کو امام مالکؒ سے روایت کیا' اسی لیے اسے شہرتِ دوام ملی۔

تعداد روایات: پہلے مؤطا میں 10000 احادیث تھیں' مگر امام صاحب نے اکثر احادیث کو قلم زد کر دیا۔ اب ان احادیث کی تعداد 1720 ہے۔

شروح وتعلیقات: امام مالکؒ کی مؤطا کی بہت سی شروح اور تعلیقات لکھی گئیں ان میں سے اہم یہ ہیں:

1) کشف الخفاء فی شرح المختصر المؤطا ابن فرحون رحمہ اللہ
2) تنویر الحوالک از علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ
3) المصفی (فارسی) اور المسوی (عربی) از شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ
4) القبس از سیوطی رحمہ اللہ
5) التمہید از ابن عبدالبر رحمہ اللہ

احادیث کا ترجمہ وتشریح

مؤطا امام مالک رحمہ اللہ میں سے منتخب احادیث کا مطالعہ

بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمَدِيْنَةِ وَأَهْلِهَا (مدینہ اور مدینہ کے رہنے والوں کے لیے دُعا کا باب)

حدیث: 1

عَنْ	أَنَسِ	بْنِ	مَالِكٍ	رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ	أَنَّ	رَسُوْلَ	اللّٰهِ ﷺ
سے	انس	بیٹا	مالک	اللہ ان سے راضی ہو	بیشک	رسول	اللہ

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قَالَ	اَللّٰهُمَّ	بَارِكْ	لَهُمْ	فِيْ	مِكْيَالِهِمْ	وَبَارِكْ	لَهُمْ
کہا	اے اللہ	برکت دے	ان کے	میں	ان کے ماپ	اور برکت دے	ان کے

اے اللہ! مدینہ والوں کے ناپ میں برکت دے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فِيْ	صَاعِهِمْ	وَ	مُدِّهِمْ	يَعْنِيْ	أَهْلَ	الْمَدِيْنَةِ
میں	ان کے صاع	اور	ان کے مُد	یعنی	والے	مدینہ

اور ان کے صاع اور مُد (ماپنے کے پیمانے) میں برکت دے۔ (مؤطا امام مالکؒ کتاب الجامع' 1574)

تشریح: یہاں اس دُعا کا ذکر کیا جا رہا ہے جو آپ ﷺ نے مدینہ منورہ اور اس کے رہنے والوں کے لیے کی تھی اور وہ دعا یہ تھی کہ اے اللہ تعالیٰ! تو ان کے مال و جان میں برکت دے اور انہیں اور زیادہ ثمرات کا رزق دے کہ ان کے پیمانے بھر جائیں اور لوگ ان کے پاس سے صاع اور مُد جیسے پیمانے بھر بھر کر لے جائیں' مگر ان کے مال میں کمی نہ آئے' یہ رسول اللہ ﷺ کی دُعا کا نتیجہ ہے کہ یہاں اب سبزہ و باغات کی فراوانی ہے اور یہاں کی کھجور دنیا بھر میں جاتی ہے' مگر ختم ہونے کا نام نہیں لیتی۔

حدیث 2:

عَنْ	أَبِيْ	هُرَيْرَةَ	أَنَّهُ	قَالَ	كَانَ	النَّاسُ	إِذَا
سے	ابو	ھریرہ	بیشک	کہا	تھا	لوگ	جب

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے' کہ جب لوگ

رَأَوْا	أَوَّلَ	الثَّمَرِ	جَاؤُوْا	بِهِ	إِلَى	رَسُوْلِ	اللّٰهِ ﷺ
دیکھا	پہلا	پھل	وہ لائے	اس کو	طرف	رسول	اللہ

پہلا میوہ دیکھتے' تو اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لاتے

فَإِذَا	أَخَذَهُ	رَسُوْلُ	اللّٰهِ ﷺ	قَالَ	اَللّٰهُمَّ	بَارِكْ	لَنَا
جب	اسے پکڑا	رسول	اللہ	فرمایا	اے اللہ	برکت دے	ہمیں

آپ ﷺ اسے لے کر فرماتے' اے اللہ! ہمارے پھلوں میں برکت فرما'

فِيْ	ثَمَرِنَا	وَبَارِكْ	لَنَا	فِيْ	مَدِيْنَتِنَا	وَبَارِكْ	لَنَا
میں	ہمارے پھل	اور برکت دے	ہمیں	میں	ہمارا شہر	اور برکت دے	ہمارے

اور ہمارے شہر میں برکت فرما اور

فِيْ صَاعِنَا	وَبَارِكْ لَنَا	فِيْ مُدِّنَا	اَللّٰهُمَّ	إِنَّ	إِبْرَاهِيْمَ	عَبْدُكَ	وَخَلِيْلُكَ
ہمارے صاع میں	اور ہمیں برکت دے	ہمارے مد	اے اللہ	بیشک	ابراہیم	تیرا بندہ	اور تیرا دوست

ہمارے صاع میں برکت فرما' اور ہمارے مد میں برکت فرما'

وَنَبِيُّكَ	وَإِنِّيْ	عَبْدُكَ	وَنَبِيُّكَ	وَإِنَّهُ	دَعَاكَ	لِمَكَّةَ	وَإِنِّيْ
اور تیرا نبی	اور بیشک	تیرا بندہ	اور تیرا نبی	اور بیشک وہ	تجھ سے دعا کی	مکہ کے لیے	اور بیشک میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بیشک اللہ! حضرت ابراہیمؑ نے جو تیرے بندے دوست اور تیرے نبی تھے' مکہ کے لیے دعا کی تھی' اور میں تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں'

اُدْعُوْکَ	لِلْمَدِیْنَۃِ	بِمِثْلِ مَا	دَعَاکَ	بِہٖ	لِمَکَّۃَ	وَمِثْلَہٗ	مَعَہٗ
میں تجھ سے دعا کرتا ہوں	مدینہ کے لیے	جیسے	تجھ سے دعا کی	اس نے	مکہ کے لیے	اور اس کی طرح	اس کے ساتھ

اور میں تجھ سے مدینہ کے لیے دُعا کرتا ہوں' جیسے انہوں نے مکہ کے لیے دعا کی تھی' اور اتنی اور اس کے ساتھ۔

ثُمَّ	یَدْعُوْا	أَصْغَرَ	وَلِیْدٍ	یَرَاہُ	فَیُعْطِیْہِ	ذٰلِکَ	الثَّمَرَ
پھر	وہ بلاتے	چھوٹا	بچہ	اسے دیکھا	اسے دیتے	یہ	پھل

پھر آپ جو سب سے چھوٹا بچہ موجود ہوتا' اسے بلاتے اور وہ میوہ اس کو دیتے۔ (مؤطا امام مالکؒ کتاب الجامع' 1575)

تشریح اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کی دُعا اور سنت کا ذکر کیا جا رہا ہے کہ حضور ﷺ کے سامنے جب کوئی نیا میوہ یا پھل لایا جاتا تو آپ ﷺ اسے سب سے پہلے بچوں کو دیتے اور پھر دُعا فرماتے کہ اے اللہ! ان لوگوں کے (اہلِ مدینہ) مالوں میں برکت عطا فرما دے' جیسا تو نے مکہ والوں کے مال میں برکت ڈالی ہے۔ تیرے خلیل حضرت ابراہیمؑ نے مکہ مکرمہ والوں کے لیے دُعا کی تھی جسے شرفِ قبولیت بخش کر تو نے ان کے مال و جان میں برکت دے دی اور لق و دق صحرا و پہاڑ ہونے کے باوجود یہاں مال کی کمی نہیں آتی' اسی طرح میں دُعا کر رہا ہوں کہ اے اللہ! تو مدینہ منورہ والوں کے مالوں میں برکت ڈال دے اور انھیں خوشحالی عطا فرما دے تاکہ انھیں کسی قسم کی کمی کا سامنا نہ کرنا پڑے' اس دعا کو شرفِ قبولیت ملا اور مدینہ منورہ مالا مال ہو گیا اور یہاں کے خشک درخت ہریالی میں بدل کر پھل دینے لگے اور قیامت تک یہاں کمی نہیں آئے گی۔

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ تَحْرِیْمِ الْمَدِیْنَۃِ (مدینہ منورہ کی حرمت کا بیان)

حدیث: 1

عَنْ	أَنَسِ	بْنِ	مَالِکٍ	أَنَّ	رَسُوْلَ	اللّٰہِ ﷺ	طَلَعَ
سے	انس	بیٹا	مالک	بیشک	رسول	اللہ	ظاہر ہوا

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَہٗ	أُحُدٌ	فَقَالَ	ھٰذَا	جَبَلٌ	یُحِبُّنَا	وَنُحِبُّہٗ	اَللّٰھُمَّ
اس کو	احد	کہا	یہ	پہاڑ	وہ ہمیں پسند کرتا ہے	اور ہم اسے پسند کرتے ہیں	اے اللہ

جب آپ کو اُحد کا پہاڑ دکھائی دیا کہ یہ وہ پہاڑ ہے جو ہمیں چاہتا ہے اور ہم بھی اسے پسند کرتے ہیں۔

إِنَّ	إِبْرَاھِیْمَ	حَرَّمَ	مَکَّۃَ	وَأَنَا	أُحَرِّمُ	مَابَیْنَ	لَابَتَیْھَا
بیشک	ابراہیمؑ	اس نے حرام کیا	مکہ	اور میں	حرم قرار دینا	درمیان	کناروں کے

اے میرے خدا! حضرت ابراہیمؑ نے مکہ کو حرم کہا تھا اور میں ﷺ مدینہ کے دونوں کناروں کے درمیان کو حرم قرار دیتا ہوں۔ (مؤطا امام مالکؒ کتاب الجامع' 1583)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تشریح اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ کو حرم قرار دیا ہے اور بتایا ہے کہ جس طرح مکہ مکرمہ کی حدودِ حرم میں شکار کرنا اور دیگر کام کرنا منع ہے اسی طرح مدینہ منورہ میں وہ تمام کام حرام ہیں، کیوں کہ یہ بھی حرم ہے اور اس کا احترام بھی اسی طرح واجب ہے جیسے حرم مکہ کا ہے۔

حدیث: 2

عَنْ	أَبِي هُرَيْرَةَ	أَنَّهُ	كَانَ	يَقُولُ	لَوْرَأَيْتُ	الظِّبَاءَ	بِالْمَدِينَةِ
سے	ابوھریرہؓ	بیشک	تھا	وہ کہتے	اگر میں دیکھوں	ہرن	مدینہ میں

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں اگر میں مدینہ میں دو ہرنوں کو چرتے ہوئے دیکھوں،

تَرْتَعُ	مَاذَعَرْتُهَا	قَالَ	رَسُولُ	اللّٰهِ ﷺ	مَابَيْنَ	لَابَتَيْهَا	حَرَامٌ
چرتا	نہ انہیں چھیڑوں	کہا	رسول	اللہ	درمیان	اس کے کنارے	حرام

تو ہرگز نہ چھیڑوں، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مدینہ کے دونوں کنارے حرم ہیں۔ (مؤطا امام مالکؒ کتاب الجامع، 1584)

تشریح اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ حدودِ حرم خواہ مکہ کی ہوں یا مدینہ منورہ کی ان کے درمیان کسی جانور یا پرندہ کا شکار کرنا منع ہے اور انہیں تنگ کرنا بھی جائز نہیں، اگر یہاں جانور یا پرندے پھر رہے ہوں تو انہیں بھگانا یا ان کو مارنا یا انہیں شکار کر کے کھانا یا کھلانا ممنوع ہے، کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے اس کو حرام قرار دیا ہے۔

حدیث: 3

عَنْ	أَبِي	أَيُّوبَ	الْأَنْصَارِيِّ	أَنَّهُ	وَجَدَ	غِلْمَانًا	قَدْ
سے	ابو	ایوب	انصاری	بیشک	اس نے پایا	لڑکے	تحقیق

حضرت ابوایوب انصاریؓ نے لڑکوں کو دیکھا انہوں نے ایک لومڑی کو گھیر رکھا تھا

أَلْجَئُوا	ثَعْلَبًا	إِلَى	زَاوِيَةٍ	فَطَرَدَهُمْ	عَنْهُ
گھیرا	لومڑی	طرف	کونا	انہیں بھگا دیا	اس سے

ایک کونے میں تو آپؓ نے بچوں کو بھگا دیا اور لومڑی کو چھوڑ دیا۔ (مؤطا امام مالکؒ کتاب الجامع، 1585)

تشریح اس حدیث میں سابقہ موضوع کو جاری رکھا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ حدودِ حرم میں کسی حلال یا حرام جانور کو مارنا یا انہیں بھگانا یا شکار کرنا اس لیے منع ہے کیوں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے اس سے منع کیا ہے۔
یہاں بھی یہ بتانا مقصود ہے کہ صحابی رسول ﷺ نے جب دیکھا کہ بچے جانور یا لومڑی کو تنگ کر رہے ہیں تو آپؓ نے انہیں وہاں سے دوڑا دیا اور جانور کو کھلا چھوڑ دیا۔

حدیث: 4

عَنْ	رَجُلٍ	قَالَ	دَخَلَ	عَلَيَّ	زَيْدُ	بْنُ	ثَابِتٍ
سے	آدمی	کہا	وہ داخل ہوا	مجھ پر	زید	بیٹا	ثابت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایک شخص (شرجیل بن سعدؒ) سے روایت ہے کہ میرے پاس زید بن ثابتؓ آئے

وَانَا	بِالْاَسْوَافِ	قَدِاصْطَدْتُ	نُهَسًا	فَاَخَذَهُ	مِنْ	يَدِى	فَاَرْسَلَهُ
اور میں	اسواف	میں نے شکار کیا	چڑیا	پس اسے لیا	سے	میرا ہاتھ	اسے چھوڑ دیا

اور میں اسواف (جگہ کا نام) میں تھا اور میں نے ایک چڑیا کا شکار کیا انہوں نے میرے ہاتھ سے لے کر اسے چھوڑ دیا۔ (مؤطا امام مالکؒ' کتاب الجامع' 1586)

تشریح اس حدیث میں حدودِ حرم کے تقدس کا خیال رکھنے کے حکم کی پاسداری کرنے کا ایک واقعہ بیان کیا جا رہا ہے کہ جب اللہ کے رسول ﷺ نے حرم میں شکار کرنا منع فرما دیا تو صحابہ کرامؓ نے اس پر عمل کیا اور فوراً ان کاموں سے رُک گئے' مگر جس کو اس بات کا علم نے ہو سکا وہ سمجھ نہ سکا' جیسا کہ اس حدیث میں آتا ہے کہ حضرت شرجیلؒ نے علم نہ ہونے کی بنا پر ایک چڑیا کا حدودِ حرم میں شکار کیا' مگر جب حضرت زیدؓ بن ثابت کو علم ہوا تو انہوں نے فوراً ایکشن لیا اور ان کے ہاتھ سے چڑیا کو لے کر آزاد کر دیا۔

بَابُ مَاجَاءَ فِى إِجْلَاءِ الْيَهُوْدِ مِنَ الْمَدِيْنَةِ (مدینہ منورہ سے یہودیوں کو نکالنے کا بیان)

حدیث: 1

عَنْ	عُمَرَ	بْنِ	عَبْدَالْعَزِيْزِ	يَقُوْلُ	كَانَ	فِىْ آخَرِ	مَاتَكَلَّمَ
سے	عمر	بیٹا	عبدالعزیز	وہ کہتا ہے	تھا	آخر میں	جو کلام کیا

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آخری کلام یہ فرمایا:

بِهِ	رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	أَنْ	قَالَ	قَاتَلَ	اللّٰهُ	الْيَهُوْدَ	وَالنَّصَارٰى
اس سے	اللہ کے رسول	یہ کہ	فرمایا	قتل کرے	اللہ	یہود	اور عیسائی

اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ کو تباہ کرے

اِتَّخَذُوْا	قُبُوْرَ	أَنْبِيَاءِ هِمْ	مَسَاجِدَ	لَايَبْقَيَانِ	دِيْنَانِ	بِأَرْضِ	الْعَرَبِ
بنایا	قبریں	ان کے انبیاء	مسجدیں	نہ باقی رہے	دو دین	زمین میں	عرب

انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں بنایا' آگاہ ہو جاؤ عرب میں دو دین نہ رہیں۔ (مؤطا امام مالکؒ' کتاب الجامع' 1590)

تشریح اسلام نے قبروں کے ساتھ مساجد بنانے سے منع فرمایا ہے اور اسے یہود و نصاریٰ کا شیوہ قرار دیا ہے' ان یہودیوں اور عیسائیوں کا کام یہ تھا کہ جب کوئی نیک و صالح آدمی وفات پا جاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنا دیتے' ان کے حق میں اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے بددعا کی ہے کہ اللہ یہود و نصاریٰ کو ہلاک کر دے۔ انہوں نے اپنے انبیاء و صلحا کی قبروں کو مسجد بنا لیا اور یہاں خود مجاور بن کر بیٹھ گئے۔

حدیث: 2

عَنِ	ابْنِ	شِهَابٍ	أَنَّ	رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ	قَالَ	لَا	يَجْتَمِعُ
سے	بیٹا	شہاب	بیشک	اللہ کے رسول	فرمایا	نہیں	وہ جمع ہوتے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

دِيْنَانِ	فِي	جَزِيْرَةِ	الْعَرَبِ
دو دین	میں	جزیرہ	عرب

جزیرہ عرب میں دو دین نہیں رہیں گے۔ (مؤطا امام مالکؒ کتاب الجامع 1591)

تشریح اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ عرب میں دو دین اکٹھے نہیں رہیں گے' یہ نبی کریم ﷺ کی پیشگوئی تھی جو پوری ہوئی اور بعد میں یہود کے تمام قبائل کو مدینہ منورہ سے نکال دیا گیا' اسی طرح حضرت عمرؓ کے دور میں تمام یہودیوں کو عرب ممالک سے نکال باہر پھینکا گیا اور صرف دینِ اسلام باقی رہ گیا۔

بَابُ جَامِعِ مَاجَاءَ فِي أَهْلِ الْقَدْرِ (قدر کے بیان میں مختلف احادیث)

حدیث: 1

عَنْ	أَبِي	هُرَيْرَةَ	أَنَّ	رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ	قَالَ	لَا تَسْأَلِ	الْمَرْأَةُ
سے	ابو	هریره	بیشک	اللہ کے رسول	فرمایا	نہ سوال کرو	عورت

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق نہ چاہے

طَلَاقَ	أُخْتِهَا	لِتَسْتَفْرِغَ	صَحْفَتَهَا	وَلْتَنْكِحْ	فَإِنَّمَا	لَهَا/مَا	قُدِّرَلَهَا
طلاق	اپنی بہن	تاکہ خالی کرے	اپنا پیالہ	اور نکاح کرے	پس بیشک	اس کے لیے جو	اس کا مقدر

تاکہ اس کا پیالہ خالی کرے بلکہ نکاح کر لے کیوں کہ جو اس کے مقدر میں ہے' اسے ملے گا۔ (مؤطا امام مالکؒ کتاب الجامع 1605)

تشریح اس حدیث میں تقدیر کے معاملات کا ذکر کیا گیا ہے جن میں سے ایک طلاق و نکاح ہے' یہاں عورت کا دوسری عورت کو طلاق کروانے اور خود شادی کرنے سے منع کیا گیا ہے' دراصل شرع میں طلاق مخصوص الفاظ کے ساتھ اس قید کو اُٹھا دینے کو کہتے ہیں جو طلاق کے وقت نکاح سے قائم ہو۔ بعض فقہا کے خیال میں طلاق مخصوص الفاظ کے ذریعہ نکاح کی قید کو ختم کرنے یا نکاح کی اس گرہ کو کمزور کر دینے کے ہیں، کیونکہ بائن طلاق کی صورت میں نکاح فوری ختم ہو جاتا ہے جبکہ رجعی طلاق کی صورت میں نکاح عدت گزر جانے تک ختم نہیں ہوتا بلکہ کمزور ہو جاتا ہے۔

الغرض! اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ کسی عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی اپنی بہن کو اس کے شوہر سے اس لیے طلاق کروا دے کہ بعد میں خود اس سے نکاح کر لے گی۔

حدیث: 2

عَنْ	مُحَمَّدِبْنِ	كَعْبِ ن	الْقُرَظِيِّ	قَالَ	قَالَ	مُعَاوِيَةُ	بْنُ
سے	محمد بیٹا	کعب	قرظی	کہا	فرمایا	معاویہ	بیٹا

حضرت محمد بن کعب قرظی سے روایت ہے کہ معاویہؓ بن سفیان نے منبر پر کھڑے ہو کر کہا'

أَبِي سُفْيَانَ	وَهُوَ	عَلَى	الْمِنْبَرِ	أَيُّهَاالنَّاسُ	إِنَّهُ	لَامَانِعَ	لِمَا
ابو سفیان	اور وہ	اوپر	منبر	اے لوگو	بیشک وہ	نہیں روکنے والا	جسے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اے لوگو! جو اللہ تعالیٰ دے اسے کوئی روکنے والا نہیں'

أَعْطَى اللّٰهُ	وَلَا	مُعْطِيَ	لِمَا	مَنَعَ	اللّٰهُ	وَلَا	يَنْفَعُ
اللہ دے	اور نہیں	دینے والا	جسے	عطا کرے	اللہ	اور نہیں	وہ فائدہ دے

اور جسے اللہ تعالیٰ روکیں اسے کوئی دینے والا نہیں۔

ذَاالْجَدِّ	مِنْهُ	الْجَدُّ	مَنْ يُرِدِ	اللّٰهُ	بِهِ	خَيْرًا	يُفَقِّهْهُ
مال والا	اس سے	مال	جو وہ ارادہ کرے	اللہ تعالیٰ	اسے	بھلائی	اسے سمجھ دے

اور کسی طاقت والے کی طاقت کام نہیں آتی' جس سے اللہ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے' اسے دین کی سمجھ دے دیتا ہے۔

فِي الدِّيْنِ	ثُمَّ	قَالَ	مُعَاوِيَةُ	سَمِعْتُ	هٰؤُلَاءِ	الْكَلِمَاتِ	مِنْ
دین میں	پھر	کہا	معاویہ	میں نے سنا	یہ	الفاظ	سے

پھر معاویہؓ نے کہا کہ میں نے یہ کلمات انہی لکڑیوں (منبر) پر

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ	عَلٰى	هٰذِهِ	الْأَعْوَادِ
اللہ کے رسول	اوپر	یہ	لکڑیاں

رسول اللہ ﷺ سے سنے تھے۔ (مؤطا امام مالکؒ کتاب الجامع' 1606)

تشریح دین کو سمجھنے کا نام فقاہت ہے' یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے کہ وہ جس پر چاہتا ہے' کر دیتا ہے۔ اس کی مثال حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے لیے کی جانے والی دعا ہے جو آپ ﷺ نے فرمائی کہ اے اللہ! انہیں دین کی سمجھ اور فقاہت عطا فرما۔

اسی حکمت کے بارے میں فرمایا: ﴿وَمَنْ يُؤْتَى الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا﴾

ترجمہ: جسے حکمت دی گئی سمجھ لیں اسے خیر کثیر عطا کر دی گئی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں اللہ کی رضا اور تقدیر پر بھروسہ کرنا چاہیے اور محنت سے کام کر کے اللہ پر رزلٹ چھوڑ دینا چاہیے۔

حدیث 3:

عَنْ	مَالِكٍ	أَنَّهُ	كَانَ	يُقَالُ	اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ	الَّذِي	خَلَقَ
سے	مالک	بیشک وہ	تھا	کہا جاتا	سب تعریفیں اللہ کے لیے	جس نے	پیدا کیا

امام مالکؒ سے روایت ہے کہ پہلے زمانے میں لوگ یوں کہا کرتے تھے کہ سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہر چیز کو پیدا کیا۔

كُلَّ	شَيْءٍ	كَمَا	يَنْبَغِي	الَّذِي	لَا يَعْجَلُ	شَيْءٌ	أَنَاهُ
ہر چیز	چیز	جیسے	اسے لائق	جو	جلدی نہیں کرتا	چیز	اس کا وقت

جیسا چاہا' جو وقت مقرر کر دیا اس سے پہلے کوئی چیز نہیں ہو سکتی'

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَرْءٌ	وَرَاءَ اللّٰهِ	لَيْسَ	لِمَنْ دَعَا	سَمِعَ اللّٰهُ	وَكَفٰى	حَسْبِيَ اللّٰهُ	وَقَدَّرَهُ
شخص	اللہ کے پیچھے	نہیں	جو دعا کرے	اللہ نے سنا	اور کافی	مجھے اللہ کافی ہے	اور اسے مقرر کیا

مجھ کو اللہ کافی ہے اور کافی ہے جو اللہ سنتا ہے جو اسے پکارے اللہ کے علاوہ کوئی شخص نہیں جس سے دعا کی جائے۔ (کتاب الجامع 1607)

تشریح اس حدیث میں تقدیر کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے جس پر ایمان لانا مسلمان کے لیے واجب ہے یعنی کائنات میں جو تصرف ہو رہا ہے۔ وہ اللہ کے ازلی علم کے تابع ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز پر حاوی ہے۔ وہ مستقبل کا علم رکھتا ہے لیکن اللہ کسی کو کسی فعل پر مجبور نہیں کرتا۔ اور تمام انسانوں کو اختیار دیا گیا ہے۔ کہ ان پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ اسی اختیار کی بنا پر ہی تو انسان شریعت کا مکلف ہے۔ اور اسی کا اس سے حساب لیا جائے گا۔ پس انسان کو مجبور محض سمجھنا غلط ہے۔ اور انسان کی حرکات کو اللہ کے علم کے تابع نہ سمجھنا یہ بھی غلط ہے۔ اور انسان کے اختیاری ارادے کو نہ ماننا یہ بھی غلط ہے۔ اگر ہم نیک کام کر رہے ہیں۔ تو اس کی توفیق اور ہدایت ہمارے شامل حال ہے۔ اور اگر ہم نافرمانی کر رہے ہیں تو اس میں بھی اس کا علم اور اس کی مشیت موجود ہے۔ اگرچہ اللہ کی طرف سے جبر موجود نہیں ہے۔ جب آسمان زمین میں اللہ کی بادشاہت ہے تو کیسے ممکن ہے کہ اس کی بادشاہت میں کوئی کام اس کی اجازت کے بغیر ہو جائے۔ اسی لیے تو ہمیں کہنا پڑتا ہے کہ اللہ اگر چاہتے تو اس بات پر قادر تھے۔ کہ کافر انسان کو کفر کرنے سے باز رکھے لیکن اس کا نہ روکنا اس کی طرف سے آزمائش ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

ترجمہ: اگر تیرا پروردگار چاہتا تو زمین میں رہنے والے تمام کے تمام ایمان لے آتے۔ لیکن دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سیدھے راہ کی توفیق اس انسان کو دیتے ہیں۔ جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا

ترجمہ: اور جن لوگوں نے ہمارے راہ میں جہاد کیا ہم انہیں اپنے راستے کی ہدایت بخش دیتے ہیں۔ نیز فرمایا:

ترجمہ: تو جس نے (اللہ کے راستے میں مال) دیا اور پرہیزگاری کی اور نیک بات کو سچ جانا اس کو ہم آسان طریقے کی توفیق دیں گے اور جو لوگ اللہ کی ہدایت سے منہ پھیر لیتے ہیں تو وہ گمراہ ہو جاتے ہیں۔ گویا کہ گمراہی ان کی بداعمالیوں کا نتیجہ ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

ترجمہ: اور ہم ان کے دلوں اور آنکھوں کو الٹ دیں گے۔ تو جیسے یہ اس قرآن پر پہلی دفعہ ایمان نہیں لائے ویسے پھر نہ لائیں گے۔ نیز فرمایا: ترجمہ: اور جو کوئی اللہ کی یاد سے آنکھیں بند کر لے (یعنی تغافل کرے) ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں تو وہ اس کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ نیز فرمایا:

ترجمہ: اور جو مصیبت تم پر واقع ہوتی ہے سو تمہارے اپنے افعال سے ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ان تمام آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ابتداً میں کسی انسان کو شر میں نہیں ڈالتے۔ البتہ جب وہ کسی برائی کا مرتکب ہوتا ہے۔ تو بطور سزا کے اسے شر میں گرفتار کرتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ صوفیا تقدیر کی حقیقت سے ناواقف ہیں' ورنہ کیسے ممکن ہے کہ ان کی زبانوں سے اس قسم کے کلمات نکلیں۔ کہ ہر قسم کی مصیبت اور برائی اللہ کے ارادے سے ہوتی ہے۔ اور اس کی رضا اس میں شامل ہے ان لوگوں نے اللہ پر افترا باندھا اور اس قسم کے گستاخانہ اور اللہ کی ناراضگی کے کلمات کہہ دیے۔ حالانکہ اللہ کی بادشاہت میں جو کچھ ہو رہا ہے' اس میں اللہ کے ارادے کو حذف نہیں کیا جا سکتا۔ یعنی اللہ کا ارادہ نہ ہو' لیکن برائی کرنے والے از خود برائی کرتے پھیریں۔ نیز اللہ ان کو روکنے سے بھی عاجز ہو۔ ہمارا رب ان نقائص سے پاک ہے۔ پس ہم ان کاموں میں اللہ کی مشیت اور اس کے ارادے کو شریک سمجھتے ہیں اس کے باوجود نافرمانی کرنے والے دنیا اور آخرت میں عقوبت خداوندی کے مستحق ہیں۔ اور جب وہ اللہ کی نافرمانیوں سے باز نہیں آتے ہیں تو وہ اس لائق ہیں کہ ان کی مذمت کی جائے' انہیں ملعون کہا جائے' اور انہیں غضب آلود نگاہوں سے دیکھا جائے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شر کی نسبت اللہ کی جانب نہ کی جائے' جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے:

ترجمہ: اور شر کی نسبت تیری طرف نہیں ہو سکتی۔

صوفیاء جب مسئلہ تقدیر کی شرعی حقیقت معلوم کرنے سے قاصر رہے تو انہوں نے کھلے لفظوں میں اعلان کر دیا کہ کفار و فجار کا فعل نہ صرف یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ارادے کے موافق ہے' بلکہ وہ اس پر راضی ہے بلکہ حلاج نے تو ابلیس اور فرعون کے متعلق بھی کہہ دیا کہ وہ بھی اللہ کے ارادے کے تابع ہیں۔ ان کے فعل میں ان کو دخل نہیں۔ اسی لیے تو ابلیس نے سجدہ نہ کیا اور فرعون ایمان نہ لایا البتہ اس نے اپنے آپ کو خدا قرار دیا۔ اور پھر اس قول سے رجوع نہ کیا لہٰذا ان کے افعال اللہ کے حکم کے تابع ہیں' لیکن اس سے بھی زیادہ تعجب خیز بات یہ ہے کہ صوفیا جب مسئلہ قضاو قدر کی حقیقت معلوم نہ کر سکے تو اس قسم کے باطل فرسودہ نظریات کے قائل ہو گئے۔ اور ان کے عقائد میں یہ خیال مضبوط ہوتا چلا گیا کہ ہمارے علم و فہم کا کشف ہوتا گیا اور ہمارے دلوں پر علم لدنی کا فیضان ہوتا ہے۔ اور بلا واسطہ ہم وحی الٰہی سے روشنی حاصل کرتے ہیں۔ یہ نظریہ ارتقا کے منازل طے کرتا رہا یہاں تک کے متقدمین صوفیا نے باطنی علم کی بنیاد اسی نظریہ کو قرار دیا۔ ان میں سے بعض دلیر قسم کے صوفیا نے کھلے لفظوں میں اعلان کر دیا کہ علم شریعت جو رسول اکرم ﷺ پر نازل ہو وہ عام لوگوں کی شریعت ہے۔ اور باطنی علم خاص لوگوں کی شریعت ہے جن کے دلوں سے حجابات زائل ہو چکے ہیں اور وہ بلا واسطہ اللہ سے علوم حاصل کرتے ہیں۔ لیکن متاخرین صوفیا نے اسی پر اکتفانہ کیا' بلکہ وہ اس میں غلو اختیار کر گئے' اور عام طور پر کہنے لگے کہ شریعت اور اس کے ظہور پر عمل کرنے والا آخرت میں نجات نہیں پا سکے گا۔ وہ درحقیقت دینِ اسلام کی حقیقت سے واقف نہیں ہیں۔ لہٰذا ان میں اور کافروں میں کچھ فرق نہیں جب کہ دینِ اسلام باطنی علم کا نام ہے اور علم شریعت کو اس کا مقدمہ تو کہا جا سکتا ہے اسے منزل نہیں کہا جا سکتا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حدیث: 4

عَنْ	مَالِكٍ	أَنَّهُ	بَلَغَهُ	أَنَّهُ	كَانَ	يُقَالُ	إِنَّ
سے	مالک	بیشک وہ	اسے پہنچا	بیشک وہ	تھا	کہا گیا	بیشک

امام مالکؒ کو پہنچا کہ پہلے زمانے میں یوں کہا جاتا تھا

أَحَدًا	لَنْ يَمُوتَ	حَتَّى	يَسْتَكْمِلَ	رِزْقَهُ	فَأَجْمِلُوا	فِي	الطَّلَبِ
کوئی ایک	نہیں وہ مرے گا	تب تک	وہ مکمل کرلے	اپنا رزق	پس مختصر کرو	میں	معاش

کہ کوئی آدمی نہیں مرے گا جب تک اس کا رزق پورا نہ ہو پس طلبِ معاش میں اختصار کرو۔ (کتاب الجامع' 1608)

تشریح اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ انسان کی قسمت میں جو لکھا ہے اور جتنا لکھا ہے وہ اسے مل کر رہے گا' اگر انسان کے نصیب یا مقدر میں رزق نہ لکھا ہوا ہو تو اس کے رزق کے ذرات اس کے دانتوں میں پھنس جاتے ہیں اور وہ حلق سے نیچے نہیں جاتے اور اگر مقدر میں ہو تو دو پہاڑوں کے نیچے یا اوپر پڑا ہوا رزق بھی ملا جاتا ہے۔ اس لیے فرمایا گیا ہے کہ طلبِ مال اور اکتسابِ مال میں میانہ روی رکھو' کیوں کہ جب آپ کا رزق مکمل ہو گیا تو آپ دنیا سے چلے جائیں گے۔

بَابُ جَامِعِ مَاجَاءَ فِیْ حُسْنِ الْخُلُقِ (حسنِ اخلاق کے بارے میں)

حدیث: 1

عَنْ	مُعَاذِ	ابْنِ	جَبَلٍ	قَالَ	آخِرُ	مَا أَوْصَانِي	بِهِ
	معاذ	بیٹا	جبل	کہا	آخری	جو وصیت کی	اس کی

حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ آخری وصیت جو رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو کی'

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	حِيْنَ	وَضَعْتُ	رِجْلِي	فِي	الْغَرْزِ	أَنَّ	قَالَ
رسول اللہ	جس وقت	میں نے رکھا	اپنا پاؤں	میں	رکاب	بیشک	کہا

جب میں اپنا پاؤں رکاب میں رکھنے لگا وہ یہ تھے'

أَحْسِنْ	خُلُقَكَ	لِلنَّاسِ	يَا	مُعَاذَ	بْنَ	جَبَلٍ
عمدہ رکھ	اپنا اخلاق	لوگوں سے	اے	معاذ	بیٹا	جبل

اے معاذؓ! لوگوں سے خوش خلقی کر۔ (کتاب الجامع' 1609)

تشریح اس حدیث میں اچھے اخلاق سے پیش آنے کا حکم دیا گیا ہے' اخلاق خُلق کی جمع ہے' جس کے معنی پختہ عادت کے ہیں۔ اس کے علاوہ لغت میں اخلاق کے معنی عادات، خصائل، خصلتیں، خوش گوئی، ملنساری، کشادہ پیشانی کے بھی استعمال کیے گئے ہیں۔ اصطلاح میں اخلاق اس عادت کو کہتے ہیں، جس میں پختگی پیدا ہو جائے، یہ عادت اچھی بھی ہو سکتی ہے اور بری بھی۔ لیکن اگر کوئی شخص ایسے کام کرے جو عقل و شریعت اور فطرتِ سلیم کے مطابق ہوں تو اخلاقِ حسنہ کہلاتے ہیں اور اگر عقل و شریعت اور فطرتِ سلیم کے خلاف ہوں تو بُرے اخلاق یا اخلاقِ سیئہ شمار ہوں گے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

i) **انسان کی عظمت کا معیار**: کسی بھی شخص کی عظمت کا دارومدار اس بات پر ہے کہ وہ کیسے اخلاق کا مالک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم جس شخص کو اخلاق میں سب سے بہتر پاتے ہیں اس کی قدر و منزلت ہمارے دل میں سب سے زیادہ ہوتی ہے یعنی اچھے اخلاق اس شخص کے رتبے اور قدر و منزلت میں اضافہ کرتے ہیں' پس معلوم ہوا کہ انسان فطری طور پر اچھائی کی طرف راغب ہوتا ہے اور اسے اپنانا چاہتا ہے' مگر اسے غلط ماحول ملے تو آہستہ آہستہ اس میں بھی غلط عادات پیدا ہو جاتی ہیں اور برائیوں کا احساس تک مٹ جاتا ہے' حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

خِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ اَحْسَنُكُمْ اَخْلَاقًا

ترجمہ: تم میں سب سے اچھا وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔

ii) **انبیا کی بعثت کا مقصد**: اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اچھے اخلاق سکھانے کے لیے انبیاء و رسول مبعوث کیے۔ یہ تمام انبیا انسانوں کو اچھے اخلاق سکھانے اور بری باتوں سے روکنے کے لیے بھیجے گئے اور حضور ﷺ کی بعثت کا ایک مقصد بھی یہی بیان کیا گیا ہے' آپ ﷺ نے خود فرمایا:

اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُ تَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ

ترجمہ: ''میں صرف اس لیے مبعوث کیا گیا ہوں کہ اخلاقِ حسنہ کی تکمیل کروں''۔

اہم اخلاقی اوصاف: ذیل میں ہم اُن اخلاقی تعلیمات کی ایک فہرست درج کرتے ہیں، جن کی تعلیم یا ممانعت قرآن مجید نے کی ہے:

سچ بولنا، جھوٹ کی برائی، علم، بے عملی کی مذمت، عام عفو و درگزر، توکل، صبر، شکر، حق پر استقامت' اللہ کی راہ میں جان دینا، سخاوت اور خیرات کا حکم، بخل کی برائی، اسراف اور فضول خرچی کی ممانعت، میانہ روی کی تاکید، عزیزوں، قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں اور پڑوسیوں کے ساتھ نیکی، مسافروں، سائلوں اور غریبوں کی امداد (سیرت النبیؐ جلد ششم)

حدیث: 2

عَنْ	عَائِشَةَ	زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ	اَنَّهَا	قَالَتْ	مَاخُيِّرَ	رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	فِيْ
سے	عائشہ	نبی کی بیوی	بیشک وہ	کہا	جو اختیار دیا گیا	اللہ کے رسول	میں

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب دنیا کے دو کاموں میں سے اختیار ہوا

اَمْرَيْنِ	قَطُّ	اِلَّا	اَخَذَ	اَيْسَرَهُمَا	مَالَمْ	يَكُنْ	اِثْمًا
دو کام	کبھی	مگر	لیا	ان سے آسان	جب تک	ہو	گناہ

تو آپ ﷺ نے آسان کام کو اختیار کیا بشرطیکہ اس میں گناہ نہ ہو

كَانَ	اَبْعَدَ	النَّاسِ	مِنْهُ	وَمَا	اِنْتَقَمَ	رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	لِنَفْسِهٖ
تھا	دور رہنے والے	لوگ	اس سے	اور نہیں	بدلہ لیا	اللہ کے رسول	اپنے لیے

اگر گناہ ہوتا تو سب سے زیادہ آپ ﷺ اس سے پرہیز فرماتے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بِهَا	لِلّٰهِ	فَيَنْتَقِمُ	اللّٰهِ	حُرْمَةَ	تُنْتَهَكَ	أَنْ	إِلَّا
اس کا	اللہ کے لیے	پس بدلہ لیتے	اللہ	حرمت	خلل پڑے	یہ کہ	مگر

اور رسول اللہ ﷺ اپنی ذات کے واسطے کسی سے بدلہ نہیں لیتے تھے مگر جب اللہ کی حرمت میں خلل پڑے تو اللہ کے واسطے بدلہ لیتے تھے۔ (کتاب الجامع' 1610)

تشریح اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا اور فرمایا:

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

ترجمہ: ہم نے آپ ﷺ کو رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا ہے۔ اس کا عملی ثبوت آپ ﷺ نے اپنی زندگی میں دیا کہیں حضرت زینبؓ کے نیزہ مارنے والے کو معاف کیا تو کہیں حضرت حمزہؓ کے قاتل کو معاف کیا اور اُمت کے لیے دعائیں کیں' اور اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِيْ کہا' پھر اُمت کے لیے جب انتخاب کا موقعہ ملا تو آسان چیز اختیار کی' اور لوگوں کو اپنے اخلاق سے گرویدہ بنایا' کبھی ذاتی انتقام نہیں لیا' اور اللہ کے دشمنوں سے ڈر محسوس نہیں کیا' ہٹلر نے آپ ﷺ کے اخلاق کا مطالعہ کیا تو پکارا تھا:

" MUHAMMAD is a blessing for world"

اور جرمن مصنف گستاف دائل نے لکھا:

"MUHAMMAD is a bright example for humanity and an example of morality."

الغرض! ہمیں درس دیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کو اپنائیں اور لوگوں کے لیے آسانی پیدا کریں' کیوں کہ لوگوں میں سے اللہ کے نزدیک بہترین شخص وہ ہے جو لوگوں کو نفع دینے والا ہو۔

حدیث 3:

أَنَّ	طَالِبٍ	أَبِيْ	بْنِ	حُسَيْنٍ	بْنِ	عَلِيِّ	عَنْ
بیشک	طالب	ابی	بیٹا	حسین	بیٹا	علی	سے

حضرت امام زین العابدینؒ سے روایت ہے

مِنْ	صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	رَسُوْلَ اللّٰهِ	أَنَّ
سے	صلی اللہ علیہ وسلم	رسول اللہ کے	بیشک

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا	تَرْكُهُ	الْمَرْءِ	إِسْلَامِ	حُسْنِ
جو	چھوڑنا اس کا	مرد	اسلام	خوبی

آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ

يَعْنِيْهِ	لَا
اس سے مطلب رکھتا	نہیں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وہ غیر متعلق باتوں کو چھوڑ دے۔ (کتاب الجامع' 1611)

تشریح اسلام امن کا دین ہے' اس نے جہاں خاندانی آداب ذکر کیے ہیں وہاں ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھا ہے اور ساتھ ساتھ اپنے محاسبہ کا احساس دلاتے ہوئے غیر متعلقہ اور فضول لغویات کو ترک کرنے کا حکم دیا ہے' کیوں کہ انسان کی تمام معلومات کا انحصار حواس پر ہوتا ہے' وہ اپنے کانوں سے سنتا ہے' ہاتھوں سے چھوتا ہے' ناک سے سونگھتا ہے' آنکھ سے دیکھتا ہے' زبان سے چکھتا ہے' اور دل سے ادراک کرتا ہے' اس لیے اسے حکم دیا ہے کہ وہ اعضا کو کام میں لاتے وقت اس بات کا خیال رکھے کہ یہ تمام اعضا اور نعمتیں اللہ کی عطا کردہ ہیں اور ان نعمتوں کے بارے میں اس سے حساب لیا جائے گا' اس لیے وہ زبان سے کسی کو برا بھلا نہ کہے اور نہ ہی ہاتھ سے کسی کو تکلیف دے' کیوں کہ مسلمان کی تعریف کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرا مسلمان محفوظ ہو''۔ (بخاری)

اسی طرح انسان کی آنکھ اللہ کی نعمت ہے اُسے چاہیے کہ وہ ان آنکھوں سے برائی کو دیکھے تو اسے ختم کرنے کی کوشش کرے' اور زبان کا حق یہ ہے کہ اس سے ناشکری نہ کرے بلکہ اس زبان سے ذکرِ الٰہی کرے اور فضول گفتگو سے بچے' اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''کہ وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے''۔ پھر فرمایا:

''جو مجھے زبان اور شرمگاہ کی ضمانت دے گا میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں''۔ (صحیح مسلم)

الغرض! تحقیق و جستجو اسلام کا خاصا ہے' اس نے تمام مسلمانوں کو اس کا حکم دیا ہے اور اپنی زندگی کے قیمتی لمحات کو فضول کاموں اور باتوں میں ضائع کرنے سے روکا ہے' دنیا کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جن اقوام نے تحقیق کو اپنا شعار (طریقہ) بنایا' انہی اقوام نے ترقی کی اور جو بے مقصد باتوں اور کاموں میں پڑے رہے انہوں نے پستی اختیار کی اور پھر دوسری اقوام کی ماتحتی میں آ گئے۔

حدیث :4

عَنْ	مَالِكٍ	أَنَّهُ	بَلَغَهُ	عَنْ	عَائِشَةَ	زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ	أَنَّهَا
سے	مالک	بیشک	اسے پہنچی	سے	عائشہ	نبی کی بیوی	بیشک وہ

ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے'

قَالَتْ	اِسْتَاذَنَ	رَجُلٌ	عَلَى	رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ	قَالَتْ	عَائِشَةُ	وَأَنَا
کہا	اجازت لی	آدمی	اوپر	اللہ کے رسول	کہا	عائشہ	اور میں

کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کی اجازت چاہی' اور میں آپ ﷺ کے ساتھ

مَعَهُ	فِي الْبَيْتِ	فَقَالَ	رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	بِئْسَ	ابْنُ الْعَشِيْرَةِ	ثُمَّ	أَذِنَ لَهُ
اس کیساتھ	گھر میں	پس کہا	اللہ کے رسول	برا	خاندان کا آدمی	پھر	اسے اجازت دی

گھر میں تھی' آپ ﷺ نے فرمایا: برا آدمی ہے' پھر آپ ﷺ نے اسے اندر آنے کی اجازت دے دی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	قَالَتْ	عَائِشَةُ	فَلَمْ	أَنْشَبْ	أَنْ	سَمِعْتُ	ضِحْكَ
اللہ کے رسول	کہا	عائشہ	پس نہیں	تھوڑی دیر	یہ کہ	میں نے سنی	ہنسنا

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے اس کے ساتھ ہنستے ہوئے دیکھا

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ	مَعَهُ	فَلَمَّا	خَرَجَ	الرَّجُلُ	قُلْتُ	يَا	رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ
اللہ کے رسول	اس کے ساتھ	پس جب	نکلا	آدمی	میں نے کہا	اے	اللہ کے رسول

جب وہ چلا گیا تو میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ!

قُلْتَ	فِيْهِ	مَاقُلْتَ	فِيْهِ	ثُمَّ	لَمْ تَنْشَبْ	أَنْ ضَحِكْتَ	مَعَهُ
آپ نے کہا	اس میں	جو کہا	اس میں	پھر	تھوڑی دیر نہیں	آپ ہنسے	اس کے ساتھ

ابھی تو آپ نے اسے بُرا کہا تھا' ابھی آپ ﷺ اس سے ہنسنے لگ گئے

فَقَالَ	رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	إِنَّ	مِنْ شَرِّ النَّاسِ	مَنِ	اتَّقَاهُ	النَّاسُ	لِشَرِّهٖ
آپ نے فرمایا	اللہ کے رسول	بیشک	لوگوں سے بُرا	جس سے	اس سے بچیں	لوگ	اس کی برائی

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب آدمیوں سے بُرا آدمی وہ ہے جس سے لوگ اس کی شر کی وجہ سے ڈریں۔ (کتاب الجامع' 1612)

تشریح انسان کی عزت دو وجوہات کی بناء پر ہوتی ہے' ایک تو اس لیے کہ وہ نیک' پارسا اور متقی شخص ہے اور دوسری اس وجہ سے کہ وہ حد درجہ کا بُرا شخص ہے' نیک آدمی کی عزت اس کے اچھے کاموں کی وجہ سے کی جاتی ہے اور بُرے انسان کی شر یا بُرائی سے بچنے کے لیے اس کی عزت کی جاتی ہے۔ اس حدیث میں اس شخص کو نہایت مبغوض ترین اور بدترین شخص کہا گیا ہے جس کی عزت اس کے شر کی وجہ سے کی جاتی ہو۔

حدیث:5

عَنْ	كَعْبِ الْأَحْبَارِ	أَنَّهُ	قَالَ	إِذَا أَحْبَبْتُمْ	أَنْ	تَعْلَمُوْا	مَالِلْعَبْدِ
سے	کعب احبار	بیشک وہ	کہا	جب تم پسند کرو	یہ کہ	تم جانو	جو بندہ کے لیے

حضرت کعب احبارؒ نے کہا کہ جب تم کسی بندہ کا حال جاننا چاہو

عِنْدَ	رَبِّهٖ	فَانْظُرُوْا	مَاذَا	يَتْبَعُهُ	مِنْ	حُسْنِ	الثَّنَاءِ
پاس	اپنے رب کے	پس دیکھو	جو	اس کے پیچھے ہو	سے	عمدہ	تعریف

تو اس کے پروردگار کے پاس تو دیکھو کہ لوگ اس کو کیسا کہتے ہیں۔ (کتاب الجامع' 1613)

تشریح اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ اگر کسی شخص کے انجام کے بارے میں جاننا ہو تو لوگوں کے نظریات کو جانا جائے' کیوں کہ لوگوں کی آراء دراصل اس کے بارے میں گواہی ہوتی ہے' اللہ کے محبوب نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو لوگ اچھا کہیں' اگر اس کے اعمال میں کمی بیشی ہوگی تو اللہ معاف فرمادیں' اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم حقوق العباد کا خیال رکھیں اور اپنے حق میں گواہی کو بہتر بنائیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حدیث: 6

عَنْ	یَحْیٰی	بْنِ	سَعِیْدٍ	اَنَّهُ	قَالَ	بَلَغَنِی	اَنَّ
سے	یحیٰی	بیٹا	سعید	بیشک وہ	کہا	مجھے پہنچی	بیشک

یحیٰی بن سعید سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے بیشک

اَلْمَرْءَ	لَیُدْرِکُ	بِحُسْنِ خُلُقِهِ	دَرَجَةَ	الْقَائِمِ	بِاللَّیْلِ	الظَّامِیْ	بِالْهَوَاجِرِ
آدمی	البتہ پالیتا ہے	عمدہ اخلاق سے	درجہ	کھڑا ہونا	رات میں	پیاسا	دن بھر

آدمی اپنے حسنِ اخلاق سے رات بھر عبادت کرنے والے اور دن بھر پیاسے رہنے والے (روزہ دار) کا درجہ پالیتا ہے۔

(کتاب الجامع' 1614)

تشریح اخلاق خُلق کی جمع ہے' جس کے معنی پختہ عادت کے ہیں۔ اخلاق کی دو اقسام ہیں:

1۔ اچھے اخلاق یا اخلاق حسنہ

2۔ بُرے اخلاق یا اخلاق سیئہ

اگر کوئی شخص ایسے کام کرے جو عقل و شریعت اور فطرتِ سلیم کے مطابق ہوں تو اخلاق حسنہ کہلاتے ہیں' اور اگر عقل و شریعت اور فطرت سلیم کے خلاف ہوں تو بُرے اخلاق یا اخلاق سیئہ شمار ہونگے۔

ہمارے نبی ﷺ کے کمال اخلاق کا یہ عالم تھا کہ آپ ﷺ دشمنوں کو بھی معاف فرمادیتے تھے اور ان سے انتقام نہیں لیتے تھے' فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے عام معافی کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

''جاؤ تم پر کوئی ملامت نہیں تم سب آزاد ہو''۔

غزوہ اُحد میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ چبانے والی ہندہ اور آپ کو نیزہ مارنے والے وحشی کو بھی آپ ﷺ نے معاف فرمادیا' طائف والوں نے آپ ﷺ کو پتھر مار مار کر لہولہان کردیا تھا مگر آپ ﷺ نے ہمیشہ ان کے لیے ہدایت کی دُعا فرمائی اور انہیں معاف فرمادیا۔ اس کے علاوہ تواضع وانکساری' عفوو درگزر' ایفائے عہد' دوسروں کے کام آنا اور راست گفتاری جیسے اعلیٰ اوصاف آپ ﷺ کے اخلاق کے نمایاں پہلو ہیں۔

الغرض! اس حدیث میں اخلاق والے شخص کا مقام و مرتبہ بیان کیا گیا ہے کہ مومن اخلاق کے ذریعے تمام رات قیام کرنے والے اور دن بھر روزے رکھنے والے کا ثواب حاصل کرلیتا ہے۔

حدیث: 7

عَنْ	سَعِیْدِ	بْنِ	الْمُسَیَّبِ	اَنَّهُ	قَالَ	اَلَا	اُخْبِرُکُمْ
سے	سعید	بیٹا	مسیب	بیشک وہ	اس نے کہا	خبردار	میں تمہیں خبردوں

حضرت سعید بن مسیب نے کہا کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں

بِخَیْرٍ	مِنْ	کَثِیْرٍ	مِنَ	الصَّلٰوةِ	وَالصَّدَقَةِ	قَالُوْا	بَلٰی
بھلائی	سے	زیادہ	سے	نماز	اور صدقہ	انہوں نے کہا	کیوں نہیں

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

جو نماز اور صدقہ سے بہتر ہے؟ لوگوں نے کہا بتاؤ۔

قَالُوْا	إِصْلَاحُ	ذَاتَ الْيَمِيْنِ	وَإِيَّاكُمْ	وَالْبِغْضَةَ	فَإِنَّهَا	هِيَ	الْحَالِقَةُ
انہوں نے کہا	صلح	دائیں جانب والے	اور تمہیں	اور بغض	پس بیشک وہ	وہ	مونڈنے والی

سعید نے کہا کہ ایک دوسرے کے درمیان صلح کرا دینا' اور تم بغض و عداوت سے بچو یہ نیکیوں کو مونڈنے والی ہے۔ (کتاب الجامع'1615)

تشریح نبی کریم ﷺ امن پسند اور معاشرے کی فلاح و بہبود کے قائل تھے وہ جنگ و جدل سے اعراض کرنے والے اور لوگوں کی جان و مال کے محافظ تھے۔ اسی لیے جب صحابہ کرامؓ نے شدید خواہش ظاہر کی کہ اب ہم اُداس ہیں اور چاہتے ہیں کہ مکہ لوٹ کر اللہ تعالیٰ کے گھر میں حاضری دیں تو نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے جذبات کا احساس کرتے ہوئے مکہ مکرمہ کی تیاری اور عمرہ کی ادائیگی کا پُر امن حکم دے دیا' مگر جب آپ ﷺ حدیبیہ کے مقام پر پہنچے تو کفارِ مکہ نے آپ ﷺ کو روک دیا اور اللہ کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی۔ آخر کار آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا اور پُر امن طریقے سے مذاکرات کو ترجیح دی' آخر کار گفت و شنید سے یہ بات طے پا گئی کہ مسلمان اس سال واپس جائیں گے اور اگلے سال عمرہ کی ادئیگی کے لیے آئیں گے' مگر وہ اسلحہ سے لیس نہیں ہوں گے صرف اور صرف تلواریں نیام میں لے کر آئیں گے' چنانچہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو ایسا کرنے کا حکم دیا۔

نبی کریم ﷺ امن کے داعی اور بین الاقوامی امن کے خواہاں تھے۔ آپ ﷺ نے صلح کو جنگ سے افضل قرار دیا اور لوگوں کے درمیان صلح کرنا ثواب کا کام بتایا' امن کی خاطر آپ ﷺ نے کئی معاہدات کیے اور لوگوں کو امن و صلح سے رہنے کا حکم دیا اور لوگوں کے درمیان صلح کرانے کو نماز اور صدقہ سے افضل قرار دیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ اسلام امن کا متحمل دین ہے۔ وہ لوگوں کو بات چیت سے مسائل حل کرنے کا حکم دیتا ہے۔

حدیث: 8

عَنْ	مَالِكٍ	أَنَّهُ	قَدْ	بَلَغَهُ	أَنَّ	رَسُوْلَ اللهِ ﷺ	قَالَ
سے	مالک	بیشک وہ	تحقیق	اسے پہنچی	بیشک	اللہ کے رسول	فرمایا

حضرت امام مالکؒ کو پہنچا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بُعِثْتُ	لِأُتَمِّمَ	حُسْنَ	الْأَخْلَاقِ
میں بھیجا گیا	تاکہ مکمل کروں	عمدہ	اخلاق

کہ میں حسنِ اخلاق کی تکمیل کے لیے مبعوث کیا گیا ہوں۔ (کتاب الجامع'1616)

تشریح ان احادیث میں حسنِ اخلاق کا ذکر گیا ہے' اخلاق خُلق کی جمع ہے' جس کے معنی پختہ عادت کے ہیں۔ اس کے علاوہ لغت میں اخلاق کے معنیٰ عادات، خصائل، خصلتیں، خوش گوئی، ملنساری، کشادہ پیشانی کے بھی استعمال کیے گئے ہیں۔ اصطلاح میں اخلاق اس عادت کو کہتے ہیں، جس میں پختگی پیدا ہو جائے، یہ عادت اچھی بھی ہو سکتی ہے اور بری بھی۔ اگر کوئی شخص ایسے کام کرے جو عقل و شریعت اور فطرتِ سلیم کے مطابق ہوں تو اخلاقِ حسنہ کہلاتے ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اگر عقل و شریعت اور فطرتِ سلیم کے خلاف ہوں تو بُرے اخلاق یا اخلاق سیئہ شمار ہوں گے۔ کسی بھی شخص کی عظمت کا دارومدار اس بات پر ہے کہ وہ کیسے اخلاق کا مالک ہے؟ یہی وجہ ہے کہ ہم جس شخص کو اخلاق میں سب سے بہتر پاتے ہیں اس کی قدر و منزلت ہمارے دل میں سب سے زیادہ ہوتی ہے یعنی اچھے اخلاق اس شخص کے رتبے اور قدر و منزلت میں اضافہ کرتے ہیں' پس معلوم ہوا کہ انسان فطری طور پر اچھائی کی طرف راغب ہوتا ہے اور اسے اپنانا چاہتا ہے مگر اسے غلط ماحول ملے تو آہستہ آہستہ اس میں بھی غلط عادات پیدا ہو جاتی ہیں اور برائیوں کا احساس تک مٹ جاتا ہے' حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

خِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ أَحْسَنُكُمْ أَخْلَاقًا

ترجمہ: تم میں سب سے اچھا وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔

اخلاق کا تعلق انسانی زندگی کے ہر شعبے سے ہے' اخلاق صرف رحمت و شفقت اور تواضع و انکسار کا نام نہیں' بلکہ اخلاق میں وہ تمام اعمال شامل ہیں جن کا تعلق انسانوں کے باہمی روابط سے ہے' عزیز ہو یا بیگانہ' دوست ہو یا دشمن' چھوٹا ہو یا بڑا' غریب ہو یا امیر' ہر ایک سے تعلق اور برتاؤ کے لیے کچھ پسندیدہ معیار ہیں' جن کو ہم فضائل اخلاق کہتے ہیں' انسانوں کے اندر اخلاق کی فطری حس ہوتی ہے جس کی بنا پر وہ بعض صفات کو پسند اور بعض کو ناپسند کرتا ہے' قرآن مجید میں بتایا گیا ہے:

فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوٰهَا ○

ترجمہ: اللہ نے نفسِ انسانی کو برائی اور بھلائی کی تمیز الہامی طور پر عطا کر رکھی ہے۔ (سورۃ الشمس: 8)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغَضَبِ (غصہ کے بارے میں)

حدیث: 1

عَنْ	حُمَيْدِ	بْنِ	عَبْدِالرَّحْمٰنِ	بْنِ	عَوْفٍ	أَنَّ	رَجُلًا
سے	حمید	بیٹا	عبدالرحمٰن	بیٹا	عوف	بیشک	آدمی

حضرت حمید بن عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص

أَتَى	إِلَى	رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ	فَقَالَ	يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ	عَلِّمْنِي	كَلِمَاتٍ	أَعِيْشُ
آیا	طرف	اللہ کے رسول	پس کہا	اے اللہ کے رسول	مجھے سکھائیے	باتیں	میں زندگی گزاروں

رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور بولا یارسول اللہ ﷺ! مجھے چند باتیں بتا دیجیے

بِهِنَّ	وَلَا	تُكْثِرْ	عَلَيَّ	فَأَنْسَى	فَقَالَ	رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	لَاتَغْضَبْ
ان کے ساتھ	اور نہیں	زیادہ	مجھے	میں بھول جاؤں	پس کہا	اللہ کے رسول	غصہ نہ کرو

جن سے میں نفع حاصل کر سکوں اور زیادہ باتیں نہ بتائیے' میں بھول جاؤں گا آپ ﷺ نے فرمایا: غصہ مت کرو۔ (کتاب الجامع' 1619)

حدیث: 2

عَنْ	أَبِي هُرَيْرَةَ	أَنَّ	رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ	قَالَ	لَيْسَ	الشَّدِيْدُ	بِالصُّرَعَةِ
سے	ابوھریرہ	بیشک	اللہ کے رسول	کہا	نہیں	پہلوان	پچھاڑ دے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ آدمی زور آور نہیں جو کشتی میں لوگوں کو پچھاڑ دے

اَلْغَضَبِ	عِنْدَ	نَفْسَهُ	يَمْلِكُ	الَّذِي	الشَّدِيْدُ	إِنَّمَا
غصہ	وقت	اپنے نفس کا	وہ مالک ہو	جو	پہلوان	بلاشبہ

زور آور وہ ہے جو اپنے نفس پر غصہ کے وقت قادر ہو۔ (کتاب الجامع 1620)

تشریح: غصہ انسان کے ہوش وحواس کو ختم کر دیتا ہے اور انسان کو غلطی پر آمادہ کرتا ہے اس لیے اس حدیث میں اس سے بچنے کی وصیت کی گئی ہے۔

غصہ شیطانی فعل: غصہ انسان کو انسانیت سے نکال کر حیوانیت کے مقام پر لا کھڑا کرتا ہے اسے پھر اپنے بیگانے، دوست دشمن کا خیال نہیں رہتا۔ وہ تمام رشتوں سے بالاتر ہو کر صرف اپنے جذبات کی رو میں بہتا جاتا ہے اور اسی کے مطابق اپنے تمام کام سرانجام دیتا ہے، اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے صحابی کی نصیحت کرتے ہوئے دو یا تین بار فرمایا: "غصہ نہ کرو، غصہ نہ کرو"۔ (مسند احمد)

غصہ نہ کرنا اھل ایمان کی علامت: غصہ کرنے والے شیطان کے ساتھی ہیں اور معاف کرنے والے رحمٰن کے بندے ہیں، اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کا بہت بڑا اجر وثواب ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا:

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ط (آل عمران: 134)

ترجمہ: اور وہ غصہ کو پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں۔

وصیت نبوی ﷺ: ایک بار کسی صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے نصیحت چاہی تو آپ ﷺ نے فرمایا: لا تغضب (تو غصہ نہ کر) اس نے دوبارہ سہ بارہ پوچھا تو آپ ﷺ نے یہی وصیت کی اور فرمایا: جب انسان کو غصہ آئے تو جس حالت میں وہ ہو اُسے تبدیل کر لے کھڑا ہے تو بیٹھ جائے بیٹھا ہے تو لیٹ جائے۔

امام ابن حزمؒ نے کہا ہے کہ انسان کو جب غصہ آئے تو اسے وضو کرنا چاہیے اس سے غصہ ختم ہو جائے گا۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ اگر کسی آدمی کی خصلت کا اندازہ لگانا ہو تو جب اسے غصہ آئے اُسے جانچ لو سمجھداری کی علامت یہ ہے کہ جب لڑائی ہوگی تو نا سمجھ غصہ میں آ کر گالی گلوچ کرے گا۔

صحابہ کرامؓ کا طرز عمل: قرآن مجید میں صحابہ کرامؓ کی تعریف یوں کی گئی ہے، اور جب وہ غصہ میں آتے ہیں تو وہ معاف کر دیتے ہیں" جیسے ایک واقعہ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت حسنؓ کے کپڑوں پر ایک دفعہ کسی لونڈی سے سالن گر گیا تو آپؓ نے اس کی طرف غصہ والی نگاہ سے دیکھا تو وہ فوراً بول اٹھی: وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ (اور غصہ کو پی جانے والے) آپؓ نے فوراً غصہ ختم کر دیا وہ پھر بولی: وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ (لوگوں سے درگزر کرنے والے) آپؓ نے جواباً فرمایا: جاؤ میں نے معاف کیا۔ پھر اس لونڈی نے آخری حصہ پڑھا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (اور اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے) تو آپؓ نے فرمایا: جاؤ! میں نے تمہیں آزاد کیا۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

اسی طرح ایک بار میدان جنگ میں حضرت علیؓ نے اپنے دشمن پر قابو پا لیا اور جب آپؓ اُن کے سینے پر چڑھ گئے تو اس نے تھوک دیا آپؓ نے اسے چھوڑ دیا اور فرمایا: پہلے غصہ اللہ کے لیے تھا پھر جب ذاتی انتقام کا ڈر محسوس ہوا تو میں نے اُسے چھوڑ دیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

غصہ کم کرنے کے بارے میں احادیث: کئی احادیث میں نبی کریم ﷺ نے غصہ کو ختم کرنے کی تلقین کی ہے اور دوسروں کے ساتھ اچھے اخلاق اور کشادہ پیشانی سے پیش آنے کا حکم دیا ہے' آیئے اس کے بارے میں چند احادیث ملاحظہ کرتے ہیں:

1) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "غصہ ایمان کو ایسے بگاڑتا ہے جیسے شہد کو سرکہ"۔

2) آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص طاقت کے باوجود بدلہ نہیں لیتا۔ بلکہ اپنے غصہ پر قابو پاتا ہے اور بدلہ نہیں لیتا' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب کے سامنے اسے خاص انعام دیں گے"۔

3) ایک اور مقام پر فرمایا: "کوئی انسان اللہ تعالیٰ کے نزدیک غصہ کے اس گھونٹ سے زیادہ بہتر گھونٹ نہیں پیتا جسے وہ اللہ کی رضا کے لیے دبا تا ہے"۔

خلاصہ کلام یہ کہ غصہ نہ کرنا اور لوگوں کو معاف کرتے ہوئے احسان کرنا مومن ہونے کی علامت ہے' جو شخص غصہ سے بھرپور ہوتا ہے اور لڑائی جھگڑا اس کا معمول ہوتا ہے' لوگ اس سے نفرت کرتے ہیں اور اس سے دور رہتے ہیں۔

احادیث کا ترجمہ وتشریح

الجامع الصحیح للبخاری ؒ میں سے منتخب متن کا مطالعہ

کتاب المناقب (فضائل کا بیان)

باب نزل القرآن بلسان قریش (قرآن مجید کا قریش کی زبان میں نازل ہونا)

حدیث: 1

عَنْ	أَنَسٍ	أَنَّ	عُثْمَانَ	دَعَا	زَيْدَ	بْنَ	ثَابِتٍ
سے	انس	بیشک	عثمان	بلایا	زید	بیٹا	ثابت

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ نے زید بن ثابتؓ

وَ	عَبْدَ اللهِ	بْنَ	الزُّبَيْرِ	وَسَعِيدَ	بْنَ	الْعَاصِ	وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ
اور	عبداللہ	بیٹا	زبیر	اور سعید	بیٹا	عاص	اور عبدالرحمٰن

عبداللہ بن زبیرؓ اور سعید بن العاصؓ اور عبدالرحمٰنؓ بن حارث بن ہشام کو بلایا

بْنَ الْحَارِثِ	بْنِ هِشَامٍ	فَنَسَخُوهَا	فِي	الْمَصَاحِفِ	وَقَالَ	عُثْمَانُ	لِلرَّهْطِ
بیٹا حارث	بیٹا ہشام	اس کا نسخہ	میں	مصحف	اور کہا	عثمانؓ	جماعت

انھوں نے مصحف لکھے اور حضرت عثمانؓ نے ان تینوں قریشی لوگوں سے کہا

الْقُرَشِيِّينَ	الثَّلَاثَةِ	إِذَا	اخْتَلَفْتُمْ	أَنْتُمْ	وَزَيْدُ	بْنُ ثَابِتٍ	فِي
قریش	تین	جب	تم اختلاف کرو	تم	اور زید	بیٹا ثابت	میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جب تم میں اور حضرت زید بن ثابتؓ میں کچھ اختلاف ہو تو

شَيْءٍ	مِنَ الْقُرْآنِ	فَاكْتُبُوْهُ	بِلِسَانِ	قُرَيْشٍ	فَإِنَّمَا نَزَلَ	بِلِسَانِهِمْ	فَفَعَلُوْا ذٰلِكَ
چیز	قرآن سے	اسے لکھو	زبان	قریش	بیشک اترا	ان کی زبان	تو انھوں نے ایسا کیا

قریشؓ کے محاورے کے مطابق لکھو اس لیے کہ قرآن قریش کے محاورے کے موافق نازل ہوا ہے۔ تو انھوں نے ایسا ہی کیا۔ (صحیح بخاری: 372/2)

تشریح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں اختلافِ قرأت کی وجہ سے نومسلموں میں ایک فتنہ اٹھ کھڑا ہوا، جس کا ذکر احادیث میں آتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ بن یمان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے آرمینیا کی فتح میں اہل شام کے ساتھ اور اہل عراق کے ساتھ جہاد میں شرکت کی تھی۔ وہاں ان دونوں علاقوں کے مسلمانوں کا قرآن میں اختلاف دیکھ کر گھبرا گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا' اے امیر المومنین! اس اُمت کی خبر لیجیے قبل اس کے کہ وہ کتاب اللہ میں اسی طرح اختلاف کرنے لگیں جس طرح یہود و نصارٰی نے اختلاف کیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورہ سے فیصلہ کیا کہ اُمت کو ایک قرآن پر جمع کرنا چاہیے۔ چنانچہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود صحیفہ لے کر ان کے حوالے کر دیا۔ یہ نسخہ لغتِ قریش کے مطابق تھا۔ اس کی نقلیں تیار کروا کر ایک ایک نسخہ مملکت کے ہر علاقے میں بھیج دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اصل کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے پوری اُمت کو ایک قرأت پر جمع کر دیا۔ آج دنیا بھر میں جتنے بھی نسخے موجود ہیں وہ ہو بہو مصحفِ عثمانی کے مطابق ہیں، اسی لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جامع القرآن کہتے ہیں۔

بَابُ مَا يُنْهٰى مِنْ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ (جاہلیت جیسی باتیں کرنا منع ہے)

حدیث: 1

عَنْ	جَابِرٌ	يَقُوْلُ	غَزَوْنَا	مَعَ	النَّبِيِّ ﷺ	وَقَدْ	ثَابَ
سے	جابر	وہ کہتا ہے	ہم نے غزوہ کیا	ساتھ	نبی	اور تحقیق	جماعت

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت محمد ﷺ کے ساتھ جہاد کیا'

مَعَهُ	نَاسٌ	مِنَ	الْمُهَاجِرِيْنَ	رَجُلٌ	لَعَّابٌ	فَكَسَعَ	أَنْصَارِيًا
اس	لوگ	سے	مہاجرین	آدمی	تیز	اس نے مارا	انصاری

اس وقت آپ ﷺ کے پاس مہاجرین میں سے بہت لوگ جمع ہو گئے تھے ان مہاجرین میں ایک آدمی بڑا دل لگی باز تھا' اس نے کیا کیا ایک انصاری کے سرین پر ضرب لگائی۔

فَغَضِبَ	الْأَنْصَارِيُّ	يَالَلْأَنْصَارِ	وَقَالَ	الْمُهَاجِرِيُّ	يَا	لَلْمُهَاجِرِيْنَ	فَخَرَجَ
پس غصہ ہوا	انصاری	اے انصاریو	اور کہا	مہاجرین	اے	مہاجر	پس نکلا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انصاری سخت غصہ ہوا (اس نے اپنی ذات والوں کو مدد کے لیے پکارا) انصاری نے کہا' ارے انصار! دوڑو (میری بات سنو) مہاجر نے کہا' مہاجرین! دوڑو'

النَّبِیُّ ﷺ	فَقَالَ	مَابَالُ	دَعْوَی	أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ	ثُمَّ قَالَ	مَاشَأْنُهُمْ	فَأُخْبِرَ
نبی	اور کہا	کیا حال	پکار	جاہلیت والی	پھر کہا	کیا ان کا معاملہ	پس خبر دی گئی

یہ (شور) سن کر حضور ﷺ اپنے خیمہ سے نکل کر آئے' فرمایا: یہ جاہلیت کی باتیں کیسی؟ پھر پوچھا قصہ کیا ہے؟

بِكَسْعَةِ	الْمُهَاجِرِيِّ	الْأَنْصَارِيَّ	قَالَ	فَقَالَ	النَّبِیُّ ﷺ	دَعُوهَا	فَإِنَّهَا
پکار	مہاجر	انصاری	اس نے کہا	پس فرمایا	نبی ﷺ	اس کی پکار	پس بیشک

لوگوں نے بیان کیا مہاجر نے انصاری کے سرین پر ضرب لگائی' آپ ﷺ نے فرمایا ایسی جہالت کی ناپاک باتیں چھوڑ دو۔

خَبِيثَةٌ	وَقَالَ	عَبْدُاللّٰهِ	بْنُ أَبِي سَلُولَ	أَقَدْ	تَدَاعَوْا	عَلَيْنَا	لَئِنْ
ناپاک	اور کہا	عبداللہ	بیٹا ابی سلول	کیا	تم پکارتے ہو	ہمیں	اگر

اور عبداللہ بن ابی بن سلول (منافق) کیا کہنے لگا مہاجر ہمارے اوپر اپنی قوم والوں کو پکارتے ہیں'

رَجَعْنَا	إِلَى	الْمَدِينَةِ	لَيُخْرِجَنَّ	الْأَعَزُّ	مِنْهَا	الْأَذَلَّ	فَقَالَ
ہم لوٹے	طرف	مدینہ	البتہ نکالیں گے	عزت والے	اس سے	ذلیل ترین	پس کہا

اچھا مدینہ پہنچ کر (ہم سمجھ لیں گے) عزت دار ذلیل کو باہر نکال دے گا۔

عُمَرُ	أَلَا نَقْتُلُ	يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ	هٰذَا	الْخَبِيثَ	لِعَبْدِاللّٰهِ	فَقَالَ	النَّبِیُّ ﷺ
عمر	کیا ہم قتل نہ کریں	اے اللہ کے رسول ﷺ	یہ	ناپاک	اللہ کے بندہ	پس کہا	نبی

حضرت عمرؓ نے عرض کیا' حکم ہو تو اس ناپاک کا سر اڑا دوں' یعنی عبداللہ بن ابی کا'

لَا يَتَحَدَّثُ	النَّاسُ	أَنَّهُ	كَانَ	يَقْتُلُ	أَصْحَابَهُ
نہیں وہ بات کرتا	لوگ	بیشک وہ	تھا	وہ قتل کرتا	اپنے ساتھی

حضور ﷺ نے فرمایا: نہیں ایسا مت کرو محمد ﷺ اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں۔ (صحیح بخاری: 733)

تشریح اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ جاہلیت کے تمام دستور اور قانون باطل ہیں' اور اس دور کے تمام رسوم و رواج منع ہیں' حضور ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں بھی اس بات کا اعلان کیا تھا' فرمایا:

''ہاں جاہلیت کے تمام دستور آج میرے پاؤں کے نیچے ہیں۔''

پھر نسلی تفاخر کا خاتمہ کرتے ہوئے اعلان فرمایا: ''اللہ سے ڈرنے والا انسان مومن ہوتا ہے اور اس کا نافرمان بدبخت ہوتا ہے۔ تم سب کے سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو اور آدم علیہ السلام مٹی سے بنے تھے۔''

الغرض! اس حدیث میں نسلی تفاخر کا خاتمہ کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ جاہلیت کی پکار دینا اور حسب و نسب اور خاندان و برادری پر فخر کرنا اسلام میں جائز نہیں۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

حدیث 2:

عَنْ	عَبْدِاللّٰهِ	عَنِ	النَّبِيِّ ﷺ	قَالَ	لَيْسَ	مِنَّا	مَنْ
سے	عبداللہ	سے	نبی	کہا	نہیں	ہم میں سے	جس نے

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

ضَرَبَ	الْخُدُوْدَ	وَشَقَّ	الْجُيُوْبَ	وَدَعَا	بِدَعْوَى	الْجَاهِلِيَّةِ
مارا	رخسار	اور پھاڑا	جیب (گریبان)	اور پکارا	پکار	جاہلیت

جس نے (مصیبت میں) گالوں پر (تھپڑ) مارے اور گریبان چاک کیے اور جاہلیت کی باتیں نکالیں وہ ہم (مسلمانوں) میں سے نہیں۔ (صحیح بخاری: 734)

تشریح: اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ اگر انسان کو دکھ پہنچے تو اسے اس پر صبر کرنا چاہیے نہ یہ کہ اس پر جزع وفزع کر کے اپنے رب کو ناراض کیا جائے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت و مدد ہمیشہ اُن لو ں کے ساتھ ہوتی ہے جو صبر و برداشت سے کام لیتے ہیں اسی لیے صبر اختیار کرنے اور اس پر ثابت رہنے کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"۔ (سورۃ البقرۃ: 153)

حضور نبی کریم ﷺ عزم و استقلال کے پیکر تھے۔ قرآنِ مجید نے آپ ﷺ کو اُولوالعزم رسولوں میں شمار کیا ہے آپ ﷺ کی زندگی کا ایک ایک واقعہ آپ ﷺ کے عزم اور ثابت قدمی کا اعلیٰ نمونہ ہے' آپ ﷺ نے جب دعوتِ اسلام کا آغاز کیا تو تنہا تھے اور ساتھ ہی مشرکینِ مکہ کی دشمنی بھی کھل کر سامنے آ گئی اور آپ ﷺ کو شدید مشکلات سے دوچار ہونا پڑا مگر کسی موقعہ پر بھی آپ ﷺ کے استقلال میں کمی نہ آئی۔ مکی دور میں آپ ﷺ کو نہایت اذیتوں سے گزارا گیا' مگر آپ ﷺ نے نہایت استقامت کا مظاہرہ کیا۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ کو جب کئی قسم کے مال و دولت اور خوبصورت عورتوں کے ساتھ شادی کی پیش کش کی گئی اور شرط یہ رکھی کہ آپ ﷺ اسلام کی تبلیغ چھوڑ دیں تو آپ ﷺ نے جواب دیتے ہوئے اپنے چچا ابو طالب سے کہا: "چچا جان' اللہ کی قسم! اگر یہ کافر میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ دیں تب بھی میں اپنے فرائض کی ادائیگی سے باز نہیں آؤں گا۔"

الغرض! صبر کی تین اقسام مندرجہ ذیل ہیں:

1) **اطاعت پر صبر:** کسی نیکی کے کام کرنے میں جو تکالیف و مشکلات پیش آئیں انھیں ہنس کر برداشت کرنا اور نیکی کے کام کو مکمل طور پر سرانجام دینا اطاعت پر صبر کہلاتا ہے۔ عربی میں اس کا نام 'صبر علی الطاعة'' ہے۔

2) **گناہ سے باز رہنا:** بعض اوقات انسان کا نفس اسے کسی برائی کے لیے آمادہ کر لیتا ہے' مگر ایک مسلمان صرف اللہ کے ڈر اور خوف کی وجہ سے اس برے کام کے قریب نہیں جاتا خواہ اُسے دیکھنے والا کوئی بھی نہ ہو۔ عربی میں اسے صبر عن المعصية کہا جاتا ہے۔

3) **مصیبت پر صبر:** انسان کو جب کوئی پریشانی آ جائے' خواہ مالی ہو یا جانی' یا اس پر کوئی بیماری آ جائے یا کوئی بڑا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صدمہ پہنچے تو اُسے برداشت کرنا اور اس پر چیخ وپکار نہ کرنا اور شور وغل سے بچنا مصیبت پر صبر کہلاتا ہے۔ عربی میں اسے صبر علی المصیبة کہا جاتا ہے۔

باب كَانَ النَّبِيُّ ﷺ تَنَامُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ (حضور ﷺ کی آنکھیں ظاہر میں سوتی تھیں، دل غافل نہیں ہوتا تھا)

حدیث: 1

عَنْ	أَبِي	سَلَمَةَ	بْنِ	عَبْدِ الرَّحْمَنِ	أَنَّهُ	سَأَلَ	عَائِشَةَ
سے	ابو	سلمہ	بیٹا	عبدالرحمن	بیشک وہ	پوچھا	عائشہ

حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمن کہتی ہیں کہ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا

كَيْفَ	كَانَ	صَلوٰةُ	رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ	فِي	رَمَضَانَ	قَالَتْ	مَا كَانَ
کیسے	تھا	نماز	اللہ کے رسول ﷺ	میں	رمضان	اس نے کہا	جو تھا

حضور ﷺ (رمضان میں تہجد یا تراویح کی) نماز کتنی رکعت ادا کرتے تھے انہوں نے کہا:

يَزِيْدُ	فِي	رَمَضَانَ	وَلَا	غَيْرِهِ	عَلَى	إِحْدَى	عَشْرَةَ
وہ زیادہ کرتے	میں	رمضان	اور نہیں	اس کے علاوہ	اوپر	ایک	دس

آپ ﷺ رمضان میں یا کسی اور مہینہ میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں ادا کرتے تھے

رَكْعَةً	يُصَلِّي	أَرْبَعَ	رَكَعَاتٍ	فَلَا	تَسْئَلْ	عَنْ	حُسْنِهِنَّ
رکعت	وہ نماز ادا کرتے	چار	رکعت	پس نہیں	تو پوچھ	سے	ان کا حسن

آپ ﷺ پہلے چار رکعتیں ادا کرتے تھے ان کی خوبی اور طوالت کا مت پوچھو

وَطُوْلِهِنَّ	ثُمَّ	يُصَلِّي	أَرْبَعًا	فَلَا	تَسْئَلْ	عَنْ	حُسْنِهِنَّ
اور ان کی لمبائی	پھر	وہ نماز ادا کرتے	چار	نہ	تو پوچھ	سے	ان کی خوبی

پھر آپ ﷺ چار رکعات ادا کرتے تھے ان کے حسن اور طوالت کا مت پوچھو

وَطُوْلِهِنَّ	ثُمَّ	يُصَلِّي	ثَلَاثًا	فَقُلْتُ	يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ	تَنَامُ	قَبْلَ
اور ان کی لمبائی	پھر	وہ نماز ادا کرتے	تین	میں نے کہا	اے اللہ کے رسول ﷺ	تو سوتا	پہلے

پھر آپ ﷺ تین رکعت پڑھتے تاکہ سب نماز طاق ہو جائے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ!

أَنْ	تُوْتِرَ	قَالَ	تَنَامُ	عَيْنِي	وَلَا	يَنَامُ	قَلْبِي
یہ کہ	تو وتر ادا کرے	کہا	تو سوتا ہے	میری آنکھیں	اور نہیں	وہ سوتا	میرا دل

آپ ﷺ بھی وتر سے پہلے سو جاتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میری آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا۔ (صحیح بخاری: 778)

تشریح: اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ نبی کا خاصہ ہوتا ہے کہ اس کا دل ہر وقت اللہ کے ساتھ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رابطے میں ہوتا ہے اور وہ جاگتا رہتا ہے، سوتا نہیں۔ مگر یہ خاص کیفیت انبیا، کے ساتھ ہوتی ہے۔ عام انسان جب سو جاتا ہے تو اس وقت وہ موت کی طرح نیم مردہ حالت میں ہوتا ہے اس کے اعصاب جواب دے جاتے ہیں اور وہ ہر کام سے غافل ہو جاتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہوتا ہے کہ وہ دوبارہ جاگ جاتا ہے۔

حدیث: 2

عَنْ	شَرِيكٍ	قَالَ	سَمِعْتُ	أَنَسَ	بْنِ	مَالِكٍ	يُحَدِّثُنَا
سے	شریک	کہا	میں نے سنا	انس	بیٹا	مالک	ہمیں بیان کیا

حضرت شریکؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انسؓ بن مالک سے سنا'

عَنْ	لَيْلَةِ	أُسْرِيَ	بِالنَّبِيِّ ﷺ	مِنْ	مَسْجِدِ	الْكَعْبَةِ	جَاءَهُ
سے	رات	معراج کی سیر	نبی	سے	مسجد	کعبہ	اس کا آنا

وہ معراج کا قصہ بیان کرتے ہیں جس رات کو حضور ﷺ کو کعبہ کی مسجد سے لے گئے

ثَلَاثَةُ	نَفَرٍ	قَبْلَ	أَنْ	يُوحَى	إِلَيْهِ	وَهُوَ	نَائِمٌ
تین	جماعت	پہلے	یہ کہ	وحی کی گئی	اس کی طرف	اور وہ	سونا

یہ معاملہ وحی سے پہلے کا ہے کہ آپ ﷺ مسجد حرام میں سو رہے تھے' تین فرشتے آئے (اس وقت حمزہ اور جعفر بن ابی طالب کے بیچ میں سو رہے تھے)

فِي	الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ	فَقَالَ	أَوَّلُهُمْ	أَيُّهُمْ	هُوَ؟	فَقَالَ	أَوْسَطُهُمْ
میں	مسجد حرام	پس کہا	ان کا پہلا	کون سا	وہ	تو کہا	ان کا درمیان

ایک فرشتے نے پوچھا: کس کو لے جانے کا حکم ہے؟ دوسرے نے کہا جو درمیان میں سو رہا ہے۔

هُوَ	خَيْرُهُمْ	وَقَالَ	آخِرُهُمْ	خُذُوا	خَيْرَهُمْ	فَكَانَتْ	تِلْكَ
وہ	ان سے بہتر	اور کہا	ان کا آخری	پکڑو	ان سے بہتر	پس تھی	وہ

وہی ان سب میں سے بہتر ہے۔ (تیسرے نے) جو آخر میں (فرشتہ) تھا' یہ کہا جو ان سب میں بہتر ہے' اس کو لے چلو

فَلَمْ يَرَهُمْ	حَتَّى	جَاءُوا	لَيْلَةً	بَعْدَ	سِنِينَ	لِلْأَسْرَاءِ	أُخْرَى
انہیں نہیں دیکھا	یہاں تک	وہ آئے	رات	بعد	دو سال	معراج کے لیے	دوسری

اس رات کو اتنا ہی ہو کر رہ گیا اس کے بعد آپ ﷺ نے ان فرشتوں کو دوسری رات دیکھا

فِيمَا	يَرَى	قَلْبُهُ	وَالنَّبِيُّ ﷺ	نَائِمَةٌ	عَيْنَاهُ	وَلَا	يَنَامُ
اس میں	دیکھا	ان کا دل	نبی	سونے والی	اس کی آنکھیں	اور نہیں	وہ سوتا ہے

جیسے آپ ﷺ دل سے دیکھا کرتے تھے۔ اور آنحضرت ﷺ کی آنکھیں سوتی تھیں مگر دل نہیں سوتا تھا'

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قَلْبُهُ	وَكَذٰلِكَ	اَلْاَنْبِيَاءُ	تَنَامُ	أَعْيُنُهُمْ	وَلَا	تَنَامُ	قُلُوْبُهُمْ
اس کا دل	اور اس طرح	انبیا	تو سوتا	ان کی آنکھیں	اور نہیں	تو سوتا	ان کے دل

اور سب انبیا کا یہی حال ہے ان کی آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا'

فَتَوَلَّاهُ	جِبْرِيْلُ	ثُمَّ	عَرَجَ	بِهِ	إِلَى	السَّمَاءِ
پس پھرے	جبرئیل	پھر	وہ چڑھے	اس کے ساتھ	طرف	آسمان

غرضیکہ جبرئیل نے آپ ﷺ کو اپنے ساتھ لیا اور آسمان پر لے گئے۔ (صحیح بخاری: 779)

تشریح سابقہ حدیث کے موضوع کو جاری رکھتے ہوئے اللہ تعالی کے نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ میں خانہ کعبہ میں سو رہا تھا جب اللہ کے مقربین فرشتے آئے اور انہوں نے مجھے جانے کا کہا اور میں نے حضرت جبرئیلؑ کے ساتھ ساتوں آسمانوں کی سیر کی اور مختلف انبیا سے ملاقات کی' جو فرشتے آئے اور آپس میں انہوں نے مجھے ساتھ لے کر جانے کی باتیں کیں تو مجھے معلوم ہو گیا کہ میں ان کے ساتھ جاؤں گا' کیوں کہ انبیا کا خاصہ ہے کہ ان کا دل نیند کی حالت میں جاگتا رہتا ہے۔

بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الْاِسْلَامِ (حضور ﷺ کے نبوت کی نشانیوں کے بیان میں)

حدیث: 1

عَنْ	أَنَسٍ	قَالَ	أُتِيَ	النَّبِيُّ ﷺ	بِإِنَاءٍ	وَهُوَ	بِالزَّوْرَاءِ
سے	انسؓ	اس نے کہا	وہ لایا گیا	نبی	برتن	اور وہ	زوراء

حضرت انسؓ سے روایت ہے' انہوں نے کہا' آپ ﷺ زوراء میں (مدینہ میں مقام) تشریف فرما تھے

فَوَضَعَ	يَدَهُ	فِي	الْإِنَاءِ	فَجَعَلَ	الْمَاءُ	يَنْبُعُ	مِنْ
پس رکھا	اس کا ہاتھ	میں	برتن	پس رکھا	پانی	وہ پھوٹتا ہے	سے

وہاں پانی کا ایک برتن آپ ﷺ کے پاس لایا گیا' آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس میں رکھ دیا

بَيْنَ	أَصَابِعِهِ	فَتَوَضَّأَ	الْقَوْمُ	قَالَ	قَتَادَةُ	قُلْتُ	لِأَنَسٍ
درمیان	اس کی انگلیاں	پس وضو کیا	قوم	کہا	قتادہ	میں نے کہا	انس سے

یا پانی آپ ﷺ کی انگلیوں سے پھوٹنے لگا' سب لوگوں نے وضو کر لیا' قتادہ نے کہا میں نے انسؓ سے پوچھا

كَمْ	كُنْتُمْ	قَالَ	ثَلَاثَ مِائَةٍ	أَوْ	زُهَاءَ	ثَلَاثَ	مِائَةٍ
کتنے	تم تھے	کہا	تین سو	یا	قریب	تین	سو

تم اس وقت کتنے آدمی تھے' انہوں نے کہا' تین سو ہوں گے یا تین سو کے قریب۔ (صحیح بخاری: 781)

تشریح اللہ تعالی نے تمام انبیا کو معجزات سے نوازا۔ کسی نبی کو ید بیضا کا معجزہ دیا اور کسی کو جنات پر قدرت دی' کسی کی لاٹھی کو سانپ بنا کر لوگوں کو قائل کیا' تو کسی کو آگ میں ڈال کر اُسے گلزار بنا دیا' پھر کسی کو پرندہ بنا کر اس

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں پھونک مارنے کا کہہ دیا اور اس میں جان ڈال دی' کسی نبی کو ہاتھ پھیر کر کوڑھی والے کو تندرست کر دیا' اسی طرح اللہ کیلئے حضرت محمد ﷺ کو معجزات سے نوازا' اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کے معجزات میں سے ایک کا ذکر کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے ایک بار پانی منگوایا' جو وضو کے لیے انتہائی کم تھا تو اللہ کے محبوب نے اس میں ہاتھ ڈال دیا پھر آپ ﷺ کی انگلیوں سے چشمے جاری ہوئے جس کی بدولت تین سو کے قریب صحابہ کرامؓ نے وضو کرلیا۔

حدیث:2

عَنْ	اَنَسِ	بْنِ	مَالِكٍ	قَالَ	خَرَجَ	النَّبِيُّ ﷺ	فِيْ
سے	انس	بیٹا	مالک	اس نے کہا	وہ نکلا	نبی	میں

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے' حضور ﷺ کسی سفر میں نکلے'

بَعْضِ	مَخَارِجِهِ	وَمَعَهُ	نَاسٌ	مِنْ	اَصْحَابِهِ	فَانْطَلَقُوْا	يَسِيْرُوْنَ
بعض	سفر	اور اس کے ساتھ	لوگ	سے	صحابہ	پس چلے	وہ چلتے ہیں

آپ ﷺ کے ساتھ صحابہؓ بھی تھے' چلتے چلتے نماز کا وقت ہو گیا'

فَحَضَرَتِ	الصَّلٰوةُ	فَلَمْ	يَجِدُوْا	مَاءً	يَتَوَضَّؤُوْنَ	فَانْطَلَقَ	رَجُلٌ
پس وقت ہوا	نماز	پس نہیں	وہ پایا	پانی	وہ وضو کرتے	پس چلا	آدمی

وضو کے لیے لوگوں کو پانی نہ ملا' آخر ایک شخص گیا'

مِنَ	الْقَوْمِ	فَجَاءَ	بِقَدَحٍ	مِنْ	مَاءٍ	يَسِيْرٍ	فَاَخَذَهُ
سے	قوم	پس لایا	پیالہ	سے	پانی	آسانی	پس اسے لیا

وہ پیالہ میں تھوڑا سا پانی لایا' حضور ﷺ نے وہ پانی لے لیا

النَّبِيُّ ﷺ	فَتَوَضَّأَ	ثُمَّ	مَدَّ	اَصَابِعَهُ	الْاَرْبَعَ	عَلَى	الْقَدَحِ
نبی	پس وضو کیا	پھر	پھیلایا	اپنی انگلیاں	چار	اوپر	پیالہ

اور وضو کیا پھر اپنی چاروں انگلیاں اس پیالے میں پھیلا دیں

ثُمَّ	قَالَ	قُوْمُوْا	فَتَوَضَّؤُوْا	فَتَوَضَّأَ	الْقَوْمُ	حَتّٰى	بَلَغُوْا
پھر	اس نے کہا	کھڑے ہو جاؤ	پس وضو کیا	پس وضو کیا	قوم	یہاں تک	وہ پہنچے

اور لوگوں کو فرمایا کہ وضو کرو' سب نے وضو کیا'

فِيْمَا	يُرِيْدُوْنَ	مِنَ	الْوَضُوْءِ	وَكَانُوْا	سَبْعِيْنَ	اَوْ	نَحْوَهُ
اس چیز میں	وہ ارادہ کرتے	سے	وضو	اور تھے	ستر	یا	اس کی مانند

جو ان کا مطلب تھا یعنی وضو کرنا یہ پورا ہو گیا یہ لوگ ستر آدمی تھے یا ستر کے قریب۔ (صحیح بخاری:783)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تشریح سابقہ حدیث کے موضوع کو جاری رکھتے ہوئے بیان کیا گیا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے برتن میں انگلیاں ڈالیں یا پورا ہاتھ ڈالا تو آپ ﷺ کے ہاتھ سے چشمے جاری ہوئے جس کی بدولت پانی میں اتنا اضافہ ہوا کہ اس پانی سے ستر کے قریب لوگوں نے وضو کر لیا' مگر پانی ختم نہ ہوا' مگر یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ معجزات انبیا سچے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انہی معجزات کی بدولت کئی لوگوں کو راہِ راست پر لے آتا ہے۔

حدیث 3:

حَدَّثَنَا	عَمْرُو	بْنُ	تَغْلِبَ	قَالَ	سَمِعْتُ	رَسُوْلَ	اللّٰهِ ﷺ
ہمیں بیان کیا	عمرو	بیٹا	تغلب	اس نے کہا	میں نے سنا	رسول	اللہ
بَيْنَ	يَدَيِ	السَّاعَةِ	تُقَاتِلُوْنَ	قَوْمًا	يَنْتَعِلُوْنَ	الشَّعْرَ	وَتُقَاتِلُوْنَ
درمیان	آگے	قیامت	تم لڑتے	قوم	وہ بناتے	بال	اور تم لڑتے

حضرت عمرو بن تغلب ؓ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' تم قیامت سے پہلے ایسے لوگوں سے لڑو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے۔

قَوْمًا	كَأَنَّ	وُجُوْهَهُمْ	الْمَجَانُ	الْمُطْرَقَةُ
قوم	گویا	ان کے منہ	ڈھال	تہ بہ تہ

اور ایسے لوگوں سے جن کے منہ تہ بہ تہ ڈھالوں کی طرح ہوں گے۔ (صحیح بخاری:799)

تشریح اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کی ایک پیشین گوئی کا ذکر کیا گیا ہے جو یہ ہے کہ مسلمان ایک ایسی قوم سے لڑیں گے جو بالوں کے بنے ہوئے جوتے پہنیں گے اور ان کے منہ ڈھالوں کی مانند ہوں گے' اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان کی جنگ ایک ایسی قوم سے ہوگی جو آہنی جسم کے مالک ہوں اور وہ توانا قوم ہوگی' ان کی قوت بے شمار ہوگی مگر مسلمان ہی غالب آئیں گے۔ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ نبی کریم ﷺ کی تمام پیشین گوئیاں سچ ہیں اور وہ سچ ثابت ہوئی ہیں اور ہو رہی ہیں۔

حدیث 4:

عَنْ	عَبْدَاللّٰهِ	بْنِ	عُمَرَ	قَالَ	سَمِعْتُ	رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ	يَقُوْلُ
سے	عبداللہ	بیٹا	عمرو	کہا	میں نے سنا	اللہ کے رسول ﷺ	وہ کہتا ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ ﷺ نے فرمایا:

تُقَاتِلُكُمُ	الْيَهُوْدُ	فَتُسَلَّطُوْنَ	عَلَيْهِمْ	ثُمَّ	يَقُوْلُ	الْحَجَرُ	يَامُسْلِمُ
تم سے لڑتے	یہود	تم غالب آؤ گے	ان پر	پھر	وہ کہتا ہے	پتھر	اے مسلمان

یہودی تم سے لڑیں گے اور تم ان پر غالب آؤ گے' یہ حال ہوگا کہ پتھر بات کرے گا اور کہے گا' اے مسلمان!

هٰذَا	يَهُوْدِيٌّ	وَرَائِيْ	فَاقْتُلْهُ
یہ	یہودی	میرے پیچھے	اسے مارو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ادھر آ' یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے اس کو قتل کرو۔ (صحیح بخاری:800)

تشریح یہودیوں کی اسلام دشمنی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں' وہ مسلمانوں کی دشمنی میں ہمیشہ سرِفہرست رہے ہیں' اس لیے ان کے خلاف جہاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور ان سے دوستی نہ رکھنے کا قرآن نے حکم دیا ہے' اللہ کے نبی ﷺ نے مدینہ میں یہودی قبائل کے ساتھ قیامِ امن کے لیے معاہدات کیے مگر انھوں نے ہمیشہ بدعہدی کی اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیا' اس دور میں بھی یہودی (اسرائیل وغیرہ) مسلمانوں کو مٹانے اور انھیں تباہ کرنے کی سازشوں میں مصروف ہیں' مگر اللہ کے نبی ﷺ نے آج سے چودہ سو سال پہلے بتا دیا تھا کہ تم ان پر اعتبار نہ کرنا ان کو جہاں پاؤ انھیں قتل کرو اور قیامت کے نزدیک مسلمان ان کو قتل کر کے ان کے علاقوں پر قابض ہو جائیں گے جیسا کہ اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے پیش گوئی کی ہے۔

حدیث:5

عَنْ	اُسَامَةَ	قَالَ	اَشْرَفَ	النَّبِیُّ ﷺ	عَلٰی	اُطُمٍ	مِنَ الْاٰطَامِ
سے	اسامہ	کہا	وہ چڑھے	نبی ﷺ	اوپر	بلند	بلند مقامات

حضرت اسامہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ مدینہ کے بلند مقام میں سے ایک مقام پر چڑھے

فَقَالَ	هَلْ	تَرَوْنَ	مَا اَرٰی؟	اِنِّی	اَرٰی	الْفِتَنَ	تَقَعُ
اس نے کہا	کیا	تم دیکھتے ہو	جو میں دیکھتا	بیشک میں	میں دیکھتا ہوں	فتنے	واقع ہونا

اور فرمایا: کیا تم اس فتنے کو دیکھ سکتے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں' بارش کے قطروں کی طرح

خِلَالَ	بُیُوْتِکُمْ	مَوَاقِعَ	الْقَطْرِ
درمیان	تمہارے گھر	جگہیں	گرنا

تمہارے گھروں میں گر رہا ہے۔ (صحیح بخاری:805)

تشریح اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے ایک فتنے کی طرف اشارہ کیا ہے جو مسلمانوں کے گھروں میں داخل ہو رہا ہے' وہ فتنہ کیا ہے؟ اس کے بارے میں کئی آراء ہیں' ہوسکتا ہے وہ فتنہ موسیقی کا ہو' یہ بھی ہوسکتا ہے وہ یہود و نصاریٰ سے دوستی بڑھانے کا فتنہ ہو' یا ممکن ہے وہ فتنہ دجال ہو' یا وہ فتنہ سود کا ہو' یا فتنہ مال و اولاد کا ہو' یا یاجوج و ماجوج کا ہو' الغرض! جس فتنے کی طرف اللہ کے نبی ﷺ نے اشارہ کیا ہے' اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ فرمائے۔

حدیث:6

عَنِ	ابْنِ مَسْعُوْدٍ	عَنِ	النَّبِیِّ ﷺ	قَالَ	سَتَکُوْنُ	اَثَرَةٌ	وَاُمُوْرٌ
سے	مسعود کا بیٹا	سے	نبی	کہا	عنقریب ہوگا	زمانہ	اور کام

حضرت ابن مسعودؓ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: عنقریب وہ زمانہ آئے گا

تُنْکِرُوْنَهَا	قَالُوْا	یَا	رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ	فَمَا	تَاْمُرُنَا؟	قَالَ	تُؤَدُّوْنَ
تم اسے برا سمجھو	انہوں نے کہا	اے	اللہ کے رسول ﷺ	کیا	تو ہمیں حکم دیتا	کہا	تم حق ادا کرو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جس میں تمہاری حق تلفی ہوگی اور ایسی باتیں ہوں گی جن کو تم بُرا سمجھو گے لوگوں نے کہا' اے اللہ کے محبوب ﷺ! ایسے حالات میں ہم کیا کریں؟

لَكُم	الَّذِیْ	اللّٰہ	وَتَسْاَلُوْنَ	عَلَیْکُم	الَّذِیْ	الْحَقّ
تم پر	جو	اللہ	اور تم مانگو	تم پر	جو	حق

جو حق دوسروں کا تمہارے اوپر ہے' اسے ادا کرو اور اپنا حق اللہ سے مانگو۔ (صحیح بخاری:809)

تشریح اس حدیث میں آئندہ آنے والے حالات کے بارے میں اللہ کے محبوب ﷺ نے اشارہ کیا ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا جب انسانوں کے حقوق غصب ہوں گے' کوئی کسی کا حق ادا نہیں کرے گا' بلکہ ان کو غصب کرکے فخر کا اظہار کیا جائے گا' لوگ دکھلاوے کی نمازیں ادا کریں گے' ہمسائے دوسرے ہمسائے کی اذیت وتکلیف کا شکار ہوگا' مسلمان کے ہاتھ وزبان سے دوسرا مسلمان محفوظ نہیں ہوگا' لوگوں کی عزتیں محفوظ نہیں ہوں گی' مال وجان کا تقدس ختم ہو جائے گا' کوئی کسی کی عزت کا خیال نہیں کرے گا' جب ان خدشات کا نبی ﷺ نے ذکر کیا تو صحابہ کرامؓ نے عرض کی' یا رسول اللہ ﷺ! ان حالات میں ہم کیا کریں' اللہ کے محبوب نے فرمایا کہ ان حالات میں آپ کے ذمہ جو حقوق العباد اور حقوق اللہ ہیں انہیں آپ اچھے اور احسن انداز سے نبھائیں اور جو آپ کے حقوق ہیں ان کو چھیننے یا لڑنے کی بجائے اللہ تعالیٰ سے انہیں مانگیں' اللہ خود اسباب پیدا کردے گا اور آپ کے حقوق آپ کو مل جائیں گے۔

حدیث:7

السَّاعَةُ	تَقُوْمُ	لَا	رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	قَالَ	قَالَ	اَبَاهُرَیْرَةؓ	اَنَّ
قیامت	قائم ہوگی	نہیں	اللہ کے رسول ﷺ	فرمایا	کہا	ابوھریرہؓ	بیشک

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی

وَاحِدَةٌ	دَعْوَاهُمَا	فِتْنَتَانِ	یَقْتَتِلُ	حَتّٰی
ایک	ان کا دعویٰ	دو فتنے	وہ قتل کریں	یہاں تک

جب تک دو گروہ آپس میں نہ لڑیں' دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہو۔ (صحیح بخاری:812)

تشریح اس حدیث میں ایک اور قیامت کی نشانی بیان کی گئی ہے کہ اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کسی ایک چیز کے حصول کے لیے دو دعویٰ دار اکٹھے نہ ہو جائیں اور دونوں اس چیز کے بارے میں دعویٰ کریں کہ یہ چیز ہماری ہے۔ آج دنیا میں یہ حالات ہیں جو اس حدیث میں بیان کیے گئے ہیں کہ مال وجائیداد کے کئی ایک دعویٰ دار کھڑے ہیں' جو عدالتوں تک جاکر غلط بیانی کرکے جائیداد کے حصول کے لیے جھوٹ بولتے ہیں اور اسے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں' اللہ محفوظ فرمائے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باب فضائل اصحاب النبی ﷺ (حضور ﷺ کے صحابہ کرامؓ کی فضیلت)

حدیث: 1

عَنْ	أَبِی	سَعِیْدِ ن	الْخُدْرِیُّ	قَالَ	قَالَ	رَسُوْلُ اللّٰهِ	يَأْتِی
سے	ابو	سعید	خدری	کہا	فرمایا	اللہ کے رسول ﷺ	آئے گا

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا:

عَلَی	النَّاسِ	زَمَانٌ	فَيَغْزُوْا	فِئَامٌ	مِنَ	النَّاسِ	فَيَقُوْلُوْنَ
اوپر	لوگ	زمانہ	پس جہاد کریں گے	جماعت	سے	لوگ	کہیں گے

لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جماعتیں جہاد کریں گی ان سے پوچھا جائے گا

فِيكُمْ	مَنْ	صَاحَبَ	رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ	فَيَقُوْلُوْنَ	نَعَمْ	فَيُفْتَحُ	لَهُمْ
تم میں سے	جس نے	ساتھی	اللہ کے رسول	تو کہیں گے	جی ہاں	پس کھولا جائے گا	ان کے لیے

تم میں سے کوئی شخص ایسا ہے جو رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہا ہو؟ پھر ان کی برکت سے فتح ہوگی۔

ثُمَّ	يَأْتِی	عَلَی	النَّاسِ	زَمَانٌ	فَيَغْزُوْا	فِئَامٌ	مِنَ النَّاسِ
پھر	وہ آئے	اوپر	لوگ	زمانہ	وہ لڑیں گے	جماعت	لوگوں سے

پھر ایک زمانہ لوگوں پر ایسا آئے گا' جماعتیں جہاد کریں گی' ان سے پوچھا جائے گا۔

فَيُقَالُ	هَلْ	فِيكُمْ	مَنْ	صَاحَبَ	أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ	فَيَقُوْلُوْنَ	نَعَمْ
پس کہا جائے گا	کیا	تم میں	جس نے	ساتھی	رسول اللہ ﷺ کے ساتھی	کہیں گے	ہاں

کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جو صحابیؓ کی صحبت میں رہا ہو' کہیں گے جی ہاں'

فَيُفْتَحُ	لَهُمْ	ثُمَّ	يَأْتِی	عَلَی	النَّاسِ	زَمَانٌ	فَيَغْزُوْا
کھولا جائے گا	ان کے لیے	پھر	وہ آئے گا	اوپر	لوگ	زمانہ	تو جہاد کریں گے

تو ان کی برکت سے فتح ہوگی۔ پھر ایک زمانہ ایسا آئے گا جب جماعتیں جہاد کریں گی'

فِئَامٌ	مِنَ	النَّاسِ	فَيُقَالُ	هَلْ	فِيكُمْ	مَنْ	صَاحَبَ
جماعتیں	سے	لوگ	تو کہا جائے گا	کیا	تم میں سے	جو	ساتھی

ان سے پوچھا جائے گا کیا تم میں سے کوئی شخص ایسا ہے؟ جو ایسے شخص کی صحبت میں رہا ہو

أَصْحَابَ	رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ	فَيَقُوْلُوْنَ	نَعَمْ	فَيُفْتَحُ	لَهُمْ
ساتھی	اللہ کے رسول	وہ کہیں گے	جی ہاں	تو کھولا جائے گا	ان کے لیے

جو صحابیؓ کی صحبت میں رہا تھا تو لوگ کہیں گے جی ہاں' پھر اس کی برکت سے ان پر فتح ہوگی۔ (صحیح بخاری: 849)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تشریح اس حدیث میں صحابہ کرامؓ کی فضیلت بیان کی گئی ہے ایسی ہستیاں جنھوں نے ایمان کی حالت میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی ہو یا آپ ﷺ کی مجلس میں بیٹھنے کی سعادت حاصل کی ہو اور ایمان کی حالت میں وفات پائی ہو صحابیؓ کہلائیں گی۔

رسول اللہ ﷺ کے صحابیؓ کی سب سے بڑی منقبت یہ ہے کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ کا دیدار کیا اور ان کے ساتھ رہے اور آپ ﷺ سے قرآن سیکھا اور دینِ اسلام کے احکام سیکھے۔ اسی ایمان کی بدولت وہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بن گئے۔ قرآن مجید میں صحابہ کرامؓ کی صفات کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ

ترجمہ: کفار کے ساتھ سخت اور آپس میں نرم دل ہیں۔ (سورۃ الفتح 29:)

انھی اصحاب کی برکت کی وجہ سے مسلمانوں کو فتوحات حاصل ہوں گی جیسے حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں حاصل ہوئیں پھر ان کے بعد تابعین کا دور آیا وہ اصحاب رسول a سے پروردہ تھے اس لیے ان کی برکت سے بے شمار فتوحات ہوئیں۔

حدیث:2

عَنْ	عِمْرَانَ	بْنِ حُصَيْنٍ	رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ	قَالَ
سے	باپ	حصین کا بیٹا	اللہ ان سے راضی ہوا	فرمایا

حضرت عمران بن حصینؓ بیان کرتے ہیں

قَالَ	رَسُوْلُ	اللّٰهِ	صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	خَيْرُ	اُمَّتِيْ
فرمایا	رسول	اللہ	صلی اللہ علیہ وسلم	بہترین	میری اُمت

کہ رسول اللہ a نے فرمایا: میری اُمت کا بہترین

قَرْنِيْ	ثُمَّ	الَّذِيْنَ	يَلُوْنَهُمْ	ثُمَّ	الَّذِيْنَ	يَلُوْنَهُمْ
میرا زمانہ	پھر	وہ لوگ	جو ان سے ملے	پھر	وہ لوگ	جو ان سے ملے

زمانہ میرا ہے پھر ان لوگوں کا جو اس کے بعد ہوں گے پھر ان کا جو اس کے بعد ہوں گے۔ (صحیح بخاری:850)

تشریح اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ عہدِ رسالت سب سے بہترین زمانہ ہے کیوں کہ اس میں اللہ کے نبی a موجود تھے اور عدل وانصاف اور مساواتِ انسانی عام تھی اجتماعی اور اخلاقی اقدار عام تھی حق دار کو اس کا حق ملتا تھا اور حقوق وفرائض کی ادائیگی کی جاتی تھی۔

اس کے بعد صحابہ کرامؓ کے زمانہ کو بہترین زمانہ کہا گیا ہے کیوں کہ تمام صحابہ کرامؓ عادل تھے بالخصوص خلفائے راشدین کا دور تو تاریخِ اسلامی کا بہترین دور کہا جاتا ہے اس میں اسلامی حکومت قرآن وسنت کے مطابق چلتی رہی اور تمام شرعی احکام کی پابندی کی جاتی رہی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پھر تابعین کا دور آیا اس دور میں اسلامی حکومت قائم رہی مگر اتنی اچھی نہ چل سکی جتنی عہدِ خلفائے راشدین میں تھی' کیوں کہ اکثر بڑے صحابہ کرام رخصت ہو گئے تھے اور دین میں کئی نئی چیزیں شامل ہو گئی تھیں' تاہم اخلاقی اور معاشرتی اقدار کے ساتھ ساتھ قرآن و سنت کے احکام کی بجا آوری کی جاتی تھی' مگر اس حدیث کے مطابق سب سے سنہری دور نبوت و رسالت ﷺ کا تھا' کیوں کہ اس دور میں اللہ کے نبی ﷺ کو ڈائریکٹ اللہ کے احکام آتے تھے اور سب اس کے مطابق عمل کرتے تھے اور اگر کہیں کسی کو مشکل پیش آتی تو وہ نبی کریم ﷺ سے پوچھ لیتے اور احکامِ الٰہی کے مطابق عمل پیرا ہوتے۔

بَابُ مَنَاقِبِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَفَضْلِهِمْ (مہاجرین کی فضیلت کا بیان)

حدیث: 1

عَنْ	أَبِيْ	بَكْرٍ	قَالَ	قُلْتُ	لِلنَّبِيِّ ﷺ	وَأَنَا	فِي الْغَارِ
سے	ابو	بکر	کہا	میں نے کہا	نبی ﷺ سے	اور میں	غار میں

حضرت ابوبکرؓ بیان کرتے ہیں' جب ہم غار میں چھپے تھے تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا'

لَوْ	أَنَّ	أَحَدَهُمْ	نَظَرَ	تَحْتَ	قَدَمَيْهِ	لَأَبْصَرَنَا	فَقَالَ
اگر	بیشک	ان میں سے ایک	وہ دیکھے	نیچے	اپنے قدم	ہمیں دیکھ لے گا	پس کہا

اگر ان میں سے کسی نے اپنے پاؤں پر نظر ڈالی تو ہمیں دیکھ لے گا۔

مَا	ظَنُّكَ	يَا	أَبَابَكْرٍ	بِاثْنَيْنِ	اللّٰهُ	ثَالِثُهُمَا
جو	تجھے گمان کرتا	اے	ابوبکر	دوسرا	اللہ	ان سے تیسرا

آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکرؓ! تیرا خیال کہاں ہے؟ ان دو لوگوں کا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے جن کے ساتھ خود اللہ تعالیٰ ہو۔ (صحیح بخاری: 853/2)

تشریح یہاں سے قریش کی فضیلت کا بیان شروع ہوا ہے' ان میں سے سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ کا بیان آیا ہے اور ان کی فضیلت میں یہ حدیث ہے' حضرت ابوبکرؓ کا نام عبداللہ' کنیت ابوبکر اور لقب صدیق تھا۔ آپؓ دینِ اسلام قبول کرنے سے قبل ہی سلیم الطبع اور جاہلانہ رسوم و رواج سے متنفر تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں شامل تھے جنھوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ اُن کی دعوت و تبلیغ پر کئی اہم شخصیات دائرہ اسلام میں داخل ہوئیں۔ نبی کریم ﷺ سے انہیں بہت عقیدت تھی۔ قبولِ اسلام کے بعد انہوں نے اپنی جان و مال کو اللہ اور رسول ﷺ کے لیے وقف کر دیا۔ تبلیغ اسلام کے سلسلے میں نبی کریم ﷺ کا مکمل ساتھ دیا۔ تمام سختیوں اور مشکلات کو مستقل مزاجی اور صبر سے برداشت کیا۔ ہجرت مدینہ میں بھی نبی کریم ﷺ کے ساتھی بنے۔ تاریخ اسلام میں ایسی قربانیوں کی مثال نہیں ملتی۔ نبی کریم ﷺ کی رحلت کے بعد وہ مسلمانوں کے پہلے امیر و خلیفہ بنے۔ انھی کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''ابوبکر! تو میرا حوضِ کوثر پر مصاحب ہوگا اور تو میرا یارِ غار ہے۔'' (ترمذی: 154/10)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

الجامع الصحیح للمسلم ؒ میں سے منتخب متن کا مطالعہ

بَابُ رَبْطِ الْأَسِيرِ وَحَبْسِهِ وَجَوَازِ الْمَنِّ عَلَيْهِ

قیدی کو باندھنے' اُسے قید کرنے اور اس پر احسان کرنے (مفت چھوڑنے) کا بیان

عَنْ	أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ	يَقُولُ	بَعَثَ	رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ	خَيْلًا	قِبَلَ	نَجْدٍ
سے	ابوھریرہ	وہ کہتے ہیں	بھیجا	اللہ کے رسول ﷺ	دستہ	طرف	نجد

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے کچھ سواروں کو نجد کی طرف بھیجا وہ ایک شخص کو پکڑ کر لائے

فَجَاءَتْ	بِرَجُلٍ	مِنْ	بَنِي حَنِيفَةَ	يُقَالُ	لَهُ	ثُمَامَةُ	بْنُ
پس آئی	آدمی	سے	بنوحنیفہ	وہ کہا جاتا	اس کو	ثمامہ	بیٹا

جو بنوحنیفہ سے تھا اور اس کا نام ثمامہ بن اثالؓ تھا

أُثَالٍ	سَيِّدُ	أَهْلِ الْيَمَامَةِ	فَرَبَطُوهُ	بِسَارِيَةٍ	مِنْ	سَوَارِي	الْمَسْجِدِ
اثال	سردار	اہلِ یمامہ	اسے باندھ دیا	ستون سے	سے	ستون	مسجد نبوی ﷺ

وہ یمامہ والوں کا سردار تھا' پھر لوگوں نے اسے مسجد نبوی ﷺ کے ستون سے باندھ دیا۔

فَخَرَجَ	إِلَيْهِ	رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ	فَقَالَ	مَاذَا	عِنْدَكَ	يَا ثُمَامَةُ	فَقَالَ
تو نکلا	اس کی طرف	اللہ کے نبی ﷺ	پس کہا	کیا	تیرے پاس	اے ثمامہ	تو کہا

رسول اللہ ﷺ اس کے پاس گئے اور فرمایا: اے ثمامہؓ! تیرے پاس کیا ہے؟ وہ بولا

عِنْدِي	يَا مُحَمَّدُ	خَيْرٌ	إِنْ	تَقْتُلْ	تَقْتُلْ	ذَادَمٍ	وَإِنْ
میرے پاس	اے محمد ﷺ	بہتر	اور اگر	تو قتل کرے	تو قتل کرے	خون والا	اور اگر

میرے پاس وہ کچھ ہے اگر آپ ﷺ مجھے مار ڈالیں گے تو ایسے شخص کو ماریں گے جو خون والا ہے۔

تُنْعِمْ	تُنْعِمْ	عَلَى	شَاكِرٍ	وَإِنْ	كُنْتَ	تُرِيدُ	الْمَالَ
تو انعام کرے	تو احسان کرے	اوپر	قدردان	اور گر	تو تھا	تو ارادہ کرتا	مال

اور اگر احسان کریں گے تو ایسے شخص پر احسان کریں گے جو شکر گزاری کرے گا اور اگر آپ ﷺ مال چاہتے ہیں

فَسَلْ	تُعْطَ	مِنْهُ	مَا	شِئْتَ	فَتَرَكَهُ	رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ	حَتّٰى
تو پوچھ	تو دے	اس سے	جو	تو چاہے	اسے چھوڑ دیا	اللہ کے رسول ﷺ	یہاں تک

تو مانگیے جو آپ ﷺ چاہیں گے وہی ملے گا' رسول اللہ ﷺ نے اسے اس کے حال پر رہنے دیا

كَانَ	بَعْدَ الْغَدِ	فَقَالَ	مَا عِنْدَكَ	يَا ثُمَامَةُ	قَالَ	مَا	قُلْتُ لَكَ
تھا	کل سے	پس کہا	جو تیرے پاس	اے ثمامہ	کہا	جو	تو نے کہا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پھر آپ ﷺ دوبارہ تشریف لائے اور پوچھا اے ثمامہ تیرے پاس کیا ہے؟ اس نے کہا:

إِنْ	تُنْعِمْ	تُنْعِمْ	عَلَى	شَاكِرٍ	وَإِنْ	تَقْتُلْ	تَقْتُلْ
اگر	تو انعام کرے	تو انعام کرے	اوپر	قدردان	اور اگر	تو قتل کرے	تو قتل کرے

وہی جو میں کہہ چکا ہوں، اگر آپ ﷺ احسان کرو گے تو احسان کا بدلہ دینے والے پر احسان کرو گے اور اگر مار ڈالو گے تو اچھی عزت والے کو مار ڈالو گے۔

ذَادَمٍ	وَإِنْ	كُنْتَ	تُرِيْدُ	الْمَالَ	فَسَلْ	تُعْطَ	مِنْهُ
خون والا	اور اگر	تو تھا	تو ارادہ کرتا	مال	تو مانگ	تجھے ملے گا	اس سے

اگر مال چاہتے ہو تو جتنا مانگو اتنا ہی ملے گا'

مَا	شِئْتَ	فَتَرَكَهُ	رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	حَتّٰى	كَانَ	مِنَ الْغَدِ	فَقَالَ
جو	تو چاہے	اسے چھوڑ دیا	اللہ کے رسول ﷺ	یہاں تک	تھا	کل سے	تو کہا

پھر آپ ﷺ نے اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا' اگلے دن آپ ﷺ پھر تشریف لائے اور پوچھا

فَقَالَ	مَاذَا عِنْدَكَ	يَاثُمَامَةُ	فَقَالَ	مَا عِنْدِي	مَا قُلْتُ لَكَ
پس کہا	جو تیرے پاس	اے ثمامہ	پس کہا	جو میرے پاس	جو تو نے کہا میرے بارے

اے ثمامہ تیرے پاس کیا ہے؟ اس نے کہا وہی جو میں کہہ چکا ہوں'

إِنْ	تُنْعِمْ	تُنْعِمْ	عَلَى	شَاكِرٍ	وَإِنْ	تَقْتُلْ	تَقْتُلْ
اگر	تو انعام کرے	تو انعام کرے	اوپر	قدردان	اور اگر	تو قتل کرے	تو قتل کرے

احسان کرتے ہو تو کرو میں شکر گزار رہوں گا' قتل کرتے ہو تو کرو لیکن میرا خون رائیگاں جانے والا نہیں'

ذَادَمٍ	وَإِنْ	كُنْتَ	تُرِيْدُ	الْمَالَ	فَسَلْ	تُعْطَ	مِنْهُ
خون والا	اور اگر	تو تھا	تو ارادہ کرتا	مال	تو مانگ	تجھے دیں	اس سے

مال چاہتے ہو تو جتنا چاہو مانگو اتنا ہی دوں گا'

مَاشِئْتَ	فَقَالَ	رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	اَطْلِقُوْا	ثُمَامَةَ	فَانْطَلَقَ	اِلٰى	نَخْلٍ
جو چاہے	تو کہا	اللہ کے رسول ﷺ	چھوڑ دو	ثمامہ	پس چلا	طرف	کھجور

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ثمامہ کو چھوڑ دو وہ مسجد کے پاس کھجور کے درخت کی طرف گیا

قَرِيْبٍ	مِنَ	الْمَسْجِدِ	فَاغْتَسَلَ	ثُمَّ	دَخَلَ	الْمَسْجِدَ	فَقَالَ
نزدیک	سے	مسجد	پس غسل کیا	پھر	وہ داخل ہوا	مسجد	تو کہا

اور غسل کیا پھر مسجد میں آیا اور کہنے لگا:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اَشْهَدُ	اَنْ	لَا اِلٰهَ	اِلَّا	اللّٰهُ	وَاَشْهَدُ	اَنَّ	مُحَمَّدًا
میں گواہی دیتا ہوں	یہ کہ	نہیں معبود	مگر	اللہ	میں گواہی دیتا	بیشک	محمد ﷺ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول اور اس کے بندے ہیں۔

عَبْدُهٗ	وَرَسُوْلُهٗ	يَامُحَمَّدُ	وَاللّٰهِ	مَاكَانَ	عَلٰى	الْاَرْضِ	وَجْهٌ
اس کا بندہ	اس کا رسول	اے محمد ﷺ	اللہ کی قسم	جو تھا	اوپر	زمین	چہرہ

اے محمد ﷺ! اللہ کی قسم! تم سے زیادہ کسی کا چہرہ میرے نزدیک بُرا نہ تھا۔

اَبْغَضَ	اِلَيَّ	مِنْ	وَجْهِكَ	فَقَدْ	اَصْبَحَ	وَجْهُكَ	اَحَبَّ
بُرا	مجھے	سے	تیرا رخسار	تحقیق	بن گیا	تیرا چہرہ	محبوب

اور اب کسی کا چہرہ آپ ﷺ کے چہرہ اقدس سے محبوب نہیں ہے۔

الْوُجُوْدِ	كُلِّهَا	اِلَيَّ	وَاللّٰهِ	مَاكَانَ	مِنْ دِيْنٍ	اَبْغَضَ	اِلَيَّ
وجود	تمام	طرف	اللہ کی قسم	جو تھا	دین سے	بُرا	مجھے

قسم اللہ کی! آپ ﷺ کے دین سے بُرا دین کوئی میرے نزدیک نہ تھا' اب آپ ﷺ کا دین مجھے سب ادیان سے زیادہ محبوب ہے۔

مِنْ دِيْنِكَ	فَاَصْبَحَ	دِيْنُكَ	اَحَبَّ	الدِّيْنِ	كُلِّهٖ	اِلَيَّ	وَاللّٰهِ
تیرا دین	تو ہو گیا	تیرا دین	محبوب	دین	تمام	میری طرف	اللہ کی قسم

اللہ کی قسم! کوئی شہر آپ ﷺ کے شہر سے زیادہ مجھے بُرا معلوم نہ ہوتا تھا' اب آپ ﷺ کا شہر

مَاكَانَ	مِنْ بَلَدٍ	اَبْغَضَ	اِلَيَّ	مِنْ بَلَدِكَ	فَاَصْبَحَ	بَلَدُكَ	اَحَبَّ
جو تھا	ملک سے	بُرا	میری طرف	ملک سے	پس ہو گیا	تیرا وطن	محبوب

سب شہروں سے زیادہ مجھے پسند ہے۔

الْبِلَادِ	كُلِّهَا	اِلَيَّ	وَاِنَّ	خَيْلَكَ	اَخَذَتْنِيْ	وَاَنَا	اُرِيْدُ
ملک	تمام	طرف میری	اور بیشک	تیرا سوار	مجھے پکڑا	اور میں	ارادہ تھا

آپ ﷺ کے سواروں نے مجھے پکڑ لیا' اس وقت میں عمرہ کو جا رہا تھا' اب کیا کروں'

الْعُمْرَةَ	فَمَاذَا	تَرٰى	فَبَشَّرَهٗ	رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	وَاَمَرَهٗ	اَنْ يَّعْتَمِرَ	فَلَمَّا
عمرہ	پس کیا	تو نے دیکھا	اسے بشارت دیا	اللہ کے رسول ﷺ	اور اسے حکم دیا	وہ عمرہ کرے	پس جب

رسول اللہ ﷺ نے اسے خوش کیا اور عمرہ ادا کرنے کا حکم دیا'

قَدِمَ	مَكَّةَ	قَالَ	لَهٗ	قَائِلٌ	اَصَبَوْتَ	فَقَالَ	لَا
آئے	مکہ	کہا	اسے	کہنے والا	تو صابی ہو گیا	تو کہا	نہیں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جب مکہ مکرمہ پہنچا تو لوگوں نے کہا تو نے دین بدل لیا ہے' اس نے کہا' نہیں

يَاتِيكُم	لَا	وَاللهِ	وَلَا	رَسُوْلِ اللهِ ﷺ	مَعَ	اَسْلَمْتُ	وَلٰكِنِّي
وہ لایا	نہیں	اللہ کی قسم	اور نہیں	اللہ کے نبی ﷺ	ساتھ	میں اسلام لایا	اور لیکن

بلکہ میں تو رسول اللہ ﷺ پر ایمان لایا ہوں' اللہ کی قسم! یمامہ سے

رَسُوْلُ اللهِ ﷺ	فِيهَا	يَاذَنَ	حَتّٰى	حِنْطَةٍ	حَبَّةُ	الْيَمَامَةِ	مِنَ
اللہ کے رسول ﷺ	اس میں	وہ اجازت دے	یہاں تک	گندہ	دانہ	یمامہ	سے

ایک دانہ بھی گندم کا تم تک نہیں پہنچے گا جب تک رسول اللہ ﷺ اس کی اجازت نہ دے دیں۔ (صحیح مسلم: 4589/5)

تشریح نبی کریم ﷺ کفار و مشرکین کے ساتھ رواداری کا برتاؤ کرتے اور انہیں معاف فرما دیتے تھے' اسلام کے ابتدائی تیرہ سالہ دور میں مکہ میں آپ ﷺ کو تنگ کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی گئی' مگر آپ ﷺ نے صبر و برداشت سے کام لیا اور اپنے مشن کو جاری رکھا۔ حضور نبی کریم ﷺ عزم و استقلال کے پیکر تھے۔ قرآن مجید نے آپ ﷺ کو اُولوالعزم رسولوں میں شمار کیا ہے آپ ﷺ کی زندگی کا ایک ایک واقعہ آپ ﷺ کے عزم اور ثابت قدمی کا اعلیٰ نمونہ ہے' آپ ﷺ نے جب دعوتِ اسلام کا آغاز کیا تو تنہا تھے اور ساتھ ہی مشرکینِ مکہ کی دشمنی بھی کھل کر سامنے آ گئی اور آپ ﷺ کو شدید مشکلات سے دوچار ہونا پڑا مگر کسی موقعہ پر بھی آپ ﷺ کے استقلال میں کمی نہ آئی۔ مکی دور میں آپ ﷺ کو نہایت اذیتوں سے گزارا گیا مگر آپ ﷺ نے نہایت استقامت کا مظاہرہ کیا چنانچہ حضورِ اکرم ﷺ کو جب کئی قسم کے مال و دولت اور خوبصورت عورتوں کے ساتھ شادی کی پیش کش کی گئی اور شرط یہ رکھی کہ آپ ﷺ اسلام کی تبلیغ چھوڑ دیں تو آپ ﷺ نے جواب دیتے ہوئے اپنے چچا ابو طالب سے کہا: ''چچا جان' اللہ کی قسم! اگر یہ کافر میرے داہنے ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ دیں تب بھی میں اپنے فرائض کی ادائیگی سے باز نہیں آ ؤں گا۔''

رسول اللہ ﷺ کی رواداری کی ایک مثال اس حدیث میں یوں بیان کی گئی ہے: حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے نجد کی جانب ایک لشکر روانہ کیا جس نے بنو حنفیہ کے ایک آدمی ثمامہ بن اثال کو گرفتار کر لیا اور مدینہ منورہ لا کر مسجد نبوی ﷺ کے ستون کے ساتھ باندھ دیا' نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور پوچھا ثمامہؓ کیا حال ہے؟ کیا آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟ اس نے کہا کہ جی ہاں' اگر آپ ﷺ مجھے احسان کر کے چھوڑ دیں گے تو میں احسان مند رہوں گا اور احسان کا بدلہ دوں گا اور اگر سزا دیں گے تو میں سزا کا حقدار ہوں' اگر آپ مجھے قتل کر دیں گے تو میرا بدلہ لیا جائے گا اور اگر آپ ﷺ مال چاہتے ہیں تو آپ ﷺ کو مال دے دیتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ مسکرائے اور چلے گئے دوسرے دن آئے تو اس نے پھر یہی سوال دہرایا۔ آپ ﷺ پھر مسکرا کر چل دیے۔ تیسرے دن جب آپ ﷺ تشریف لائے اور ثمامہؓ سے پوچھا تو اس نے اسی بات کو دہرایا آپ ﷺ نے فرمایا ثمامہؓ کو آزاد کر دو۔ آزادی کے بعد وہ ایک قبرستان میں پہنچا اور غسل کیا پھر واپس آ کر کلمہ طیبہ پڑھ لیا۔ پھر عمرہ کی ادائیگی کے لیے گیا تو کسی نے اس کو کہا کہ سنا ہے تو بے دین ہو گیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور ان کا دین قبول کیا ہے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

پھر کہا کہ آج کے بعد یمن کے علاقہ سے ایک دانہ بھی گیہوں کا یہاں نہیں آئے گا یہاں تک کہ نبی رحمت ﷺ نہیں کہیں گے۔ واپس جا کر حضرت ثمامہؓ نے غلہ بند کر دیا تو مکہ میں قحط پڑ گیا پھر حضور ﷺ کے حکم کے مطابق غلہ جاری کر دیا۔ (صحیح بخاری' کتاب المغازی)

بَابُ إِجْلَاءِ الْيَهُوْدِ مِنَ الْحِجَازِ (یہودیوں کو حجاز سے نکالنے کا بیان)

عَنْ	أَبِي هُرَيْرَةَ	أَنَّهُ	قَالَ	بَيْنَا	نَحْنُ	فِي	الْمَسْجِدِ
سے	ابو ھریرہ	بیشک آپ	کہا	ہمارے درمیان	ہم	میں	مسجد

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ ہم مسجد میں بیٹھے تھے

إِذْ	خَرَجَ	إِلَيْنَا	رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	فَقَالَ	اِنْطَلِقُوْا	إِلَى	الْيَهُوْدِ
جب	نکلا	ہماری طرف	اللہ کے رسول ﷺ	پس کہا	چلو	طرف	یہود

اتنے میں رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا' یہودیوں کے پاس چلو

فَخَرَجْنَا	مَعَهُ	حَتّٰى	جِئْنَاهُمْ	فَقَامَ	رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	فَنَادَاهُمْ	فَقَالَ
پس ہم نکلے	اس کے ساتھ	یہاں تک	ہم آئے ان کی طرف	پس کھڑا ہوا	رسول اللہ	تو انہیں بلایا	اور کہا

ہم آپ ﷺ کے ساتھ گئے' یہاں تک کہ یہود کے پاس پہنچے' رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر ان کو پکارا اور فرمایا

يَا مَعْشَرَ	الْيَهُوْدِ	أَسْلِمُوْا	تَسْلَمُوْا	فَقَالُوْا	قَدْ	بَلَّغْتَ	يَا أَبَا الْقَاسِمِ
اے گروہ	یہود	مسلمان بن جاؤ	محفوظ ہو جاؤ	انہوں نے کہا	بیشک	تو نے پہنچایا	اے ابوالقاسم

اے یہودیو! مسلمان ہو جاؤ' محفوظ ہو جاؤ گے' انہوں نے کہا آپ ﷺ نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا' اے ابوالقاسم!

فَقَالَ	لَهُمْ	رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	ذٰلِكَ	أُرِيْدُ	أَسْلِمْ	تَسْلَمْ	فَقَالُوْا
پس کہا	ان سے	اللہ کے رسول ﷺ	یہ	میں ارادہ کرتا	تو مسلمان ہو جا	تو محفوظ ہو گا	انہوں نے کہا

ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں یہی چاہتا ہوں' پھر اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: اے یہودیو! مسلمان ہو جاؤ' محفوظ ہو جاؤ گے۔

قَدْ	بَلَّغْتَ	يَا أَبَا الْقَاسِمِ	فَقَالَ	لَهُمْ	رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	ذٰلِكَ	أُرِيْدُ
تحقیق	تو نے پہنچایا	ابوالقاسم	تو کہا	ان سے	اللہ کے رسول ﷺ	یہ	میں ارادہ کرتا

انہوں نے کہا' اے ابوالقاسم! آپ ﷺ نے اللہ کا پیغام پہنچا دی' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں یہی چاہتا ہوں'

فَقَالَ	لَهُمْ	الثَّالِثَةَ	فَقَالَ	اَعْلَمُ	أَنَّمَا	الْأَرْضُ	لِلّٰهِ
تو کہا	ان سے	تیسری بار	اور فرمایا	میں جانتا ہوں	بیشک	زمین	اللہ کے لیے

پھر آپ ﷺ نے تیسری بار یہی کہا اور فرمایا جان لو کہ زمین اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَرَسُوْلِهِ	وَاِنِّي	اُرِيْدُ	اَنْ	اُجْلِيَكُمْ	مِنْ	هٰذِهِ	الْاَرْضِ
اور اس کا رسول	اور بیشک میں	میں ارادہ کرتا	یہ کہ	تمہیں نکال دوں	سے	یہ	زمین

اور میں چاہتا ہوں کہ تم کو اس ملک سے باہر نکالوں

فَمَنْ	وَجَدَ	مِنْكُمْ	بِمَالِهِ	شَيْئًا	فَلْيَبِعْهُ	وَاِنَّ	فَاعْلَمُوْا
پس جو	پایا	تم سے	اپنے مال سے	کچھ	اسے بیچ دے	اور بیشک	پس جان لو

جو شخص اپنے مال کو بیچ سکے وہ بیچ ڈالے اور نہیں تو سمجھ لو

اَنَّ	الْاَرْضَ	لِلّٰهِ	وَ	رَسُوْلِه
بیشک	زمین	اللہ کے لیے	اور	اس کا رسول

کہ زمین اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ہے۔ (صحیح مسلم: 4591)

تشریح یہودی قوم ہمیشہ اسلام دشمنی میں سرِ فہرست رہی ہے' انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا کوئی موقعہ ضائع نہیں کیا' اسی لیے نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں قیامِ امن کے بعد انہیں یہاں سے نکالنے کا فیصلہ کیا اور صحابہ کرامؓ کے ساتھ جا کر اعلان کیا کہ جو تمہاری جائیداد' مال ہے' اسے فروخت کر لو اور یہاں یعنی حجاز کی زمین سے نکل جاؤ۔ اب کوئی یہودی حدودِ حرم میں داخل نہیں ہوگا کیوں کہ زمین اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ملکیت ہے اور یہاں ناپاک اور اللہ و رسول کو نہ ماننے والا نہیں آئے گا اور نہ رہے گا۔

حدیث: 2

عَنِ	ابْنِ	عُمَرَ	اَنَّ	يَهُوْدَ	بَنِي النَّضِيْرِ	وَقُرَيْظَةَ	حَارَبُوْا
سے	بیٹا	عمر	بیشک	یہودی	بنونضیر	وقریظہ	وہ لڑے

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے' بنونضیر اور بنو قریظہ کے یہودی رسول اللہ ﷺ سے لڑے

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	فَاَجْلٰى	رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	بَنِي	النَّضِيْرِ	وَاَقَرَّ	قُرَيْظَةَ	وَمَنَّ
اللہ کے رسول ﷺ	جلاوطن کیا	اللہ کے نبی ﷺ	بنو	نضیر	اور ٹھہرایا	قریظہ	اور احسان کیا

آپ ﷺ نے بنونضیر کے یہودیوں کو جلاوطن کر دیا اور قریظہ والوں کو رہنے دیا اور ان پر احسان کیا۔

عَلَيْهِمْ	حَتّٰى	حَارَبَتْ	قُرَيْظَةُ	بَعْدَ ذٰلِكَ	فَقَتَلَ	رِجَالَهُمْ	وَقَسَمَ
انہیں	یہاں تک	وہ بھاگے	قریظہ	اس کے بعد	تو قتل کیے	ان کے آدمی	اور تقسیم کیا

پھر اس کے بعد بنو قریظہ لڑے تب آپ ﷺ نے ان کے مردوں کو قتل کیا

نِسَاءَهُمْ	وَاَوْلَادَهُمْ	وَاَمْوَالَهُمْ	بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ	اِلَّا	اَنَّ	بَعْضَهُمْ	لَحِقُوْا
ان کی عورتیں	اور ان کی اولاد	ان کے مال	مسلمانوں کے درمیان	مگر	بیشک	ان سے بعض	وہ ملے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اوران کی عورتوں' بچوں اور مالوں کو مسلمانوں کے درمیان تقسیم کر دیا' مگر جو رسول اللہ ﷺ سے مل گئے

بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ	فَآمَنَهُمْ	وَأَسْلَمُوْا	وَأَجْلَى	رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	يَهُوْدَ	الْمَدِيْنَةِ	كُلَّهُمْ
اللہ کے رسول ﷺ	انہیں امن دیا	اسلام لائے	اور جلاوطن کیا	اللہ کے نبی ﷺ	یہودی	مدینہ	تمام

آپ ﷺ نے ان کو امن دیا اور وہ مسلمان ہو گئے' پھر نبی ﷺ نے مدینہ سے تمام یہود کو نکال دیا

بَنِيْ قَيْنُقَاعَ	وَهُمْ	قَوْمُ	عَبْدِاللّٰهِ	بْنِ سَلَامٍ	وَيَهُوْدَ	بَنِيْ حَارِثَةَ	وَ
بنو قینقاع	اور وہ	قوم	عبداللہ	بیٹا سلام	اور یہود	بنو حارث	اور

اور بنو قینقاع کو بھی جو عبداللہ بن سلام کی قوم تھی اور بنو حارثہ کے یہودیوں کو بھی'

كُلَّ	يَهُوْدِيِّ	كَانَ	بِالْمَدِيْنَةِ
ہر ایک	یہودی	تھا	مدینہ میں

اور ہر اس یہودی کو جو مدینہ میں تھا۔ (صحیح مسلم:4592)

تشریح یہود و نصاریٰ مسلمانوں کے دشمن ہیں' ان سے خیر کی توقع کرنا ایمان کے منافی ہے' ان پر اعتبار کرنا خود کو موت کے منہ میں دھکیلنے کے برابر ہے' اسی لیے اللہ کے نبی ﷺ نے ان یہودیوں کو مدینہ سے نکالا اور ان کے لیے بڑی سے بڑی سزا تجویز کی گئی' کیوں کہ یہ اسلام اور مسلمانوں کے ازلی دشمن ہیں۔

بَابُ كَرَاهَةِ الْإِمَارَةِ بِغَيْرِ ضَرُوْرَةٍ (بلا ضرورت حاکم بننا اچھا نہیں)

حدیث 1:

عَنْ	أَبِيْ	ذَرٍّ	قَالَ	قُلْتُ	يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ	أَلَا	تَسْتَعْمِلُنِيْ
سے	ابو	ذر	کہا	میں نے کہا	اے اللہ کے رسول	کیا	آپ مجھے خدمت کا وقت دیں

حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ مجھے خدمت کا موقع نہیں دیتے

قَالَ	فَضَرَبَ	بِيَدِهِ	عَلَى	مَنْكِبِيْ	ثُمَّ	قَالَ	يَاأَبَاذَرٍّ
کہا	پس مارا	اپنے ہاتھ سے	اوپر	میرا کندھ	پھر	کہا	اے ابوذرؓ

آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے کندھے پر مارا اور فرمایا: اے ابوذرؓ!

إِنَّكَ	ضَعِيْفٌ	وَإِنَّهَا	أَمَانَةٌ	وَإِنَّهَا	يَوْمَ الْقِيَامَةِ	خِزْيٌ	وَنَدَامَةٌ
بیشک تو	کمزور	اور بیشک وہ	امانت	اور بیشک وہ	قیامت کے دن	رسوائی	اور شرمندگی

تو کمزور ہے اور یہ امانت ہے (یعنی اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق سب حاکم کو ادا کرنا ہوتے ہیں) اور قیامت کے دن خدمت کے بدلے سوائے رسوائی اور شرمندگی کے کچھ حاصل نہیں ہوگا'

إِلَّا	مَنْ	أَخَذَهَا	بِحَقِّهَا	وَأَدَّى	الَّذِيْ	عَلَيْهِ	فِيْهَا
مگر	جو	اس نے لیا	اس کا حق	اور ادا کرے	جو	اس پر	اس میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مگر جو اس کا حق ادا کرے اور راستی سے کام لے۔ (صحیح مسلم)

حدیث: 2

عَنْ	اَبِیْ	ذَرٍّ	اَنَّ	رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ	قَالَ	یَااَبَاذَرٍّ	اِنِّی
سے	ابو	ذرؓ	بیشک	اللہ کے نبی ﷺ	فرمایا	اے ابوذرؓ	بیشک میں

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَرَاکَ	ضَعِیْفًا	وَاِنِّی	اُحِبُّ	لَکَ	مَااُحِبُّ	لِنَفْسِی	لَا
تجھے دیکھتا ہوں	کمزور	اور بیشک میں	میں پسند کرتا	تجھے	جو میں پسند کرتا	اپنے لیے	نہیں

اے ابوذرؓ! میں تجھے ناتواں پاتا ہوں اور میں تیرے لیے وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں

تَامُرَنَّ	عَلٰی	اثْنَیْنِ	وَلَاتَوَلَّیَنَّ	مَالَ	الْیَتِیْمِ
تم حکم دو	اوپر	دو	اور نہ والی بن	مال	یتیم

دو آدمیوں کے درمیان حکم مت کر اور یتیم کے مال کا بندوبست نہ کر۔

تشریح عہدہ اور امارت ایک اہم ترین ذمہ داری اور امانت کی چیز ہے جس کی حفاظت کرنا اور اس کے حقوق کی ادائیگی ایک اہم فرض ہے' اس لیے قرآن وحدیث میں خود اس کے طلب کرنے سے منع کیا گیا ہے' بلکہ جہاں تک ہو سکے انسان کو اس سے بچنا چاہیے البتہ یہ عہدہ اگر بغیر طلب کے مل جائے تو پھر یہ انعام الٰہی ہے اس کا حق ادا کرنا فرضِ عین ہے۔

اسلام میں اس بات کی ممانعت آئی ہے کہ اگر کوئی سرکاری عہدہ طلب کرے تو اس کو اس عہدے پر تعینات نہ کیا جائے کیونکہ کسی کی قابلیت کو دیکھ کر اس کو عہدہ دینا چاہیے۔ حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ ہم کسی کو اپنی حکومت کا منصب عطا نہیں کرتے جو اس کا طالب ہو یا اس کے لیے حریص ہو۔ ''کنز العمال'' میں بھی یہ بیان ہوا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہم اپنی حکومتوں میں کسی ایسے شخص کو عامل نہیں بناتے جو اس کی خواہش رکھتا ہے۔

قرآن مجید میں بھی یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس شخص کو حکومت اور عہدے نہ دیے جائیں جو دنیا کی حرص رکھنے والا اور حکومت کے نشے میں غرق ہو کر رعایا کی فلاح و بہبود کا خیال نہ رکھ سکتا ہو ایسی صورتِ حال میں وہ نہ تو عدل وانصاف کا حامل ہوگا اور نہ ہی عوام کی فلاح کو حرزِ جان بنائے گا' بلکہ اس کا متاع ومقصد صرف مال ودولت سمیٹنا ہوگا جس کے سبب فتنہ فساد ہوگا۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ ''دو بھوکے بھیڑیے اگر بکریوں کے درمیان میں چھوڑ دیے جائیں تو وہ اتنا نقصان نہیں کرتے جتنا آدمی کے دین کو مال ودولت کی حرص پہنچاتی ہے''۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

اِنْ تَوَلَّیْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَکُمْ

ترجمہ: اگر لوگوں کو حکومت مل جائے تو زمین میں فساد پھیلاؤ گے اور اپنی قرابتیں قطع کرو گے۔ (سورہ محمد: 22)

علامہ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ جو شخص منصب کا خواہش مند ہوتا ہے اس کو منصب نہ دینے میں حکمت یہ ہے کہ طالبِ منصب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمت توفیق اور تائید شامل نہیں ہوتی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ منصب یا حکومت کا عہدہ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

طلب کرنا جائز ہے، جیسے حضرت یوسف علیہ السلام نے عزیز مصر سے حکومت کا عہدہ طلب کیا تھا۔ یہ استدلال غلط ہے کیونکہ وہ سابقہ شریعت تھی اور ہمارے لیے قابلِ حجت نہیں ہے، ہمارے لیے تو رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہی کافی ہے کہ جو شخص امارت طلب کرے تو اُسے امیر نہ بنایا جائے۔ مختصر یہ کہ ان احادیث کی روشنی میں مندرجہ ذیل نکات سامنے آتے ہیں:

1۔ اقتدار کی طلب رکھنا ممنوع ہے۔

2۔ رسول اللہ ﷺ نے مرتد کی سزا قتل مقرر کی ہے۔

3۔ صاحبِ ایمان حاکم کا رات کو سونا اور عبادت کرنا برابر ہے۔

4۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف گورنر بنا کر بھیجا تھا۔ امارت کی کراہت میں خلاصہ کلام کے طور پر نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان بیان کیا جاتا ہے۔ فرمایا:

امارت (عہدہ) امانت ہے۔ اور یہ قیامت کے دن رسوائی اور شرمندگی کا باعث ہوگی البتہ جو حقوق امارت ادا کرے اور اس کی ذمہ داری پوری کرے تو وہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا! ''اے ابوذرؓ تم دو آدمیوں پر بھی امیر نہ بننا اور نہ تم یتیم کے مال کا ولی بننا۔''

بَابُ فَضِيلَةِ الْأَمِيرِ، الْإِمَامِ الْعَادِلِ وَعُقُوبَةِ الْجَائِرِ

حاکم عادل کی فضیلت اور ظالم حاکم کی بُرائی کا باب

قَالَ	زُهَيْرٌ	قَالَ	رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	اِنَّ	الْمُقْسِطِيْنَ	عِنْدَ اللّٰهِ	عَلٰى
کہا	زھیر	کہا	اللہ کے نبی ﷺ	بیشک	انصاف کرنے والے	اللہ کے پاس	اوپر

زھیر نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو لوگ انصاف کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے پاس

مَنَابِرَ	مِنْ	نُوْرٍ	عَنْ	يَمِيْنِ	الرَّحْمٰنِ	عَزَّوَجَلَّ	وَكِلْتَا
منبر	سے	روشنی	سے	دائیں	رحمان	جل جلالہٗ	اور دونوں

پروردگار کی دائیں جانب نور کے منبروں پر ہوں گے،

يَدَيْهِ	يَمِيْنٌ	الَّذِيْنَ	يَعْدِلُوْنَ	فِيْ	حُكْمِهِمْ	وَاَهْلِيْهِمْ	وَمَا وَلُوْا
اس کے آگے	دایاں	جو لوگ	وہ انصاف کرتے ہیں	میں	ان کے حکم	ان کا اہل	اور جن کے مالک بنے

اور اس کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں اور یہ انصاف کرنے والے وہ لوگ ہیں جو فیصلہ کرتے وقت انصاف کرتے ہیں، اور اپنے اہل و عیال اور عزیزوں میں انصاف سے کام لیتے ہیں، اور جو کام انہیں دیا جائے اسے انصاف سے کرتے ہیں۔

تشریح اس حدیث میں عادل حاکم کا مقام و مرتبہ بیان کیا گیا ہے کہ ایسا حاکم جو انصاف پسند ہے وہ قیامت والے دن عرش کے سایہ میں ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہو کر اسے جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں گے۔

بَابُ تَحْرِيمِ هَدَايَا الْعُمَّالِ (جو شخص سرکاری کام پر مقرر ہو وہ تحفہ وصول نہ کرے)

عَنْ	اَبِيْ	حُمَيْدٍ	السَّاعِدِيِّ	قَالَ	اِسْتَعْمَلَ	النَّبِيُّ	اِبْنَ اللُّتْبِيَّةِ
سے	ابو	حمید	ساعدی	کہا	مقرر فرمایا	نبی	ابن لتبیہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابوحمید ساعدی سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے بنو اسد سے ایک شخص ابن اللتبیہ کو صدقہ وصول کرنے کے لیے مقرر فرمایا

رَجُلًا	مِنَ الْأَسْدِ	عَلَى	الصَّدَقَةِ	فَجَاءَ	بِالْمَالِ	فَدَفَعَهُ	إِلَى
آدمی	اسد سے	اوپر	صدقہ / جزیہ	تو آیا	مال لے کر	اسے حوالے کیا	طرف

جب وہ واپس مال لے کر آیا تو کہنے لگا

النَّبِيِّ ﷺ	فَقَالَ	هٰذَا	هٰذَا	مَالُكُمْ	وَهٰذِهِ	هَدِيَّةٌ	أُهْدِيَتْ
نبی ﷺ	پس کہا	یہ	یہ	تمہارا مال	اور یہ	ھدیہ	مجھے تحفہ ملا

یہ آپ ﷺ کا مال ہے اور یہ مجھے تحفہ میں ملا ہے

فَقَالَ	النَّبِيُّ ﷺ	أَفَلَا قَعَدْتَ	فِي	بَيْتِ	أَبِيكَ	وَأُمِّكَ	فَتَنْظُرَ
پس کہا	نبی ﷺ	کیا تو بیٹھا	میں	گھر	تیرا باپ	اور تیری ماں	تو دیکھے

آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو اپنے ماں باپ کے گھر میں بیٹھا ہوتا تو دیکھتا

أَيُهْدَى	إِلَيْكَ	أَمْ	لَا	ثُمَّ	قَامَ	النَّبِيُّ ﷺ	فَخَطَبَ
کیا تحفہ دیتا	تیری طرف	یا	نہیں	پھر	کھڑے ہوئے	نبی	اور خطبہ دیا

کیا تجھے کوئی تحفہ دے کر جاتا ہے یا نہیں پھر آپ ﷺ منبر پر چڑھے اور خطبہ دیا۔ (صحیح مسلم: 4739)

تشریح اس حدیث میں سرکاری ملازمین کو ہدیے اور نذرانے وصول کرنے سے منع کیا گیا ہے' کیونکہ یہ فعل رشوت میں آتا ہے' رشوت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی اپنی باطل غرض اور ناحق مطالبہ کے پورا کرنے کے لیے کسی ذی اختیار یا کارپرداز شخص کو کچھ دے کر اپنے موافق فیصلہ کروالے۔

رشوت ایک لعنت ہے' یہ معاشرتی بگاڑ کا سبب بنتی ہے اس سے حقدار کی حق تلفی ہوتی ہے۔ اس سے معاشرہ میں عدم استحکام آتا ہے اور معاشرہ باہمی امن وسلامتی سے خالی ہو جاتا ہے' حق تلفی ہونے سے افراد میں ملک وملت کے خلاف نفرت پیدا ہوتی ہے اور طاقت ور کو عزت ملتی ہے اور کمزور بددل ہو جاتا ہے جاہلی معاشرہ میں یہ کام عام تھا۔ عرب کے یہودیوں کے مقدمات کے فیصلے اُن کے احبار اور رئیس کرتے تھے۔ قانون کی زد سے بچنے کے لئے اعلانیہ رشوت دیتے تھے اور ان کے کاہن اور قاضی اعلانیہ لیتے تھے اور ایک کا حق دوسرے کو دلا دیتے تھے۔ چنانچہ تورات کے قوانین کی تحریف کا ایک بڑا سبب یہی رشوت خوری تھی۔ قرآن مجید کی درج ذیل آیت میں اُن کے اس گناہ کی پردہ دری کی گئی ہے۔ ''اللہ نے کتاب سے جو اتارا اس کو جو چھپاتے ہیں اور اس کے ذریعے معمولی معاوضہ حاصل کرتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں اللہان سے قیامت کے دن بات نہ کرے گا۔ نہ ان کو پاک صاف کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ (البقرہ) قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے رشوت کی حرمت کے بارے میں ارشاد فرمایا:

''اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے مت کھاؤ اور نہ مال کو حاکموں تک پہنچاؤ تاکہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ گناہ سے کھا جاؤ اور تم جان رہے ہو''۔ (البقرہ)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

حضور ﷺ نے رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔ حضرت ابن رواحہؓ کو جب یہودیوں نے رشوت کے طور پر اپنی عورتوں کے کچھ زیور اکٹھے کر کے پیش کیے تو انہوں نے فرمایا: اے یہودیو! اللہ کی قسم! اللہ کی ساری مخلوق میں مجھے تم مبغوض ہو لیکن یہ مجھے تم پر ظلم کرنے پر آمادہ نہیں کر سکتا اور جو تم نے رشوت پیش کی ہے، وہ حرام ہے۔ ہم (مسلمان) اس کو نہیں کھاتے، یہودیوں نے ان کی یہ تقریر سن کر کہا کہ یہی وہ انصاف ہے جس سے آسمان اور زمین قائم ہیں۔ اسی لیے حضور ﷺ نے عمال کو رعایا سے ہدیہ اور تحفہ قبول کرنے کی ممانعت فرمائی۔ ایک دفعہ ایک عامل نے آ کر کہا کہ یہ صدقہ کا مال ہے اور یہ مجھے ہدیہ ملا ہے، یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے کھڑے ہو کر تقریر کی اور فرمایا:

''اس عامل کا کیا حال ہے کہ ہم اس کو بھیجتے ہیں تو آ کر کہتا ہے کہ یہ تمہارا ہے اور یہ میرا ہے۔ تو اپنے باپ یا ماں کے گھر میں بیٹھ کر نہیں دیکھتا کہ اس کو تحفے ملتے ہیں یا نہیں۔ قسم ہے، اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، وہ اس میں سے جو لے جائے گا وہ قیامت کے دن اپنی گردن پر لاد کر لائے گا۔ اونٹ، گائے، بکری جو ہو، پھر آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر تین بار فرمایا' خداوند میں نے پہنچا دیا۔'' (صحیح بخاری)

بَابُ وُجُوبِ طَاعَةِ الْأُمَرَاءِ فِيْ غَيْرِ مَعْصِيَةٍ (بادشاہ کی اطاعت کا بیان)

عَنْ	أَبِي هُرَيْرَةَ	عَنِ النَّبِيِّ ﷺ	قَالَ	مَنْ	أَطَاعَنِي	فَقَدْ	أَطَاعَ
سے	ابوھریرہ	نبی ﷺ سے	کہا	جس نے	میری اطاعت کی	بلاشبہ	اطاعت کی

حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی

اللّٰهَ	وَمَنْ	يَعْصِنِي	فَقَدْ	عَصَى اللّٰهَ	وَمَنْ	يُطِعِ الْأَمِيرَ	فَقَدْ
اللہ	اور جو	نافرمانی کی	بلاشبہ	اللہ کی نافرمانی	اور جو	امیر کی اطاعت	بلاشبہ

جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جو کوئی حاکم/امیر کی اطاعت کرے

أَطَاعَنِي	وَمَنْ	يَعْصِ	الْأَمِيرَ	فَقَدْ	عَصَانِي
میری اطاعت کی	اور جو	وہ نافرمانی کرے	امیر	بلاشبہ	اس نے میری نافرمانی کی

اس نے میری اطاعت کی اور جس نے اس (امیر) کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ (صحیح مسلم: 4747)

تشریح قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اطاعتِ امیر کے بارے میں حکم دیا ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: ''مومنو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرو اور جو تم میں اولی الامر (حاکم) ہیں ان کی بھی اور اگر کسی معاملہ میں تم میں اختلاف واقع ہو جائے تو اگر تم اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی طرف رجوع کرو۔ یہ بہت اچھی بات ہے اور اس کا مآل بھی اچھا ہے۔ (النساء: 59)

حدیث شریف ہے' حضرت ابو ہریرہ ﷺ نے رسولِ کریم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا ''جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی''۔ (بخاری و مسلم)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے دوست نے مجھے یہ وصیت کی ہے کہ میں امیر کا حکم سنوں اور اس کی اطاعت کروں اگر چہ وہ امیر ہاتھ پاؤں کٹا ہوا حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ (مسلم)

حضرت یحییٰ بن حصین کہتے ہیں مجھے میری دادی نے بیان کیا کہ میں نے حجۃ الوداع میں حضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اگر تم پر کسی غلام کو حاکم بنا دیا جائے اور وہ تم پر کتاب اللہ کے موافق حکومت کرے تو تم اس کے احکام سنو اور اس کی اطاعت کرو۔ (مسلم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک انصاری کی قیادت میں ایک سریہ روانہ فرمایا اور لوگوں کو اس کے احکام سننے اور اطاعت کرنے کا حکم دیا کسی بات پر وہ امیر غضب ناک ہو گیا اور حکم دیا کہ آگ جلاؤ، آگ روشن ہو گئی تو اس نے سپاہیوں سے کہا کیا تمہیں میرے احکام سننے اور اطاعت کرنے کا حکم نہیں دیا گیا، لوگوں نے کہا ہاں دیا گیا ہے۔ یہ سن کر انصاری نے حکم دیا کہ آگ میں داخل ہو جاؤ، راوی کا بیان ہے کہ لوگوں نے یہ حکم سن کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور آپس میں کہا: آگ سے نکلنے ہی کے لیے ہم نے آپ کی پناہ لی ہے، غرض کچھ دیر حالت اسی طرح رہی۔ پھر انصاری کا غصہ فرو ہو گیا اور آگ بجھ گئی۔ واپسی پر لوگوں نے اس کا ذکر آپ ﷺ سے کیا تو حضور ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: اگر تم آگ میں داخل ہو جاتے تو کبھی آگ سے نہ نکلتے، حاکم کی اطاعت صرف معروف میں ضروری ہے۔ (بخاری)

سنن ابی داؤد کی کتاب الصلوٰۃ کا ترجمہ وتشریح

بَابُ فَرْضِ الصَّلٰوۃ (نماز کی فرضیت کا بیان)

حدیث: 1

عَنْ	طَلْحَةَ	بْنَ	عُبَيْدُ اللّٰهِ	يَقُوْلُ	جَاءَ	رَجُلٌ	إِلَى
سے	طلحہ	بیٹا	عبید اللہ	وہ کہتا ہے	آیا	آدمی	طرف

حضرت طلحہ بن عبید اللہ بیان کرتے ہیں کہ نجد والوں کا ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا'

رَسُوْلِ	اللّٰهِ ﷺ	مِنْ	أَهْلِ	نَجْدٍ	ثَائِرَ الرَّاسِ	يُسْمَعُ	دَوِيُّ
رسول ﷺ	اللہ	سے	والے	نجد	پراگندہ بال	وہ سنا جاتا	گنگناہٹ

جس کے بال پراگندہ تھے اس کی آواز کی گنگناہٹ سنی جاتی تھی'

صَوْتِهِ	وَلَا يُفْقَهُ	مَا يَقُوْلُ	حَتّٰى	دَنَا	فَإِذَا	هُوَ	يَسْأَلُ
اس کی آواز	نہ سمجھنا	جو وہ کہتا	یہاں تک	وہ قریب ہوا	پس جب	وہ	وہ سوال کرتا

مگر بات سمجھ میں نہیں آتی تھی کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ یہاں تک کہ وہ قریب آیا تب معلوم ہوا کہ وہ اسلام کے بارے میں پوچھ رہا ہے'

عَنِ الْإِسْلَامِ	فَقَالَ	رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	خَمْسُ	صَلَوَاتٍ	فِي	الْيَوْمِ	وَاللَّيْلَةِ
اسلام سے	تو کہا	اللہ کے نبی ﷺ	پانچ	نمازیں	میں	دن	اور رات

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دن رات میں پانچ وقت کی نماز ادا کرنی ہیں۔

قَالَ	عَلَيَّ	غَيْرُهُنَّ	قَالَ	لَا اِلَّا	اَنْ	تَطَوَّعَ	قَالَ
کہا	مجھ پر	ان کے سوا	اس نے کہا	نہیں مگر	یہ کہ	تو نفل ادا کر	اس نے کہا

اس نے پوچھا اس کے علاوہ کیا کوئی اور نماز مجھ پر واجب ہے آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، مگر یہ کہ تم نفل پڑھو۔

وَذَكَرَ	لَهُ	رَسُوْلُ اللهِ ﷺ	صِيَامَ	شَهْرِ رَمَضَانَ	قَالَ	هَلْ	عَلَيَّ
اور یاد کیا	اس کا	اللہ کے نبی ﷺ	روزے	رمضان کا مہینہ	اس نے کہا	کیا	مجھ پر

رسول اللہ ﷺ نے اس سے ماہِ رمضان کے روزے کا ذکر کیا، اس نے پوچھا کہ اس کے علاوہ کوئی اور روزے کیا مجھ پر فرض ہیں،

غَيْرُهُ	قَالَ	لَا	اِلَّا	اَنْ	تَطَوَّعَ	قَالَ	وَذَكَرَ
اس کے علاوہ	فرمایا	نہیں	مگر	یہ کہ	تو نفلی رکھے	اس نے کہا	اور ذکر کیا

آپ ﷺ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تم نفلی روزے رکھو

لَهُ	رَسُوْلُ اللهِ ﷺ	الصَّدَقَةَ	قَالَ	فَهَلْ	عَلَيَّ	غَيْرُهَا	قَالَ
اس کا	اللہ کے نبی	صدقہ	اس نے کہا	کیا	مجھ پر	اس کے سوا	اس نے کہا

آپ ﷺ نے اس سے زکوٰۃ کا ذکر کیا اس نے پوچھا اس کے علاوہ کیا کوئی اور صدقہ مجھ پر واجب ہے

لَا	اِلَّا	اَنْتَ	تَطَوَّعَ	فَاَدْبَرَ	الرَّجُلُ	وَهُوَ	يَقُوْلُ
نہیں	مگر	تو	نفلی دے	پس پھرا	آدمی	اور وہ	وہ کہتا

آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، مگر یہ کہ تم نفلی صدقہ کرو پھر وہ شخص پیٹھ پھیر کر یہ کہتے ہوئے چلا،

وَاللهِ	لَا	اَزِيْدُ	عَلٰى	هٰذَا	وَلَا	اَنْقُصُ	فَقَالَ
اللہ کی قسم	نہیں	میں زیادہ کرتا	اوپر	یہ	اور نہیں	کم کرتا	اس نے کہا

اللہ کی قسم! میں اس سے زیادہ نہیں کروں گا اور نہ کم۔

رَسُوْلُ اللهِ ﷺ	اَفْلَحَ	اِنْ	صَدَقَ
اللہ کے رسول ﷺ	کامیاب ہوا	اگر	اس نے سچ کہا

آپ ﷺ نے فرمایا، بامراد رہا اگر اس نے سچ کہا۔

تشریح نماز سے مراد اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی بندگی کا وہ پاکیزہ طریقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو سکھایا اور نبی کریم ﷺ نے اللہ کے حکم سے مخصوص اوقات میں اسے ادا کرنے کی تلقین کی۔ واقعہ معراج سے قبل صرف دو نمازیں تھیں۔ ایک سورج نکلنے سے پہلے ادا کی جاتی تھی اور دوسری سورج غروب ہونے سے پہلے ادا کی جاتی تھی، یعنی فجر اور عصر کی نمازیں مگر 27 رجب 12 نبوی کو جب نبی کریم ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تو اس موقعہ پر پانچ (5) نمازیں فرض ہوئیں۔ الغرض! نماز مومن کی معراج ہے، یہ حضور ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، یہ دین کا ستون ہے، یہ میزان

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور ترازو ہے' یہ گناہوں کو ختم کرتی ہے اور شیطانی وسوسوں سے بچاتی ہے' یہ بلاؤں کو ٹالتی ہے' یہ ایمان کی نشانی ہے' یہ شکر گزاری کا بہترین ذریعہ ہے' اس لیے ہم سب کو باقاعدگی سے باجماعت نماز کا اہتمام کرنا چاہیے۔

باب فی المواقیت (نماز کے اوقات)

حدیث: 1

عَنِ ابْنِ عَباسٍؓ	قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	أَمَّنِي	جِبْرِيلُ	عِنْدَ الْبَيْتِ	مَرَّتَيْنِ	فَصَلَّى	بِيَ الظُّهْرَ
ابنِ عباس سے	اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا	مجھے امامت کرائی	جبرئیل	گھر کے پاس	دوبار	نماز پڑھائی	ظہر کی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت جبرئیل نے خانہ کعبہ کے قریب مجھے دو مرتبہ نماز پڑھائی۔

حِيْنَ	زَالَتِ الشَّمْسُ	وَكَانَتْ	قَدْرَ الشِّرَاكِ	وَصَلَّى	بِيَ	الْعَصْرَ	حِيْنَ كَانَ
جب	سورج ڈھلا	اور تھی	جوتے کا تسمہ	اور نماز پڑھائی	مجھے	عصر	جب تھا

ایک دفعہ ظہر کی نماز ایسے وقت میں پڑھائی کہ جونہی سورج ڈھلا اور ہر چیز کا سایہ جوتے کے تسمے کے برابر ہو گیا اور عصر کی نماز ایسے وقت میں پڑھائی'

ظِلُّهُ مِثْلَهُ	وَصَلَّى بِيَ	يَعْنِي الْمَغْرِبَ	حِيْنَ	أَفْطَرَ	الصَّآئِمُ	وَصَلَّى بِيَ	الْعِشَآءَ
اس کی مانند سایہ	اور نماز پڑھائی	یعنی مغرب	جب	افطار کرے	روزہ دار	اور مجھے نماز پڑھائی	عشا

کہ ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا مغرب کی نماز ایسے وقت میں پڑھائی جب روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے اور عشا کی نماز

حِيْنَ غَابَ	الشَّفَقُ	وَصَلَّى	بِيَ الْفَجْرَ	حِيْنَ	حَرُمَ	الطَّعَامُ	وَالشَّرَابُ
جب غائب ہو	شفق	اور نماز پڑھائی	فجر کی	جب	حرام ہو	کھانا	اور پینا

شفق (شام کے بعد افق پر جو سرخی ہوتی ہے) غائب ہونے کے بعد پڑھائی۔ فجر کی نماز ایسے وقت میں پڑھائی جب روزہ دار کے لئے کھانا پینا ممنوع ہو جاتا ہے۔

عَلَى الصَّآئِمِ	فَلَمَّا	كَانَ الْغَدُ	صَلَّى	بِيَ الظُّهْرَ	حِيْنَ كَانَ	ظِلُّهُ	مِثْلَهُ
روزہ دار پر	جب	کل تھی	نماز پڑھائی	ظہر کی	جب تھا	اس کا سایہ	اس کی مانند

دوسرے دن ظہر کی نماز ایسے وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اپنے برابر ہو گیا۔

وَصَلَّى بِيَ	الْعَصْرَ	حِيْنَ	كَانَ	ظِلُّهُ	مِثْلَيْهِ	وَصَلَّى بِيَ	الْمَغْرِبَ
اور مجھے پڑھائی	عصر	جب	تھا	اس کا سایہ	اس کی مانند	اور مجھے نماز پڑھائی	مغرب

عصر کی نماز ایسے وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ دوگنا (دومثل) ہو گیا۔ مغرب کی نماز

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حِيْنَ	اَفْطَرَ	الصَّآئِمُ	وَصَلّٰى	بِیَ	الْعِشَآءَ	اِلٰی	ثُلُثِ اللَّيْلِ
جس وقت	افطار کرے	روزہ دار	اور نماز پڑھائی	مجھے	عشا	طرف	تہائی رات

روزہ دار کے افطار کے وقت پڑھائی' عشا کی نماز ایک تہائی رات گزر جانے پر پڑھائی۔

وَصَلّٰی بِیَ	الْفَجْرَ	فَاَسْفَرَ	ثُمَّ	اِلْتَفَتَ	اِلَیَّ	فَقَالَ	یَا مُحَمَّدُ
اور مجھے پڑھائی	فجر	روشنی پھیلی	پھر	دیکھا	طرف میری	اور کہا	اے محمد

فجر کی نماز روشنی پھیلنے پر پڑھائی۔ پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے محمد ﷺ!

هٰذَا	وَقْتُ الْاَنْبِيَآءِ	مِنْ قَبْلِكَ	وَالْوَقْتُ	مَا	بَيْنَ	هٰذَيْنِ	الْوَقْتَيْنِ
وقت	انبیاء کا وقت	آپ سے پہلے	اور وقت	جو	درمیان	یہ دو	وقت

یہ ہے وقت آپ سے پہلے انبیاء ؑ کا اور ان دونوں وقتوں کے دوران نماز پڑھنے کا وقت آپ ﷺ کا ہے۔ (سنن ابوداؤد: 1/393)

حدیث: 2

اَنَّ ابْنَ شِهَابٍ	اَخْبَرَهُ	اَنَّ	عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ	كَانَ	قَاعِدًا	عَلَى	الْمِنْبَرِ
ابنِ شہاب	اسے خبر دی	بیشک	عمر بن عبد العزیزؒ	تھا	بیٹھا	اوپر	منبر

ابن شہاب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر بن عبد العزیزؒ منبر پر تشریف فرما تھے'

فَاَخَّرَ الْعَصْرَ	شَيْئًا	فَقَالَ لَهُ	عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ	اَمَا اِنَّ	جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَام	قَدْ	اَخْبَرَ
عصر کو لیٹ کیا	کچھ	اس سے کہا	عروہ بن زبیر	جو بیشک	جبرئیل	تحقیق	خبر دی

اسی اثناء میں عصر کی نماز میں قدرے تاخیر ہو گئی تو عروہ بن زبیر نے انہیں بتایا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ جبرئیلؑ نے

مُحَمَّدًا	بِوَقْتِ الصَّلَاةِ	فَقَالَ لَهُ	عُمَرُ	اِعْلَمْ مَا تَقُولُ	فَقَالَ عُرْوَةُ	سَمِعْتُ	بَشِيْرَ بْنَ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ
محمد ﷺ	نماز کا وقت	اس سے کہا	عمر	میں جانتا جو تو کہتا	عروہ نے کہا	سنا	بشیر بن مسعود

محمد رسول اللہ ﷺ کو نمازوں کے اوقات بتائے تھے' عمر بن عبد العزیزؒ نے انہیں کہا "آپ کو معلوم ہے کیا کہہ رہے ہو؟" عروہ نے کہا میں نے بشیر بن ابی مسعودؓ سے سنا۔

يَقُوْلُ	سَمِعْتُ	اَبَا مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِیَّ	يَقُوْلُ	نَزَلَ	جِبْرِيْلُ	فَاَخْبَرَنِیْ	بِوَقْتِ الصَّلَاةِ
وہ کہتا	میں نے سنا	ابو مسعود انصاری	وہ کہتا	وہ اترا	جبرئیل	مجھے خبر دی	نماز کا وقت

وہ کہتے ہیں میں نے ابو مسعود انصاریؓ سے سنا وہ کہتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا: حضرت جبرئیل تشریف لائے انہوں نے مجھے نمازوں کا وقت بتایا'

فَصَلَّيْتُ	مَعَهُ	ثُمَّ صَلَّيْتُ	مَعَهُ	يَحْسُبُ	بِاَصَابِعِهِ	خَمْسَ	صَلَوَاتٍ
میں نے نماز پڑھی	اس کے ساتھ	پھر میں نے نماز ادا کی	اس کے ساتھ	وہ خیال کرتا	اپنی انگلیوں سے	پانچ	نمازیں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، پھر پڑھی، پھر پڑھی، پھر پڑھی اس طرح آپ نے انگلیوں پر پانچ نمازوں کو گنا''

فَرَأَيْتُ	رَسُوْلَ اللهِ ﷺ	صَلَّى الظُّهْرَ	حِيْنَ	تَزُوْلُ الشَّمْسُ	وَرُبَّمَا	أَخَّرَهَا	حِيْنَ
میں نے دیکھا	اللہ کے نبی	ظہر کی نماز	جب	سورج کا زوال ہو	اور بعض دفعہ	اسے لیٹ کیا	جب

میں نے رسول اللہ ﷺ کو سورج ڈھلنے کے ساتھ ہی نماز ظہر پڑھتے دیکھا

يَشْتَدُّ	الْحَرُّ	وَرَأَيْتُهُ	يُصَلِّي	الْعَصْرَ	وَالشَّمْسُ	مُرْتَفِعَةٌ	بَيْضَاءُ
سخت	گرمی	اسے دیکھا	وہ نماز پڑھتے	عصر	اور سورج	بلند	سفید

بعض اوقات شدید گرمی کی وجہ سے تھوڑی سی تاخیر کر لیتے۔ عصر کی نماز پڑھتے جبکہ سورج بلند اور چمک رہا ہوتا تھا۔

قَبْلَ	أَنْ	تَدْخُلَهَا	الصُّفْرَةُ	فَيَنْصَرِفُ	الرَّجُلُ	مِنَ	الصَّلَاةِ
پہلے	یہ کہ	تو داخل ہو	زرد	پس پھرا	آدمی	سے	نماز

ابھی زرد نہیں ہوا تھا اور آدمی نماز سے فارغ ہو کر سورج غروب ہونے سے پہلے ذوالحلیفہ (مدینہ سے چھے یا سات میل) پہنچ جاتا تھا۔

فَيَأْتِي	ذَا الْحُلَيْفَةِ	قَبْلَ	غُرُوبِ الشَّمْسِ	وَيُصَلِّي	الْمَغْرِبَ	حِيْنَ	تَسْقُطُ الشَّمْسُ
وہ آتے	ذوالحلیفہ	پہلے	سورج کا غروب	اور نماز ادا کی	مغرب	جب	سورج کا غروب ہونا

مغرب کی نماز سورج غروب ہونے کے ساتھ ہی ادا کر لیتے۔

وَيُصَلِّي الْعِشَاءَ	حِيْنَ تَسْقُطُ	الشَّمْسُ	وَيُصَلِّي	الْعِشَاءَ	حِيْنَ	يَسْوَدُّ	الْأُفُقُ
عشا کی نماز ادا کی	جب گرے	سورج	اور نماز ادا کی	عشاء	جب	سیاہی	افق

عشا کی نماز اس وقت پڑھتے جب افق پر سیاہی پھیل جاتی یعنی سرخی ختم ہو جاتی۔

وَرُبَّمَا	أَخَّرَهَا	حَتَّى	يَجْتَمِعَ	النَّاسُ	وَصَلَّى	الصُّبْحَ	مَرَّةً
اور بعض	اسے لیٹ کیا	یہاں تک	وہ جمع ہوتے	لوگ	اور نماز ادا کی	صبح	ایک بار

اور بعض اوقات لوگوں کے جمع رہنے کے انتظار میں عشا میں تاخیر کرتے۔ فجر کی نماز ایک دفعہ اندھیرے (جب رات کے اندھیرے کے ساتھ صبح کی روشنی طلوع ہو رہی ہو) میں

بِغَلَسٍ	ثُمَّ صَلَّى	مَرَّةً	أُخْرَى	فَأَسْفَرَ	بِهَا	ثُمَّ	كَانَتْ
اندھیرا	پھر نماز ادا کی	ایک بار	دوسری	روشنی	اسے	پھر	تھی

اور ایک دفعہ روشنی میں پڑھی۔

صَلَاتُهُ	بَعْدَ ذٰلِكَ	التَّغْلِيسَ	حَتّٰى مَاتَ	وَلَمْ	يَعُدْ	إِلَى	أَنْ يُسْفِرَ
ان کی نماز	اس کے بعد	اندھیرا	وہ فوت ہوا	اور نہیں	وہ لوٹا	طرف	روشنی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد آپ ﷺ نمازِ فجر ہمیشہ اندھیرے میں ہی ادا کرتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے اور ایک مرتبہ کے سوا کبھی بھی روشنی میں (نمازِ فجر) نہیں پڑھی۔ (سنن ابوداؤد: 1/394)

تشریح ان احادیث میں ہر نماز کا اوّل اور آخر وقت بتایا گیا ہے جس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ اس نماز کا اس وقت سے پہلے پڑھنا جائز نہیں اور وقت گزرنے کے بعد بھی وہ نماز بطورِ ادا نہیں پڑھی جائے گی' بلکہ بطورِ قضا پڑھی جائے گی۔ نماز کی ادائیگی کا وقت فقط ان دو وقتوں کے درمیان ہے اور آخری حصے میں ہر نماز کے لئے افضل اور مستحب وقت کا بیان ہے جس میں نماز ادا کرنا زیادہ بہتر ہے۔

نمازِ فجر: نمازِ فجر کا وقت صبح صادق سے شروع ہو کر طلوعِ آفتاب سے پہلے تک رہتا ہے' صبح کی دو قسمیں ہیں:

صبحِ کاذب: اس سے مراد سفیدی ہے جو رات کے آخری حصے میں صبح صادق سے کچھ دیر پہلے آسمان کے مشرقی کنارے پر عمودی شکل میں اوپر کو پھیلتی ہے اور تھوڑی دیر بعد غائب ہو جاتی ہے۔ احکامِ شرعیہ میں اس صبح کا اعتبار نہیں کیا گیا بلکہ یہ وقت رات کے حکم میں ہے چنانچہ اس وقت سحری کھانا جائز ہے جبکہ فجر کی نماز پڑھنا جائز نہیں۔

صبحِ صادق: اس سے مراد وہ سفیدی ہے جو مشرق میں دائیں بائیں پھیلتی ہوئی اوپر کو اٹھتی ہے یہاں تک کہ مکمل روشنی ہو جاتی ہے، متنِ کتاب میں 'فجرِ ثانی' سے یہی مراد ہے اسی صبح صادق کے نکلنے سے نمازِ فجر کا وقت شروع ہوتا ہے اور آفتاب نکلنے سے پہلے تک رہتا ہے۔ جب آفتاب کا ذرا سا کنارہ بھی ظاہر ہو جائے تو فجر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

نمازِ ظہر: نمازِ ظہر کا وقت زوالِ شمس یعنی نصف آسمان سے سورج کے ڈھلنے سے شروع ہوتا ہے۔ اس پر تمام فقہاء متفق ہیں' لیکن نمازِ ظہر کا وقت کب ختم ہوتا ہے؟ اس میں آئمہ کے مابین اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ظہر کا وقت اس وقت ختم ہوتا ہے جب ہر چیز کا سایہ اس کے اصلی سایہ کو چھوڑ کر اس چیز سے دوگنا ہو جائے اور صاحبین (امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ) کے نزدیک ظہر کا وقت اس وقت تک رہتا ہے جب ہر چیز کا سایہ اصلی سایہ کو نکال کر اس کے برابر ہو جائے۔ عین دوپہر کے وقت سورج ڈھلنے سے متصل پہلے چیزوں کا جو سایہ ہوتا ہے اسے سایہ اصلی کہتے ہیں اور عربی میں اسے فی الزّوال کہا جاتا ہے۔ اس سائے میں زمان و مکان کے اختلاف کے بناء پر کمی اور زیادتی ہوتی رہتی ہے۔ گرمیوں کے بعض ایام میں جب سورج عین خطِ استوا کے اوپر سے گزرتا ہے یہ سایہ بہت چھوٹا ہوتا ہے یا بعض مقامات پر بالکل نہیں ہوتا جب کہ سردیوں میں یہ سایہ لمبا ہوتا ہے۔

سایہ اصلی معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دوپہر سے کچھ دیر پہلے ایک سیدھی لکڑی ہموار زمین میں گاڑ دیں۔ جوں جوں سورج اونچا ہوتا جائے گا اس لکڑی کا سایہ گھٹتا جائے گا۔ جہاں پہنچ کر سایہ گھٹنا موقوف ہو جائے وہاں نشان لگا لیں۔ اس نشان سے لکڑی تک کا جو سایہ ہے وہ سایہ اصلی ہے۔ پھر جب سایہ بڑھنا شروع ہو جائے تو سمجھ لیں کہ سورج ڈھل گیا۔ اسی وقت سے ظہر کا وقت شروع ہوتا ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دو مثل تک اور صاحبین کے نزدیک ایک مثل تک باقی رہتا ہے، مثلاً ایک ہاتھ لکڑی کا سایہ ٹھیک دوپہر کے وقت چار انچ تھا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جب تک اس لکڑی کا سایہ دو ہاتھ چار انچ نہ ہو اور صاحبین کے نزدیک جب تک ایک ہاتھ چار انچ نہ ہو تب تک ظہر کا وقت رہتا ہے۔ کسی چیز کا اصلی سایہ نکال کر باقی سایہ اس چیز کے برابر ہو تو اسے ایک مثل کہتے ہیں اور اس سے دوگنا ہو جائے تو اسے ''دو مثل'' کہا جاتا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نماز عصر: ظہر کی نماز کے وقت ختم ہونے پر عصر کی نماز کا وقت شروع ہوجاتا ہے' ظہر کی نماز کے وقت کے ختم ہونے میں امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جب ہر چیز کا سایہ، اصلی سائے کے علاوہ دو مثل ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم ہو کر عصر کا وقت شروع ہوجاتا ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک عصر کا وقت اس وقت شروع ہوجاتا ہے جب ہر چیز کا سایہ، اصلی سائے کے علاوہ ایک مثل ہوجائے۔ عصر کی نماز میں بھی احتیاط اس میں ہے کہ نماز مثل ثانی کے ختم ہونے کے بعد پڑھی جائے۔ عصر کا آخری وقت امام ابوحنیفہؒ اور صاحبین تینوں کے نزدیک غروب آفتاب تک ہے۔ مستحب یہ ہے کہ دھوپ زرد پڑنے سے پہلے نماز پڑھ لی جائے۔

نماز مغرب: جب آفتاب غروب ہوجائے تو مغرب کا وقت شروع ہوجاتا ہے اور شفق غائب ہونے تک باقی رہتا ہے۔ اس بات میں تو کوئی اختلاف نہیں کہ نماز مغرب کا آخر وقت شفق غائب ہوجانے تک ہے۔ البتہ شفق سے مراد کیا ہے؟ اس میں اختلاف ہے۔ صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ شفق سے مراد وہ سرخی ہے جو غروب آفتاب کے بعد مغرب کی طرف آسمان پر باقی رہتی ہے۔ اسے شفق احمر (سرخ شفق) کہتے ہیں جبکہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک شفق سے مراد سفیدی ہے جو سرخی کے غائب ہونے کے بعد آسمان کے مغربی کنارے پر باقی رہتی ہے۔ اسے شفق ابیض (سفید شفق) کہتے ہیں۔ شفق احمر پہلے غائب ہوتی ہے اور شفق ابیض بعد میں۔ اس اختلاف کی بنا پر صاحبین کے نزدیک مغرب کا وقت پہلے ختم ہوجاتا ہے اور امام کے نزدیک بعد میں ختم ہوتا ہے۔ امام مالکؒ و امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ مغرب کا جو وقت اول ہے وہی آخر بھی ہے لہٰذا احتیاط اس میں ہے کہ نماز مغرب سورج غروب ہوتے ہی ادا کی جائے۔ اس میں تاخیر نہ کی جائے۔

نماز عشا: نماز عشا کا وقت شفق کے غائب ہوتے ہی شروع ہوجاتا ہے اور صبح صادق تک باقی رہتا ہے۔ شفق کی سفیدی غروب آفتاب سے ایک یا سوا گھنٹے بعد ختم ہوتی ہے، لیکن عشا کی نماز احتیاطاً ڈیڑھ گھنٹے کے بعد پڑھنی چاہیے۔

عشا کی نماز کے بارے میں کئی احادیث منقول ہیں جن کی رُو سے احناف اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ عشا کی نماز کا مستحب وقت ایک تہائی رات تک ہے۔ اس کے بعد آدھی رات تک جائز وقت ہے۔ آدھی رات کے بعد صبح صادق تک کراہت کا وقت ہے۔ نماز وتر کا وقت وہی ہے جو نماز عشا کا ہے، لیکن وتر کی نماز عشا کی نماز سے پہلے جائز نہیں ہوتی۔ البتہ وتر کی نماز کا وقت عشا کی نماز کے بعد سے شروع ہو کر صبح صادق تک رہتا ہے۔

بَابُ وَقْتِ صَلٰوةِ النَّبِيِّ ﷺ وَكَيْفَ كَانَ يُصَلِّيهَا

نبی کریم ﷺ کی نمازوں کے اوقات اور آپ ﷺ کا طریقہ نماز

حدیث 1:

عَنْ مُحَمَّدِ	بْنِ	عُمَرَ	وَهُوَ	ابْنُ	الْحَسَنِ	بْنِ	عَلِيِّ بْنِ
محمد سے	بیٹا	عمر	اور وہ	بیٹا	حسن	بیٹا	علی بیٹا

محمد بن عمرو بن حسین بن علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

أَبِي طَالِبٍ	قَالَ	سَأَلْنَا	جَابِرًا	عَنْ	وَقْتِ	صَلَاةِ	النَّبِيِّ
ابوطالب	اس نے کہا	ہم نے پوچھا	جابر	سے	وقت	نماز	نبی

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ہم نے جابر رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے اوقات کے متعلق دریافت کیا۔

فَقَالَ	كَانَ	يُصَلِّي	الظُّهْرَ	بِالْهَاجِرَةِ	وَالْعَصْرَ	وَالشَّمْسُ	حَيَّةٌ
پس کہا	تھا	وہ نماز پڑھتا	ظہر	سورج ڈھلتے	اور عصر	اور سورج	چمک دار

تو آپ نے بتایا: ظہر کی نماز سورج ڈھلتے ہی پڑھتے تھے۔ عصر کی نماز سے فارغ ہوتے تو سورج ابھی چمکدار ہوتا تھا۔

وَالْمَغْرِبَ	إِذَا غَرَبَتْ	الشَّمْسُ	وَالْعِشَاءَ	إِذَا كَثُرَ	النَّاسُ	عَجَّلَ	وَإِذَا
اور مغرب	جب غروب ہو	سورج	اور عشا	جب زیادہ ہو	لوگ	جلدی کرتے	اور جب

غروب آفتاب کے بعد نماز مغرب ادا کرتے۔ عشا کی نماز کے وقت آدمی زیادہ جمع ہو جاتے تو جلدی پڑھ لیتے'

قَلُّوا	أَخَّرَ	وَالصُّبْحَ	بِغَلَسٍ
کم تر	لیٹ کرتے	اور صبح	اندھیرا

اگر آدمی کم ہوتے تو پھر تاخیر کر لیتے اور صبح کی نماز "غلس" (رات ختم ہونے کی تاریکی اور طلوع فجر کی سفیدی کا امتزاج) میں پڑھتے۔ (سنن ابوداود: 397/1)

حدیث: 2

عَنْ أَبِي بَرْزَةَ	قَالَ	كَانَ	رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	يُصَلِّي	الظُّهْرَ	إِذَا زَالَتْ	الشَّمْسُ
ابو برزہ	کہا	تھا	اللہ کے نبی ﷺ	وہ نماز پڑھتے	ظہر	جب غروب ہوتا	سورج

ابو برزہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز سورج ڈھلنے کے بعد پڑھتے'

وَيُصَلِّي	الْعَصْرَ	وَإِنَّ	أَحَدَنَا	لَيَذْهَبُ	إِلَى	أَقْصَى	الْمَدِيْنَةِ
اور وہ نماز پڑھتے	عصر	اور بیشک	ایک ہم سے	تاکہ جائے	طرف	کنارے	شہر

اور عصر کی نماز پڑھتے پھر ہم میں سے کوئی شخص مدینہ کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک جا کر پھر واپس آ جاتا

وَيَرْجِعُ	وَالشَّمْسُ	حَيَّةٌ	وَنَسِيْتُ	الْمَغْرِبَ	وَكَانَ	لَا يُبَالِي	تَأْخِيْرَ
اور لوٹتا	اور سورج	زندہ	اور میں بھول گیا	مغرب	اور تھا	پرواہ نہیں	تاخیر

تو سورج ابھی چمکدار (جاندار) ہوتا' راوی بیان کرتے ہیں نماز مغرب کا وقت میں بھول گیا ہوں۔

الْعِشَاءِ	إِلَى	ثُلُثِ	اللَّيْلِ	قَالَ	ثُمَّ قَالَ	إِلَى شَطْرِ	اللَّيْلِ
عشا	طرف	تہائی	رات	کہا	پھر کہا	طرف کنارے	رات

نماز عشا ایک تہائی رات تک مؤخر کرنے میں کوئی حرج محسوس نہ کرتے کبھی آدھی رات تک (مؤخر کرتے)۔

قَالَ وَكَانَ	يَكْرَهُ	النَّوْمَ	قَبْلَهَا	وَالْحَدِيْثَ	بَعْدَهَا	وَكَانَ	يُصَلِّي
کہا اور تھا	ناپسند کرتے	نیند	اس سے پہلے	اور بات	اس کے بعد	اور تھا	وہ نماز پڑھتا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

راوی نے مزید بیان کیا آپ ﷺ نمازِ عشاء سے پہلے سونا اور اس کے بعد باتیں کرنا ناپسند کرتے تھے۔

الصُّبحَ	وَمَا	يَعْرِفُ	أَحَدُنَا	جَلِيسَهُ	الَّذِي	كَانَ	يَعْرِفُهُ
صبح	اور نہیں	وہ جانتا	ہم میں سے ایک	اپنا ساتھی	جو	تھا	اسے پہچانے

نمازِ صبح ایسے وقت میں پڑھتے کہ آدمی اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے شخص کو نہیں پہچان سکتا تھا جسے وہ پہلے سے ہی جانتا ہوتا تھا۔

وَكَانَ	يَقْرَأُ	فِيهَا	مِنَ	السِّتِّينَ	إِلَى	الْمِائَةِ
اور تھا	وہ پڑھتا	اس میں	سے	ساٹھ	تک	سو

آپ ﷺ اس (نمازِ صبح) میں ساٹھ سے سو آیات تک تلاوت فرماتے تھے۔ (سنن ابوداؤد:1/398)

بَابُ مَا جَاءَ فِي خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْمَسْجِدِ (عورتوں کا مساجد میں جانا)

حدیث:1

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ	أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ	قَالَ	لَا تَمْنَعُوا	إِمَاءَ	اللَّهِ	مَسَاجِدَ	اللَّهِ
ابوہریرہؓ	اللہ کے نبی ﷺ	فرمایا	نہ روکو	لونڈی	اللہ	مساجد	اللہ

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی بندیوں کو مساجد میں جانے سے نہ روکو

وَلَكِنْ	لِيَخْرُجْنَ	وَهُنَّ	تَفِلَاتٌ
اور لیکن	تاکہ وہ نکلیں	اور وہ	زینت سے پاک

مگر انہیں چاہیے کہ وہ زیب و زینت کے بغیر نکلیں۔ (سنن ابوداؤد:1/565)

حدیث:2

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ	قَالَ	رَسُولُ اللَّهِ ﷺ	لَا تَمْنَعُوا	إِمَاءَ	اللَّهِ	مَسَاجِدَ	اللَّهِ
ابن عمرؓ نے فرمایا	فرمایا	اللہ کے نبی ﷺ	نہ روکو	لونڈی	اللہ	مساجد	اللہ

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی بندیوں کو مساجد میں جانے سے نہ روکو۔ (ابوداؤد:1/566)

تشریح اس حدیث میں عورتوں کو مساجد میں جانے کی اجازت دے دی گئی ہے مگر شرط یہ لگائی گئی ہے کہ وہ خوشبو لگا کر اور زیب و زینت کر کے نہ جائیں تاکہ مردوں کا التفات ان کی جانب نہ ہو سکے۔ حضور اکرم ﷺ نے صفوں کی ترتیب یہ بتائی ہے پہلے بالغ مرد پھر بچے پھر عورتیں آخر پر کھڑی ہوں گی۔ پہلی صف کی فضیلت کا ذکر کرتے ہوئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ''پہلی صف والوں کے لئے اللہ تعالیٰ رحمت نازل کرتے ہیں اور فرشتے دعا گو ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے کہا دوسری صفوں کے لئے' اور آپ ﷺ نے فرمایا مردوں کی اول صف پہلی ہے۔ اور کمتر آخری جبکہ عورتوں کی بہتر صف پچھلی ہے اور کمتر پہلی'' آپ ﷺ نے فرمایا ''اللہ اور فرشتے ان لوگوں کے لئے دعا کرتے ہیں جو صفوں کے دائیں طرف نماز ادا کرتے ہیں''۔

بَابُ فِي مَنْ نَامَ عَنِ الصَّلَاةِ أَوْ نَسِيَهَا (جو شخص بھول یا نیند کی وجہ سے نماز نہیں پڑھتا)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

حدیث: 1

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ	أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ	حِينَ قَفَلَ	مِنْ غَزْوَةِ خَيْبَرَ	فَسَارَ	لَيْلَةً	حَتَّى إِذَا	أَدْرَكْنَا
ابوھریرہؓ	اللہ کے نبی ﷺ	واپس آئے	غزوہ خیبر سے	تو چلے	رات	جب پہنچے	ہم نے پایا

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوہ خیبر سے واپس تشریف لا رہے تھے تو آپ ﷺ نے رات کو کوچ کیا۔

الْكَرَى	عَرَّسَ	وَقَالَ	لِبِلَالٍ	اكْلَأْ لَنَا	اللَّيْلَ	قَالَ	فَغَلَبَتْ
غلبہ	پڑاؤ ڈالا	اور کہا	بلال سے	ہمارا پہرہ دینا	رات	اس نے کہا	پس غلبہ آیا

ہمیں نیند کا غلبہ ہونے لگا تو آپ ﷺ نے بلالؓ سے کہا آج رات تم پہرہ دینا اس وقت حضرت بلالؓ کی بھی آنکھیں بند ہو گئیں

بِلَالًا	عَيْنَاهُ	وَهُوَ	مُسْتَنِدٌ	إِلَى	رَاحِلَتِهِ	فَلَمْ	يَسْتَيْقِظِ النَّبِيُّ ﷺ
بلال	اس کی آنکھیں	اور وہ	لیٹے ہوئے	طرف	اپنی سواری	پس نہیں	نبی بیدار ہوئے

اور وہ اپنی سواری کو ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ تو پھر نہ تو نبی ﷺ کو جاگ آئی

وَلَا بِلَالٌ	وَلَا أَحَدٌ	مِنْ أَصْحَابِهِ	حَتَّى	إِذَا	ضَرَبَتْهُمُ	الشَّمْسُ	فَكَانَ
اور نہ بلال	اور نہ کوئی	اپنے ساتھیوں سے	یہاں تک	جب	آن پہنچا	سورج	پس تھا

اور نہ ہی بلالؓ اور نہ کوئی صحابیؓ جاگا۔ یہاں تک کہ ان پر دھوپ آ گئی

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ	أَوَّلَهُمْ	اسْتِيقَاظًا	فَفَزِعَ	رَسُولُ اللَّهِ ﷺ	فَقَالَ	يَا بِلَالُ	فَقَالَ
اللہ کے نبی ﷺ	ان سے پہلے	بیدار	ڈرے	اللہ کے نبی ﷺ	اور کہا	اے بلالؓ	تو کہا

تو سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے گھبرا کر آواز دی اے بلالؓ! (آپ کیوں سو گئے؟)

أَخَذَ	بِنَفْسِي	الَّذِي	أَخَذَ	بِنَفْسِكَ	بِأَبِي	أَنْتَ	وَأُمِّي
لیا	اپنی جان	جو	پکڑا	اپنی جان	میرے ماں باپ	تو	اور ماں

انہوں نے عرض کی اللہ کے رسول ﷺ میرے ماں باپ قربان ہوں جیسے آپ ﷺ کو نیند آ گئی ویسے ہی میں بھی سو گیا تھا۔

يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ	فَاقْتَادُوا	رَوَاحِلَهُمْ	شَيْئًا	ثُمَّ	تَوَضَّأَ	النَّبِيُّ ﷺ	وَأَمَرَ
اے اللہ کے نبی ﷺ	انہوں نے کجاوے لیے	اپنی سواریاں	کچھ	پھر	وضو کیا	نبی ﷺ	اور حکم دیا

پھر آپ ﷺ نے وہاں سے کچھ فاصلے کے لئے کوچ کیا۔ پھر نبی ﷺ نے وضو کیا

بِلَالًا	فَأَقَامَ	لَهُمْ	الصَّلَاةَ	وَصَلَّى	بِهِمُ	الصُّبْحَ	فَلَمَّا
بلال	اقامت کہی	ان کے لیے	نماز	اور نماز ادا کی	ان کے ساتھ	صبح	جب

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اور حضرت بلالؓ کو اقامت کا حکم دیا اور آپ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی۔

قَضَی	الصَّلاةَ	قَالَ	مَنْ نَسِيَ	صَلاةً	فَلْيُصَلِّهَا	إِذَا	ذَكَرَهَا
پوری کی	نماز	کہا	جو بھول جائے	نماز	اسے ادا کرے	جب	اسے یاد آئے

جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے تو جب بھی یاد آئے نماز پڑھ لے''۔

فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى	قَالَ	أَقِمِ	الصَّلاةَ	لِلذِّكْرِى
بیشک اللہ تعالیٰ	فرمایا	قائم کرو	نماز	یاد کے لئے

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ''یاد آ جانے کے بعد نماز قائم کرو''۔ (سنن ابوداؤد: 1/ 435)

حدیث: 2

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ	فِي هٰذَا الْخَبَرِ	قَالَ	فَقَالَ	إِنَّ اللّٰهَ	قَبَضَ	أَرْوَاحَكُمْ	حَيْثُ شَاءَ
ابوقتادہ سے	اس خبر میں	کہا	پس فرمایا	بیشک اللہ	قبض کیا	تمہاری روح	جہاں چاہا

حضرت ابوقتادہؓ کی اس حدیث میں یہ بیان ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب تک چاہا تمہاری روحوں کو روکے رکھا'

وَرَدَّهَا	حَيْثُ شَاءَ	قُمْ	فَأَذِّنْ	بِالصَّلاةِ	فَقَامُوا	فَتَطَهَّرُوا	حَتّٰى
اسے واپس کیا	جہاں چاہا	کھڑے ہو جاؤ	پس اذان کہو	نماز کا	اقامت کہو	اور پاکیزگی کی	یہاں تک

اور جب چاہا چھوڑ دیا'' تم کھڑے ہو کر نماز کے لئے اذان کہو وہ لوگ کھڑے ہوئے اور پاکیزگی حاصل کی (وضو کیا)

إِذَا ارْتَفَعَتِ	الشَّمْسُ	قَامَ	النَّبِيُّ ﷺ	فَصَلّٰى	بِالنَّاسِ
جب بلند ہوا	سورج	کھڑے ہوئے	لوگ	تو امامت کروائی	لوگوں کو

جب سورج بلند ہو گیا تو نبی ﷺ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ (سنن ابوداؤد: 1/ 439)

حدیث: 3

عَنْ	عَبْدِ اللّٰهِ	بْنِ	أَبِي قَتَادَةَ	عَنِ النَّبِيِّ ﷺ	بِمَعْنَاهُ	قَالَ	فَتَوَضَّأَ
سے	عبداللہ	بیٹا	ابوقتادہ	نبی ﷺ سے	اس معنی میں	کہا	تو وضو کیا

حضرت عبداللہ بن ابوقتادہؓ نے نبی ﷺ سے اسی معنی کی روایت بیان کی ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ آپ ﷺ نے وضو کیا

حِيْنَ	ارْتَفَعَتِ	الشَّمْسُ	فَصَلّٰى	بِهِمْ
جب	بلند ہو	سورج	نماز پڑھائی	ان کو

جب سورج بلند ہو گیا تو لوگوں کو نماز پڑھائی''۔ (سنن ابوداؤد: 1/ 440)

تشریح کسی نماز کو مقررہ وقت پر ادا کرنا ''ادا'' کہلاتا ہے اور مقررہ وقت گزر جانے پر اس کو بجالانے کا نام ''قضا'' ہے مثلاً ظہر کی نماز اگر وقتِ ظہر میں ادا کر لی جائے گی تو اسے ''ادا'' کہیں گے اور اگر وقت ظہر گزر جانے کے بعد ادا کی جائے گی تو اس کا نام ''قضا'' ہوگا اور فوت شدہ نمازوں سے مراد وہ نماز ہے جو مقررہ وقت پر ادا نہ کی جائیں۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اگر کسی شخص کی نماز فوت ہو جائے یا اس کو نسیان کی وجہ سے بھول جائے تو اسے جب بھی یاد آئے فوراً ادا کر لے ہاں اگر وہ وقت مکروہ ہے تو اس کے گزر جانے کے بعد اس کو ادا کرے کیوں کہ حضور ﷺ کا فرمان عالیشان ہے:

مَنْ نَامَ عَنِ الصَّلٰوۃِ اَوْنَسِیَھَا فَلْیُصَلِّھَا اِذَا ذَکَرَھَا

ترجمہ: جس شخص کی نماز سونے کی وجہ سے رہ گئی ہو جب بھی وہ اٹھے اسی وقت اس کو ادا کر لے ہاں مگر قضا نماز وقتی نماز سے پہلے ادا کرے اگر وقت تنگ ہو اور اندیشہ ہو کہ قضا پڑھتے پڑھتے وقتی نماز کا وقت نکل جائے گا تو پہلے وقتی نماز ادا کرے بعد میں قضا ادا کرے۔

الغرض اوپر والی احادیث میں بھی یہ ذکر کیا گیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت بلال ؓ کو پہرہ دار بنا کر کھڑا کیا تھا مگر نیند موت کی بہن ہے جو ہر شخص کو لاحق ہو جاتی ہے شیطانی غلبہ کی بنا پر حضرت بلال ؓ کو نیند آ گئی اور تمام لشکر بمعہ حضور ﷺ سویا رہا یہاں تک کہ سورج کی کرن جب حضور ﷺ کے چہرہ انور پر پڑی تو آپ ﷺ نے حضرت بلال ؓ کو پکارا تو انہوں نے عرض کی یا حضور ﷺ مجھے بھی نیند آ گئی جیسے آپ ﷺ کو آئی تو آپ ﷺ نے فوراً سواریوں پر کجاوے لادنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ یہاں شیطان آ گیا ہے اس لیے یہاں سے چلو پھر کچھ فاصلہ طے کر کے آپ ﷺ نے قافلے کو روکا اور وضو کر کے نماز ادا کی۔ اس سے ثابت ہوا کہ جب نیند کی حالت میں نماز لیٹ ہو جائے یا آدمی کی نماز کا وقت گزر جائے تو جب بھی وہ بیدار ہو اس کو ادا کر لے مگر زوال کے وقت کا خیال رکھے اس وقت نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔

ان احادیث کی روشنی میں ایک بات عیاں ہوئی کہ نماز کے مکروہ اوقات تین ہیں۔

1۔ طلوع آفتاب کا وقت: یعنی فجر کی نماز کے بعد سے لے کر سورج کی دھوپ اچھی طرح نہ نکل آنے تک کسی قسم کے نوافل ادا کرنا منع ہے۔

2۔ غروب آفتاب کا وقت: یعنی عصر کی نماز ادا کرنے کے بعد کسی قسم کی نماز ادا کرنا منع ہے۔

3۔ عین دوپہر کے وقت: یعنی جب سورج سوا نیزے پر ہو۔

جامع ترمذی سے منتخب مطالعہ متن

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ صِفَةِ خُبْزِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ (رسول اللہ ﷺ کی روٹی کا بیان)

حدیث: 1

عَنْ	عَائِشَةَ ؓ	قَالَتْ	مَا	شَبِعَ	آلُ	مُحَمَّدٍ ﷺ	مِنْ
سے	عائشہ	اس نے کہا	جو	وہ سیر ہوئے	اولاد	محمد	سے

حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات تک آپ ﷺ کے اہلِ خانہ نے

خُبْزِ	الشَّعِیْرِ	یَوْمَیْنِ	مُتَتَابِعَیْنِ	حَتّٰی	قُبِضَ	رَسُوْلُ	اللّٰہِ ﷺ
روٹی	جو	دو دن	لگاتار	یہاں تک	فوت ہوئے	رسول ﷺ	اللہ

مسلسل دو دن بھی جو کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔ (سنن ترمذی: 2357/4)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حدیث: 2

عَنِ	ابْنِ	عَبَّاسٍ	قَالَ	كَانَ	رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	يَبِيْتُ	اللَّيَالِيْ
سے	بیٹا	عباس	کہا	تھا	اللہ کے نبی ﷺ	وہ گزارتے	راتیں

حضرت ابنِ عباسؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ خود اور آپ ﷺ کے اہلِ خانہ بھی مسلسل کئی کئی راتیں خالی پیٹ ہی گزار دیتے'

الْمُتَتَابِعَةِ	طَاوِيًا	هُوَ	وَأَهْلُهُ	لَا	يَجِدُوْنَ	عَشَاءً	وَكَانَ
لگاتار	راتیں	وہ	اور اس کا اہل	نہیں	وہ پاتے	کھانا	اور تھا

ان کے پاس رات کا کھانا نہ ہوتا'

أَكْثَرُ	خُبْزِهِمْ	خُبْزَ	الشَّعِيْرِ
زیادہ	ان کی روٹی	روٹی	جو

اور اکثر ان لوگوں کی روٹی جو کی ہوتی۔ (سنن ترمذی: 2359/4)

حدیث: 3

عَنْ	أَنَسِ	بْنِ	مَالِكٍ	قَالَ	مَا	أَكَلَ	نَبِيُّ اللّٰهِ
سے	انس	بیٹا	مالک	کہا	نہیں	کھایا	اللہ کے نبی ﷺ

حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں' انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ نے کبھی میز پر کھانا رکھ کر نہیں کھایا

عَلَى	خِوَانٍ	وَلَافِيْ	سُكُرَّجَةٍ	وَلَا	خُبِزَ	لَهُ	مُرَقَّقٌ
اوپر	دسترخوان	اور نہ	باریک	اور نہیں	روٹی	اس کے لیے	نرم/باریک

اور نہ ہی آپ ﷺ کے لیے باریک آٹے کی روٹی بنائی گئی۔

قَالَ	فَقُلْتُ	لِقَتَادَةَ	فَعَلَامَ	كَانُوْا	يَأْكُلُوْنَ	قَالَ	عَلَى هٰذِهِ السُّفَرِ
اس نے کہا	میں نے کہا	قتادہ سے	کیوں	تھے	وہ کھاتے	کہا	عام زمین پر

حضرت یونس (راوی حدیث) نے (اپنے استاد) قتادہؒ سے پوچھا کہ آپ ﷺ کھانا کس چیز پر رکھ کر تناول فرماتے تھے۔ (ترمذی: 1788/4)

حدیث: 4

عَنْ	مَسْرُوْقٍ	قَالَ	دَخَلْتُ	عَلَى	عَائِشَةَ	فَدَعَتْ	لِيْ
نے	مسروق	اس نے کہا	میں داخل ہوا	پر	عائشہ	تو منگوایا	میرے لیے

حضرت مسروقؒ فرماتے ہیں کہ میں اُمّ المومنین حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا' انہوں نے میرے لیے کھانا منگوایا

بِطَعَامٍ	وَقَالَتْ	مَاأَشْبَعُ	مِنْ	طَعَامٍ	فَأَشَاءُ	أَنْ	أَبْكِيَ
کھانا	اور کہنے لگی	نہیں سیر ہوا	سے	کھانا	میں چاہوں	یہ کہ	میں روئی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور فرمایا کہ میں سیر ہو کر کھانا کھاؤں' پھر رونے کو روک نہ سکیں اور رونے لگیں میں نے پوچھا؟

إِلَّا	بَكَيْتُ	قَالَ	قُلْتُ	لِمَ؟	قَالَتْ	أَذْكُرُ	الْحَالَ
مگر	میں رویا	اس نے کہا	میں نے کہا	کیوں	اس نے کہا۔	میں نے یاد کیا	حال

اس کی وجہ کیا ہے؟ فرمانے لگیں: مجھے اپنے اوپر گزرا ہوا وہ حال اور وقت یاد آ جاتا ہے'

الَّتِي	فَارَقَ	عَلَيْهَا	رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	الدُّنْيَا	وَاللّٰهِ	مَاشَبِعَ	مِنْ خُبْزٍ
جو	جدا ہوئے	اس پر	اللہ کے نبی ﷺ	دنیا	اور اللہ کی قسم	نہیں سیر ہوئے	روٹی سے

جس میں حضور ﷺ دنیا سے رخصت ہوئے تھے اللہ کی قسم! آپ ﷺ نے کبھی بھی ایک دن میں دو مرتبہ

وَلَا	لَحْمٍ	مَرَّتَيْنِ	فِي	يَوْمٍ	وَاحِدٍ
اور نہیں	گوشت	دو بار	میں	دن	ایک

روٹی اور گوشت سیر ہو کر نہیں کھایا تھا۔ (سنن ترمذی: 2356/4.)

تشریح ان احادیثِ مبارکہ میں بیان کیا گیا ہے کہ نبی کے خاندان کو بہت کم کھانا ملتا، ان کو اکثر اوقات روزہ رکھنا پڑتا، مگر اس کے باوجود بھی ان کی زبان پر شکوہ جاری نہ ہوتا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دن رات دینِ اسلام کی خاطر ایک کر دیا' مگر ان کو نہ تو کھانے کی تمنا ہوتی تھی نہ ہی کسی اور کام کی' ان کو صرف اور صرف ایک فکر تھی کہ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں رہ کر اسلام کی تعلیمات سے استفادہ کریں۔ حدیث ذیل میں بھی حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنی کیفیت و حالت کا ذکر کرتے ہوئے کہ رہے ہیں کہ ہم نے پتے کھا کر گزارہ کیا' فاقے برداشت کیے۔

پھر ان احادیث میں نبی اکرم ﷺ کے خاندان پر رزق کی تنگی کا ذکر ہے۔ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے گھر آئے اور گھر کی کیفیت دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے، حضور ﷺ پر فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں کہ قیصر و کسریٰ دنیا کے مزے لوٹیں اور ہم آخرت کی سعادت حاصل کریں۔ اس حدیث مبارکہ کے اندر یہ بھی بیان ہوا ہے کہ انسان کو قوت لایموت کے فارمولے پر عمل کرنا چاہیے اسے زندہ رہنے کے لیے کھانا چاہیے نہ کہ کھانے کے لیے وہ زندہ رہے۔ حضور ﷺ کی ساری زندگی اور آپ ﷺ کے اہلِ خانہ کی زندگی میں بھی سادہ خوراک پر گزارا کیا گیا اور اسی سادہ غذا کو کھا کر ان لوگوں نے خدا کا شکر ادا کیا، آپ ﷺ نے تمام زندگی اپنے لیے یا اپنے اہل و عیال کے لیے اس سے زیادہ طلب نہیں کیا' مدینہ شریف میں تشریف لانے کے بعد آپ ﷺ کی یہ کیفیت رہی کہ آپ ﷺ نے تین دن تک مسلسل گندم کی روٹی نہ کھائی' حضور ﷺ کی رحلت تک یہی حال رہا۔ مختصر یہ کہ ہمیں بھی چاہیے کہ ہم سادہ زندگی گزاریں اور صرف اتنا طلب کریں جتنی ضرورت ہے کیوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: دنیا مردار ہے اور اس کے چاہنے والے کتے ہیں۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي صِفَةِ أَدَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (رسول اللہ ﷺ کے سالن کا بیان)

حدیث 1:

عَنْ	عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا	قَالَ	أَنَّ	رَسُوْلُ	اللّٰهِ ﷺ	قَالَ	نِعْمَ
سے	عائشہ رضی اللہ عنہا	کہا	بیشک	رسول	اللہ	فرمایا	اچھا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلْاِدَامُ	اَلْخَل
سالن	سرکہ

سرکہ بہترین سالن ہے: (سنن ترمذی: 184/4)

حدیث :2

عَنْ	زَهْدَمٍ	الْجَرْمِيِّ	قَالَ	كُنَّا	عِنْدَ	أَبِي مُوسَى	الْأَشْعَرِيِّ
سے	زہدم	جرمی	کہا	ہم تھے	پاس	ابوموسیٰ	اشعری

حضرت زہدم جرمیؒ سے روایت ہے ہم ابوموسیٰ اشعریؓ کے پاس تھے

فَأُتِيَ	بِلَحْمٍ	دَجَاجٍ	فَتَنَحَّى	رَجُلٌ	مِنَ	الْقَوْمِ	فَقَالَ
لایا گیا	گوشت	مرغی	پیچھے ہوا	آدمی	سے	قوم	تو کہا

تو مرغی کا گوشت لایا گیا' تو ایک آدمی کھانے والوں سے الگ ہوگیا

مَا	لَكَ	فَقَالَ	إِنِّي	رَأَيْتُهَا	تَأْكُلُ	شَيْئًا	نَتِنًا
کیا	تجھے	اس نے کہا	بیشک میں	اسے دیکھا	وہ کھاتا	کچھ	بدبودار چیز

ابوموسیٰ اشعریؓ نے کہا' تجھے کیا ہوا؟ اس نے کہا میں نے اسے ایک بدبودار چیز کھاتے ہوئے دیکھا۔

فَحَلَفْتُ	أَنْ	لَا	آكُلَهَا	قَالَ	أُدْنُ	فَإِنِّي	رَأَيْتُ
میں نے قسم کھائی	یہ کہ	نہیں	اسے کھاتا	اس نے کہا	قریب ہو	بیشک میں	میں نے دیکھا

تو میں نے قسم کھائی کہ اسے کبھی نہیں کھاؤں گا۔ تو حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے کہا' قریب ہو جاؤ۔

رَسُولَ	اللّٰهِ ﷺ	يَأْكُلُ	لَحْمَ	دَجَاجٍ
رسول	اللہ	وہ کھاتے تھے	گوشت	مرغی

میں نے رسول اللہ ﷺ کو مرغی کا گوشت کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔ (سنن ترمذی: 1827/4)

حدیث :3

عَنْ	ابْنِ سَفِينَةَ	قَالَ	أَكَلْتُ	مَعَ	رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ	لَحْمَ	حُبَارَى
سے	ابوسفینہ	اس نے کہا	میں نے کھایا	ساتھ	اللہ کے نبی	گوشت	سرخاب

حضرت ابوسفینہؓ فرماتے ہیں میں نے اللہ کے نبی ﷺ کے ساتھ سرخاب کا گوشت کھایا۔ (سنن ترمذی: 1228/4)

حدیث :4

عَنْ	أَبِي	أَسِيدٍ	قَالَ	قَالَ	رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ	كُلُوا	مِنَ
سے	ابو	اسید	کہا	فرمایا	اللہ کے نبی ﷺ	کھاؤ	سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابو اُسیدؓ بیان کرتے ہیں' اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: تم زیتون کھاؤ

الزَّیْتَ	وَادَّهِنُوْا	بِهٖ	فَإِنَّهٗ	مِنْ	شَجَرَةٍ	مُبَارَكَةٍ
زیتون	اور تیل بناؤ	اس کے ساتھ	بیشک وہ	سے	درخت	مبارک

اور اس کا تیل استعمال کرو کیوں کہ یہ بابرکت درخت ہے۔ (سنن ترمذی: 1252/4)

حدیث: 5

عَنْ	أَنَسِ	بْنِ	مَالِكٍ	قَالَ	كَانَ	النَّبِيُّ ﷺ	يُعْجِبُهُ
سے	انس	بیٹا	مالک	کہا	تھے	نبی ﷺ	انہیں پسند تھے

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ کو کدو بہت پسند تھے۔

الدُّبَّاءُ	فَأُتِيَ	بِطَعَامٍ	أَوْ	دُعِيَ	لَهٗ	فَجَعَلْتُ	أَتَتَبَّعُهٗ
کدو	لایا گیا	کھانا	یا	بلایا گیا	انہیں	تو کیا	اسے تلاش کرتا

آپ ﷺ کی خدمت میں ایک کھانا لایا گیا یا آپ ﷺ کو کھانے کی دعوت دی گئی

فَأَضَعُهٗ	بَيْنَ	يَدَيْهِ	لِمَا	أَعْلَمُ	أَنَّهٗ	يُحِبُّهٗ
اسے رکھا	درمیان	آگے	جو	میں جانتا	بیشک وہ	اسے پسند تھا

تو میں اس میں سے کدو تلاش کر کے آپ ﷺ کے سامنے رکھتا تھا۔ کیوں کہ میں جانتا تھا کہ آپ ﷺ کو کدو پسند ہیں۔ (شمائل ترمذی: 350)

حدیث: 6

عَنْ	عَائِشَةَؓ	قَالَتْ	كَانَ	النَّبِيُّ	يُحِبُّ	الْحَلْوَاءَ	وَالْعَسَلَ
سے	عائشہؓ	کہا	تھا	نبی ﷺ	وہ پسند کرتے	میٹھا	اور شہد

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو شہد اور میٹھا بہت پسند تھا۔ (سنن ترمذی: 183/4)

حدیث: 7

عَنْ	أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ	عَنِ	النَّبِيِّ ﷺ	قَالَ	فَضْلُ	عَائِشَةَ	عَلَى
سے	ابو موسیٰ اشعریؓ	سے	نبی	کہا	فضیلت	عائشہؓ	اوپر

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں' حضرت عائشہؓ کی فضیلت عورتوں پر

النِّسَاءِ	كَفَضْلِ	الثَّرِيْدِ	عَلَى	سَائِرِ	الطَّعَامِ
عورتیں	جیسے فضیلت	ثرید	اوپر	تمام	کھانے

ایسی ہے جیسے ثرید کے کھانے کو تمام کھانوں پر۔ (سنن ترمذی: 1834/4)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تشریح ان احادیث مبارکہ میں حضور ﷺ کی غذا کا ذکر کیا گیا ہے آپ ﷺ کے کھانے پینے کا ذوق بہت نفیس اور عمدہ تھا۔ نبی کریم ﷺ کی پسندیدہ غذاؤں میں شہد، سرکہ، خربوزہ، ککڑی، کدو، کھجور، دودھ اور جو کی روٹی شامل تھی۔ نیز آپ ﷺ گوشت بھی شوق سے تناول فرماتے تھے۔

بَابُ كَيْفَ كَانَ كَلَامُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (رسول اللہ ﷺ کی گفتگو کا بیان)

حدیث:1

عَنْ	عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا	قَالَتْ	مَاكَانَ	رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	يَسْرُدُ	سَرْدَكُمْ	هٰذَا
سے	عائشہ رضی اللہ عنہا	کہا	جو تھا	اللہ کے نبی ﷺ	گفتگو کرتے	تمہاری کلام	یہ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کی گفتگو تم لوگوں کی طرح لگاتار اور جلدی نہیں ہوتی تھی۔

وَلٰكِنَّهُ	كَانَ	يَتَكَلَّمُ	بِكَلَامٍ	بَيِّنٍ	فَصْلٍ	يَحْفَظُهُ	مَنْ جَلَسَ إِلَيْهِ
لیکن	تھا	وہ کلام کرتے	باتیں	واضح	جدا	اس کی حفاظت کرتے	جوان کے پاس بیٹھا

بلکہ آپ ﷺ واضح اور صاف گفتگو فرماتے، جو بھی آپ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوتا اس گفتگو کو یاد کر لیتا تھا۔ (ترمذی: 3639/5)

حدیث:2

عَنْ	أَنَسِ	بْنِ	مَالِكٍ	قَالَ	كَانَ	رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	يُعِيْدُ
سے	انس	بیٹا	مالک	کہا	تھے	اللہ کے نبی ﷺ	دہراتے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بات کو

الْكَلِمَةَ	ثَلَاثًا	لِتُعْقَلَ	عَنْهُ
بات	تین	تاکہ سمجھیں	اس کو

تین بار دہراتے تاکہ سننے والے اس کو سمجھ سکیں۔

حدیث:3

عَنِ	الْحَسَنِ	بْنِ	عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ	قَالَ	سَأَلْتُ	خَالِيْ	هِنْدَبْنَ
سے	حسن	بیٹا	علی	فرمایا	میں نے پوچھا	میرا خالو	ہند بیٹا

حضرت حسن رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا

أَبِيْ هَالَةَ	وَكَانَ	وَصَّافًا	قُلْتُ	صِفْ لِيْ	مَنْطِقَ	رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ	قَالَ
ابو ہالہ	اور تھا	اوصاف	میں نے کہا	مجھے بیان کریں	کلام	اللہ کے نبی ﷺ	کہا

جو اکثر رسول اللہ ﷺ کے اوصاف بیان فرماتے تھے، میں نے عرض کیا کہ رسولِ کریم ﷺ کی گفتگو کی کیفیت بیان کریں۔

كَانَ	رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	مُتَوَاصِلَ	الْأَحْزَانِ	دَائِمَ الْفِكْرَةِ	لَيْسَتْ	لَهُ	رَاحَةٌ
تھا	اللہ کے نبی ﷺ	مسلسل	غمگین	ہمیشہ سوچ میں	نہیں	اس کو	راحت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے کہا حضور ﷺ اکثر حزن وملال میں رہتے، ہمیشہ متفکر رہتے، آپ ﷺ کو راحت میسر نہ تھی،

طَوِیْلَ السَّکْتِ	لَایَتَکَلَّمُ	فِی غَیْرِ	حَاجَةٍ	یَفْتَتِحُ	الْکَلَامَ	وَیَخْتِمُهُ	بِاَشْدَاقِهٖ
لمبی خاموشی	نہیں کلام کیا	علاوہ	کام	وہ آغاز کرتے	بات	اسے ختم کرتے	پورا چہرہ

آپ ﷺ زیادہ تر خاموش رہتے، بلاضرورت گفتگو نہ فرماتے، ابتدائے کلام سے انتہائے کلام تک پورے چہرہ مبارک کو استعمال فرماتے۔

وَیَتَکَلَّمُ	بِجَوَامِعِ	الْکَلِمِ	کَلَامُهٗ	فَصْلٌ	لَافُضُوْلَ	وَلَا	تَقْصِیْرَ
اور کلام کیا	جامع	کلام	اس کی باتیں	الگ	اضافی نہیں	اور نہ	کم

گفتگو فرماتے وقت جامع کلام استعمال کرتے، آپ ﷺ کی گفتگو انتہائی صاف اور واضح ہوتی، ضرورت سے زیادہ نہیں ہوتی تھی اور نہ ادائیگی میں کوئی کمی ہوتی تھی۔

لَیْسَ	بِالْجَافِی	وَلَاالْمُهِیْنِ	یُعَظِّمُ	النِّعْمَةَ	وَاِنْ	دَقَّتْ	لَا یَذُمُّ
نہیں	جفا کرنے والا	اور نہ کمزور	بڑی	نعمت	اور اگر	مشکل	نہ مذمت کرتے

نہ آپ ﷺ جفا کرنے والے اور نہ آپ ﷺ حقیر وضعیف تھے، آپ ﷺ نعمت کو بڑی عظمت بخشتے تھے، اگرچہ وہ کم ہی کیوں نہ ہو۔

مِنْهَا	شَیْئًا	غَیْرَ	اَنَّهٗ	لَمْ یَکُنْ	یَذُمُّ	ذَوَاقًا	وَلَا
اس سے	کچھ	سوائے	بیشک وہ	نہ تھی	وہ مذمت کرتا	کھانا	اور نہ

اس نعمت میں سے کسی چیز کی مذمت نہیں فرماتے تھے۔ چنانچہ کھانے کی چیزوں کی مذمت نہ کرتے اور نہ ہی زیادہ تعریف کرتے۔

یَمْدَحُهٗ	وَلَا	تُغْضِبُهٗ	الدُّنْیَا	وَلَامَکَانَ	لَهَا	فَاِذَا	تُعُدِّیَ
اس کی تعریف کی	اور نہ	ان کا غصہ ہونا	دنیا	اور نہ جگہ	اس کا	جب	بڑھ جانا

نہ آپ ﷺ کو کسی دنیوی کام کی وجہ سے غصہ آتا تھا اور نہ ہی کوئی ایسی چیز تھی جس کی وجہ سے حضور ﷺ کو دنیاوی امور میں غصہ آتا۔

اَلْحَقُّ	لَمْ یَقُمْ	لِغَضَبِهٖ	شَیْءٌ	حَتّٰی	یَنْتَصِرَ	لَهٗ	وَلَا
حق	نہ ٹھہرنا	آپ کا غصہ	چیز	یہاں تک	بدلہ لینا	اس کا	اور نہ

ہاں جب کوئی شخص حق سے تجاوز کر جاتا تو آپ ﷺ کے غصہ کے مقابلے میں کوئی چیز نہ ٹھہر سکتی تھی۔ یہاں تک کہ اس کا انتقام لے لیتے تھے۔

یَغْضَبُ	لِنَفْسِهٖ	وَلَایَنْتَصِرُ	لَهَا	اِذَااَشَارَ	اَشَارَ	بِکَفِّهٖ	کُلِّهَا
وہ غصہ ہوا	اپنی جان	اور نہ بدلہ لیتے	اس کا	جب اشارہ کیا	اشارہ کیا	اپنے ہاتھ سے	تمام

آپ ﷺ نے اپنی ذات کے لیے کبھی غصہ نہیں فرمایا۔ اور نہ کبھی اس کا انتقام لیا جب کسی چیز کی طرف اشارہ فرماتے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَإِذَا	تَعَجَّبَ	قَلَبَهَا	وَإِذَا	تَحَدَّثَ	اتَّصَلَ	بِهَا	وَضَرَبَ
اور جب	تعجب کیا	ان کی ہتھیلی	اور جب	بات کی	سے	اسے	اور مارا

تو پورے ہاتھ سے اشارہ کرتے۔ جب کسی بات پر تعجب فرماتے تو دستِ مبارک کی ہتھیلی کو پلٹ دیتے'

بِرَاحَتِهِ	الْيُمْنٰى	بَطْنَ	إِبْهَامِهِ	الْيُسْرٰى	وَإِذَا	غَضِبَ	عَرَضَ
اپنی ہتھیلی	دایاں	اندرونی حصہ	انگوٹھا	بایاں	اور جب	غصہ ہوا	پیش کی

اور جب گفتگو فرماتے تو ہاتھ ملا لیتے' اور دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کے انگوٹھا کے اندرونی حصہ پر ملاتے

وَأَشَاحَ	وَإِذَا	فَرِحَ	غَضَّ	طَرْفَهُ	جُلُّ	ضِحْكِهِ	التَّبَسُّمُ
منہ پھیرتے	اور جب	وہ خوش ہوا	جھکانا	رُخ مبارک	کمال	ان کا ہنسا	مسکرانا

جب کسی پر ناراض ہوتے تو اس سے رُخ انور پھیر لیے' اور جب خوش ہوتے تو نظریں جھکا لیتے' آپ ﷺ کا کمال درجہ کا ہنسا صرف تبسم تھا۔

يَفْتَرُّ	عَنْ	مِثْلِ	حَبِّ	الْغَمَامِ
وہ دکھائی دیتے	سے	جیسے	دانے	بادل

اس سے آپ ﷺ کے دندان مبارک سفید اور چمکدار اولے کی مانند دکھائی دیتے تھے۔ (شمائل ترمذی: 436/3)

تشریح ان احادیثِ مبارکہ میں حضور ﷺ کے اندازِ گفتگو کا ذکر کیا گیا ہے آپ ﷺ کی گفتگو نہایت شیریں اور دل موہ لینے والی ہوتی تھی۔ آپ ﷺ کا اندازِ تکلم ایسا تھا کہ ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے' ایک ایک فقرہ الگ الگ ہوتا' بات کو تین تین بار دہراتے تاکہ سننے والے کو یاد رہے اور سمجھ آ جائے۔ اُمِ معبد نے تعریف کرتے ہوئے کہا کہ آپ ﷺ کی گفتگو موتیوں جیسی پروئی ہوئی ہوتی تھی' الفاظ نہ تو ضرورت سے زیادہ ہوتے نہ ہی کم۔ گفتگو کرتے وقت لبوں پر مسکراہٹ رہتی تھی' اگر کسی بات پر زور دینا ہوتا تو ٹیک چھوڑ کر سیدھے ہو جاتے اور خاص جملوں کو بار بار دھراتے' باتوں کی وضاحت کے لیے ہاتھوں اور انگلیوں سے اشارہ بھی کرتے۔ آپ ﷺ کم سے کم الفاظ میں زیادہ سے زیادہ وضاحت فرما دیتے تھے۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ کے کلام کو جوامع الکلم کہا گیا ہے۔

ایک دفعہ حضرت حسنؓ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پہلے بیٹے ہندؓ سے پوچھا کہ آپ ﷺ کا اندازِ گفتگو کیسا تھا' انھوں نے کہا: ''آپ ﷺ ہمیشہ فکر مند رہتے' اکثر چپ ہی رہتے اور بلا ضرورت گفتگو نہ فرماتے تھے۔ ایک ایک فقرہ الگ' صاف اور واضح ہوتا۔ دورانِ گفتگو ہاتھ سے اشارہ بھی کرتے۔ کسی بات یا چیز کی نشاندہی کے لیے پورا ہاتھ اُٹھاتے' کسی بات پر تعجب کا اظہار کرتے تو ہتھیلی کا رُخ پلٹ دیتے تھے۔ دورانِ تقریر کسی بات پر زور دینے کے لیے ہاتھ پر ہاتھ مارتے' بات کرتے کرتے خوشی کی کیفیت کے دوران آنکھیں نیچی کر لیتے۔ آپ ﷺ بہت کم ہنستے تھے اور ہنسنے کا انداز بھی نرالا تھا' ہنستے تو مسکرا دیتے اور ایسے لگتا جیسے گلاب کی پتیاں گر رہی ہوں۔'' (شمائل ترمذی)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ابن ماجہ کی کتاب السنۃ سے منتخب احادیث کا ترجمہ وتشریح

بَابُ اِتِّبَاعِ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (سنتِ رسول ﷺ کی پیروی کا بیان)

حدیث: 1

عَنْ	اَبِیْ هُرَيْرَةَ	قَالَ	قَالَ	رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	مَا اَمَرْتُكُمْ	بِهٖ	فَخُذُوْهُ
سے	ابوھریرہ	کہا	فرمایا	اللہ کے نبی ﷺ	جس کا حکم دوں	اسے	اسے لے لو

حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا: جس کام کا میں تمہیں حکم دوں اس پر عمل کرو،

وَمَا	نَهَيْتُكُمْ	عَنْهُ	فَانْتَهُوْا
اور جو	تمہیں روکوں	اس سے	اس سے رُک جاؤ

اور جس سے میں روکوں اس سے رُک جاؤ۔ (سنن ابن ماجہ: 1/1)

حدیث: 2

عَنْ	اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ	قَالَ	قَالَ	رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	ذَرُوْنِیْ مَا	تَرَكْتُكُمْ	فَاِنَّمَا
سے	ابوھریرہ	کہا	فرمایا	اللہ کے نبی ﷺ	جس کا حکم دوں	اسے	اسے لے لو

حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا:

هَلَكَ	مَنْ	كَانَ	قَبْلَكُمْ	بِسُؤَالِهِمْ	وَاخْتِلَافِهِمْ	عَلٰی	اَنْبِيَائِهِمْ
وہ ہلاک ہوا	جو	تھا	تم سے پہلے	اپنے سوال	اور ان کا اختلاف	اوپر	ان کے انبیاء

بیشک تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء سے زیادہ سوالات کرنے اور پھر ان انبیاء کے احکام کی مخالفت کی بناء پر ہلاک ہوئے۔

فَاِذَا	اَمَرْتُكُمْ	بِشَیْءٍ	فَخُذُوْهُ	مِنْهُ	مَا اسْتَطَعْتُمْ	وَ	اِذَا
جب	تمہیں حکم دوں	کوئی چیز	اسے لے لو	اس سے	جو طاقت ہو	اور	جب

پس جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو ہمت کے مطابق اس کی تعمیل کرو،

نَهَيْتُكُمْ	عَنْ	شَیْءٍ	فَانْتَهُوْا
تم کو روکوں	سے	چیز	تو رک جاؤ

اور جب کسی کام سے روک دوں تو اس سے باز آ جاؤ۔ (سنن ابن ماجہ: 2/1)

حدیث: 3

عَنْ	اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ	قَالَ	قَالَ	رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	مَنْ	اَطَاعَنِیْ	فَقَدْ
سے	ابوھریرہ	کہا	فرمایا	اللہ کے نبی ﷺ	جو	میری اطاعت کی	تحقیق

حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا: جس نے میری اطاعت کی،

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

أَطَاعَ	اللّٰهَ	وَمَنْ	عَصَانِيْ	فَقَدْ	عَصَى	اللّٰهَ
اس نے اطاعت کی	اللہ	اور جس نے	میری نافرمانی کی	بلاشبہ	اس نے نافرمانی کی	اللہ

گویا اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی گویا اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ (سنن ابن ماجہ: 3/1)

حدیث:4

عَنْ	مُعَاوِيَةَ	قَالَ	قَالَ	رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	لَا	تَزَالُ	طَائِفَةٌ
سے	معاویہ	کہا	فرمایا	اللہ کے نبی ﷺ	جو	ہمیشہ رہنا	گروہ

حضرت معاویہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے ایک گروہ کو

مِنْ	اُمَّتِيْ	مَنْصُوْرِيْنَ	لَا	يَضُرُّهُمْ	مَنْ	خَذَلَهُمْ	حَتّٰى
سے	میری اُمت	مدد کی گئی	نہیں	ان کو تکلیف	کسی	ان کو رسوا کرے	یہاں تک

ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل ہو گی' ان کی مدد نہ کرنے والا ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا'

تَقُوْمَ	السَّاعَةُ
قائم ہو	قیامت

یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے۔ (سنن ابن ماجہ: 6/1)

حدیث:5

عَنْ	جَابِرِ	بْنِ	عَبْدِاللّٰهِؓ	قَالَ	كُنَّا	عِنْدَ	النَّبِيِّ
سے	جابرؓ	بیٹا	عبداللہ	کہا	ہم تھے	پاس	نبی ﷺ

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں' ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔

فَخَطَّ	خَطًّا	وَخَطَّ	خَطَّيْنِ	عَنْ	يَمِيْنِهِ	وَخَطَّ	خَطَّيْنِ
خط کھینچا	خط	اور خط کھینچا	دو خط	سے	اپنے دائیں	اور خط بنایا	دو خط

آپ ﷺ نے ایک خط کھینچا' پھر اس کی دائیں جانب دو خط اور بائیں جانب دو خط کھینچے

عَنْ	يَسَارِهِ	ثُمَّ	وَضَعَ	يَدَهُ	فِي الْخَطِّ	الْاَوْسَطِ	فَقَالَ
سے	اپنے بائیں	پھر	رکھا	اپنا ہاتھ	خط میں	درمیانہ	اور کہا

پھر درمیان والے خط پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:

هٰذَا	سَبِيْلُ	اللّٰهِ	ثُمَّ	تَلَا	هٰذِهِ	الْآيَةَ	وَاَنَّ
یہ	راستہ	اللہ	پھر	تلاوت کی	یہ	آیت	بیشک

یہ اللہ کا راستہ ہے' پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

هٰذَا	صِرَاطِيْ	مُسْتَقِيْمًا	فَاتَّبِعُوْهُ	وَلَا	تَتَّبِعُوا	السُّبُلَ	فَتَفَرَّقَ
یہ	میرا راستہ	سیدھا	اس کی اتباع کرو	اور نہ	تم پیروی کرو	راستوں کی	پس متفرق

اور بیشک یہ سیدھا راستہ ہے اس کی پیروی کرو اور دوسرے راہوں پر مت چلو

بِكُمْ	عَنْ	سَبِيْلِهٖ
تم کو	سے	اس کا راستہ

ورنہ وہ تمہیں اس (اللہ) کی راہ سے دور کر دیں گے۔" (سنن ابن ماجہ: 11/1)

تشریح

اس حدیث میں درج ذیل موضوعات بیان کیے گئے ہیں:

(1) رسول اللہ ﷺ کی اطاعت (2) قوموں کے زوال یا پسماندگی کے اسباب

1) **رسول اللہ ﷺ کی اطاعت:** اطاعتِ رسول کا مطلب ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے ہر حکم کی تعمیل کی جائے۔ ہر روز مرہ معاملے میں نبی کریم ﷺ نے جو طریقہ کار اختیار فرمایا اُس کی پیروی کرنا اتباعِ رسول ﷺ ہے۔

اللہ تعالیٰ جس رسول کو اپنے بندوں کی طرف بھیجتا ہے اس کا مدعا و مقصد یہ ہوتا ہے کہ اللہ کے حکم کے مطابق بندے اس کی فرمانبرداری کریں اور لوگ رسول کے حکم کو بلا چون و چرا تسلیم کر لیں۔ اسی طرح جب نبی کریم ﷺ کو مبعوث کیا گیا تو فرمایا کہ اتباعِ رسول ﷺ ہی محبتِ الٰہی کا راز پوشیدہ ہے۔ "کہہ دیجیے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔" (آل عمران: 31)

نبی کریم ﷺ پر ایمان لانا ہی کافی نہیں، زندگی کے ہر شعبے میں آپ ﷺ کی اتباع و اطاعت لازمی ہے۔ آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنا ہر مسلمان کے لیے لازم ہے۔ آپ ﷺ کی زندگی ہمارے لیے مکمل نمونہ ہے اور سورج کی طرح روشن و واضح ہے۔ آپ ﷺ کے اعلیٰ اوصاف کا عملی نمونہ بھی ہمارے سامنے موجود ہے اور اس کی اطاعت و اتباع کرنے میں انسانیت کی فلاح و کامیابی و ترقی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"جو کچھ تمہیں یہ رسول ﷺ دیں اسے لے لو اور جس چیز سے منع کریں اس سے رک جاؤ۔" (الحشر: 7)

حضور ﷺ کی اطاعت و اتباع اس لیے بھی لازم ہے کہ آپ ﷺ کا ہر قول و فعل حکمِ الٰہی کے تابع ہے اور آپ ﷺ کی عملی زندگی قرآنِ مجید کی تفسیر ہے۔ اسی لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا کہ آپ ﷺ چلتے پھرتے قرآن ہیں۔ اسی طرح ارشادِ الٰہی ہے:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ج (النساء: 80)	
ترجمہ: "جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔" حضور ﷺ نے فرمایا:	

مَنْ اَطَاعَنِيْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ

ترجمہ: جس نے میری اطاعت کی اس نے درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی
اس نے گویا اللہ کی نافرمانی کی۔" (صحیح مسلم، حدیث: 4726)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قرآنِ مجید کی نگاہ میں رسول اللہ ﷺ کا ادب واحترام ایمان کی جان اور محبت کی روح ہے۔ جس طرح عقیدۂ توحید کے ذریعہ ایک اللہ پر ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی رسالت پر یقین رکھ کر آپ ﷺ کے احکام کی اتباع بھی ضروری ہے اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا اس کو جنت کی بشارت دی گئی ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ (النساء:69)

ترجمہ: ''اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں وہ قیامت کے روز ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے بڑا فضل کیا یعنی انبیا اور صدیق اور شہید اور صالحین اور ان لوگوں کی رفاقت بہت ہی خوب ہے۔''

رسالت پر ایمان کا تقاضا ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے فرمانبردار بن کر رہیں' یہی ایمانِ کامل کی نشانی ہے۔

جیسا کہ ڈاکٹر احمد ناصر لکھتے ہیں: ''جس طرح اعتقاد کی جہت میں عقیدۂ رسول ﷺ اصل دین ہے اسی طرح اتباع کی جہت میں اطاعتِ رسول ﷺ اصل دین ہے''۔ (فلسفہ رسالت' از ڈاکٹر نصیر احمد ناصر)

الغرض! اطاعتِ رسول ﷺ ایمان کی کسوٹی ہے۔ اطاعتِ رسول ﷺ ہی وہ وصفِ خاص ہے جس سے قدرتِ خداوندی مہربان ہوتی ہے۔

2) **قوموں کے زوال /پسماندگی کی وجوہات**: قوموں کے عروج وزوال میں کئی عوامل حصہ لیتے ہیں مگر اس حدیث میں سابقہ قوموں کے زوال کے اسباب بیان کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا' کہ سابقہ اقوام کے لوگ اس لیے ہلاک ہوئے کیوں کہ وہ اپنے انبیا سے بہت زیادہ سوالات اور بحث کرتے تھے' جیسے کہ سورۃ البقرۃ میں بنی اسرائیل کے گائے ذبح کرنے کا واقعہ گزر چکا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو جائز اور مناسب سوالات پوچھنے کی اجازت دی تھی' مگر زیادہ سوالات سے منع فرمایا' اللہ تعالیٰ نے بھی ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ (المائدۃ:101)

ترجمہ: اے ایمان والو! بہت سی اشیا کے بارے میں سوال نہ کرو' اگر وہ چیزیں تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تم کو بری لگیں گی۔

الغرض! مسلمانوں اور مومنین کے لیے لازم ہے کہ وہ لایعنی باتوں سے پرہیز کریں اور اللہ کے رسول ﷺ کے اُسوہ پر عمل کریں تاکہ دنیا و آخرت میں وہ کامیابی حاصل کر سکیں۔

بَابُ اتِّبَاعِ خُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ (خلفاء راشدینؓ کے طریقہ کی اتباع کا بیان)

حدیث:1

عَنْ	عِرْبَاضَ	بْنَ	سَارِيَةَ	يَقُوْلُ	قَامَ	فِيْنَا	رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ
سے	عرباض	بیٹا	ساریہ	وہ کہتے ہیں	کھڑے ہوئے	ہم میں	اللہ کے نبی ﷺ

حضرت عرباضؓ بن ساریہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے۔

ذَاتَ	يَوْمٍ	فَوَعَظَنَا	مَوْعِظَةً	بَلِيْغَةً	وَجِلَتْ	مِنْهَا	الْقُلُوْبُ
ایک	دن	ہمیں وعظ کیا	نصیحت	بلند	ڈر گئے	اس سے	دل

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اور ایک متاثر کن وعظ فرمایا جس سے دل خوف زدہ ہو گئے۔

وَذَرَفَتْ	مِنْهَا	الْعُيُوْنُ	فَقِيْلَ	يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ	وَعَظْتَ	مَوْعِظَةَ	مُوَدِّعٍ
اور بہ گئی	اس سے	آنکھیں	پس کہا	اے اللہ کے رسول ﷺ	آپ نے وعظ کیا	وعظ	آخری

اور آنکھیں اشک بار ہوگئیں، عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے ہمیں ایسے نصیحت فرمائی ہے

فَاعْهَدْ	اِلَيْنَا	بِعَهْدٍ	فَقَالَ	عَلَيْكُمْ	بِتَقْوَى	اللّٰهِ	وَالسَّمْعِ
عہد لیں	ہماری	وعدہ	تو کہا	تم پر	تقویٰ	اللہ	اور سننا

جس طرح رخصت کرنے والا نصیحت کیا کرتا ہے، آپ ﷺ ہم سے کوئی عہد و پیمان لے لیجیے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔

وَالطَّاعَةِ	وَاِنْ	عَبْدًا	حَبَشِيًّا	وَسَتَرَوْنَ	مِنْ	بَعْدِيْ	اخْتِلَافًا
اطاعت	اور اگر	بندہ	حبشی	تم دیکھو گے	سے	میرے بعد	اختلاف

اور حکم سن کر تعمیل کرو اگرچہ تمہارا حاکم کوئی حبشی غلام ہو اور تم میرے بعد سخت اختلاف دیکھو گے

شَدِيْدًا	فَعَلَيْكُمْ	بِسُنَّتِيْ	وَسُنَّةِ	الْخُلَفَاءِ	الرَّاشِدِيْنَ	الْمَهْدِيِّيْنَ	عَضُّوْا
سخت	تم پر	میری سنت	اور سنت	خلفاء	راشدینؓ	ہدایت والے	کاٹو

تو میری سنت کو اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدینؓ کے طریقے کو اختیار کرنا، اسے داڑھوں سے پکڑ کر رکھنا (اس پر قائم رہنا)

عَلَيْهَا	بِالنَّوَاجِذِ	وَاِيَّاكُمْ	وَالْاُمُوْرَ	الْمُحْدَثَاتِ	فَاِنَّ	كُلَّ	بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ
اس پر	داڑھیں	اور تم کو	اور کام	نئے	بیشک	ہر ایک	بدعت گمراہی

اور نئے نئے کاموں سے پرہیز کرنا کیوں کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔ (سنن ابن ماجہ: 42/1)

حدیث 2:

عَنْ	عَبْدِ اللّٰهِ	بْنِ عَمْرٍو	بْنِ الْعَاصِؓ	اَنَّ	رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ	قَالَ	اِنَّ
سے	عبداللہ	عمرو بیٹا	عاص بیٹا	بیشک	اللہ کے رسول ﷺ	کہا	بیشک

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے، اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

اللّٰهَ	لَا	يَقْبِضُ	الْعِلْمَ	انْتِزَاعًا	يَنْتَزِعُهُ	مِنَ	النَّاسِ
اللہ	نہیں	وہ اٹھاتا	علم	سلب	وہ اسے سلب کرے	سے	لوگ

اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ اسے لوگوں کے دلوں سے سلب کر لے

وَلٰكِنْ	يَقْبِضُ الْعِلْمَ	بِقَبْضِ	الْعُلَمَاءِ	فَاِذَا لَمْ	يُبْقِ	عَالِمًا	اتَّخَذَ
اور لیکن	علم اٹھاتا	وہ قبض کرے	علماء	جب نہیں	باقی رہنا	عالم	بنا لیا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بلکہ وہ علما کو فوت کرنے کے علم کو اٹھائے گا جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا

النَّاسُ	رُءُوسًا	جُهَّالًا	فَسُئِلُوا	فَأَفْتَوْا	بِغَيْرِ عِلْمٍ	فَضَلُّوا	وَأَضَلُّوا
لوگ	سردار	جاہل	تو پوچھے	تو وہ فتویٰ دیں	بغیر علم	وہ گمراہ ہوئے	اور گمراہ کیا

تو لوگ جاہل سردار مقرر کر لیں گے پھر ان سے (مسائل) پوچھے جائیں گے تو وہ علم کے بغیر فتوے دیں گے خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کر دیں گے۔ (سنن ابن ماجہ 52/1)

حدیث 2

عَنْ	أَبِي هُرَيْرَةَ	قَالَ	قَالَ	رَسُولُ اللَّهِ ﷺ	مَنْ	أُفْتِيَ	بِفُتْيَا
سے	ابو ہریرہؓ	کہا	فرمایا	اللہ کے رسول ﷺ	جو	وہ فتویٰ دے	فتویٰ

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو بغیر دلیل کے فتویٰ دیا گیا

غَيْرِ	ثَبْتٍ	فَإِنَّمَا	إِثْمُهُ	عَلَى	مَنْ	أَفْتَاهُ
بغیر	دلیل	پس بیشک	اس کا گناہ	اوپر	جو	اسے فتویٰ دیا

تو اس کا گناہ اس کے ذمہ ہے جس نے فتویٰ دیا۔ (سنن ابن ماجہ 53/1)

حدیث 3

عَنْ	عَبْدِ اللَّهِ	بْنِ عَمْرٍو	قَالَ	قَالَ	رَسُولُ اللَّهِ ﷺ	الْعِلْمُ	ثَلَاثَةٌ
سے	عبداللہ	بیٹا عمرو	کہا	فرمایا	اللہ کے رسول ﷺ	علم	تین

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا علم تین چیزیں ہیں

فَمَا وَرَاءَ	ذَلِكَ	فَهُوَ	فَضْلٌ	آيَةٌ مُحْكَمَةٌ	أَوْ سُنَّةٌ قَائِمَةٌ	أَوْ فَرِيضَةٌ	عَادِلَةٌ
جو اس کے سوا	یہ	پس وہ	علاوہ	محکم آیت	مستقل سنت	یا فرض	انصاف پر مبنی

اور جو کچھ ان کے علاوہ ہے وہ اضافی ہے۔ محکم آیات، ثابت شدہ سنتیں اور وراثت کے حقوق جو عدل پر مبنی ہوں۔ (ابن ماجہ 54/1)

تشریح

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت سے لے کر امیر معاویہؓ کی بیعت تک کا زمانہ خلافت راشدہ کہلاتا ہے اس زمانے میں خلافت ایسی دنیاوی حکومت کو کہتے تھے جس کی بنیاد مذہب پر ہو۔ خلافت کے بارے میں دین کا حکم یہ ہے کہ جب تک خلیفہ قرآنی احکامات کی پوری پوری پابندی کرتا رہے اس کی اطاعت و فرماں برداری لازمی ہے مگر جب وہ قانونِ اسلام سے ہٹ جائے تو اسے خلیفہ رہنے کا حق نہیں ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی تمام خواہشات اور آرزوؤں کو حبِ رسول ﷺ پر قربان کر دیا۔ انھوں نے اپنی زندگیوں میں تعلیماتِ نبوی ﷺ کی اس حد تک پیروی کی کہ رضائے الٰہی کے مستحق قرار پائے۔ صحابہ کرام روشن کردار، عمدہ صفات اور اعلیٰ اخلاق و کردار کا نمونہ تھے۔ انھوں نے نہ صرف رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی بلکہ آپ ﷺ پر جان تک نچھاور کر دی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے جانباز اور جاں نثار ساتھی تھے۔ ان کا ایمان بہت پختہ تھا اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وہ بہترین ایمان والے تھے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا اور رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ کے اعزاز سے نوازا۔ جب صحابہ کرامؓ میں سے کسی کا بھی نام لیا جاتا ہے تو ان کے نام کے ساتھ محبت سے رضی اللہ عنہ کہا جاتا ہے۔ ان عظیم ہستیوں کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: "میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں تم جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔" (الاحکام: 244/6، البیہقی: 152)

۔ پھر حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ کی عزت و احترام کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

۔ "میرے صحابہ کو برا نہ کہو اگر کوئی تم میں سے احد پہاڑ کے برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو ان کے ایک مد (525 گرام) یا آدھے مد کے برابر نہیں ہو سکتا۔" (صحیح البخاری: 3997)

صحابہ کرامؓ کی حیثیت اسلام کی اساس کی ہے۔ صحابہ کرامؓ ہمیشہ نبی کریم ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے رہے۔ انہوں نے مشکل اوقات میں جان و مال کی قربانی دینے سے کبھی دریغ نہیں کیا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو برا کہنے اور ان سے بغض و عداوت رکھنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ ہماری سعادت بھی اسی میں ہے کہ ہم صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلیں۔

مستدرک امام حاکم میں سے کتاب الجنائز کا مطالعہ

امام حاکم کا تعارف: امام ابو عبداللہ محمد بن حاکم نیشاپوری 3 ربیع الاول 321ھ بمطابق 3 مارچ 933ء کو نیشاپور میں پیدا ہوئے۔ آپؒ اہلِ سنت کے اہم امام تھے۔ آپؒ نے اپنی مشہور کتاب "المستدرک علی الصحیحین" لکھی۔ ان کے مشہور شاگردوں میں سے امام بیہقیؒ شامل ہیں۔ آپؒ کی وفات 3 صفر 1014ء میں نیشاپور میں ہوئی۔

مستدرک حاکم کا تعارف: اس کتاب کا مکمل نام "المستدرک علی الصحیحین" ہے جو کہ اہلِ سنت کے مشہور امام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری نے تالیف کیا۔ امام حاکم نے 72 سال کی عمر میں تالیف کیا۔ امام موصوفؒ کا دعویٰ ہے کہ اس کتاب کی تمام احادیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم یا دونوں کے معیار کے مطابق حسن اور صحیح ہیں۔ یہ کتاب المستدرک حاکم کے نام سے مشہور ہوئی۔ امام ذہبیؒ نے اس کتاب کا اختصار کیا اور اس پر بعض مفید تعلیقات اور حواشی لگائے۔ علماء نے اس کتاب کی صحت پر شک کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ امام صاحب نے کئی ضعیف و موضوع احادیث اس میں شامل کر دی ہیں جس کی وجہ سے اس کی صحت مشکوک ہو گئی ہے۔

وجہ تسمیہ: مستدرک کے کئی معنی ہیں جیسے کسی کوتاہی کا ازالہ کرنا، نقص مکمل کرنا۔ امام حاکم نے اپنی کتاب کا نام المستدرک علی الصحیحین اس لیے رکھا کیونکہ ان کے نزدیک بہت سی ایسی روایات تھیں جو صحیح ہیں اور امام بخاریؒ و امام مسلمؒ کو اپنی صحیحین میں نقل کرنا چاہیے تھا مگر انہوں نے انہیں بیان نہیں کیا۔ امام صاحب نے اس وقت کی صورتحال کو بیان کیا کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ صرف وہی احادیث صحیح ہیں جنہیں شیخین نے لکھا ہے حالانکہ ان کے علاوہ کئی احادیث ہیں جو بیان نہیں ہوئیں اس لیے میں یہ کتاب تالیف کر رہا ہوں تاکہ ان احادیث کو لکھوں جن کا ذکر صحیحین میں نہیں کیا گیا۔ مگر اس کتاب میں کئی ضعیف و موضوع احادیث آ گئیں۔ جس کی غالباً وجہ یہ تھی کہ امام صاحب اس کتاب کو لکھنے کے بعد اس کی نظر ثانی نہ کر سکے اور وفات پا گئے۔ امام ذہبیؒ نے اس کام کو کرنے کا ذمہ لیا اور "تلخیص المستدرک" کے نام سے کتاب لکھی مگر مقصد مکمل حاصل نہ ہو سکا۔

خصوصیات: مستدرک حاکم کی اہم خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

1) اس کتاب میں تمام ایسی حدیثیں لانے کی کوشش کی گئی ہے جو صحیح ہوں اگرچہ اس میں چند ضعیف احادیث بھی شامل ہو گئی ہیں۔ انہیں نکالنے کے لیے امام ذہبیؒ نے کوشش کی ہے۔

2) اس کتاب کو مختصرا لکھا گیا ہے اور اس کے الفاظ واضح اور عام فہم ہیں۔

3) اس کتاب کا آغاز کتاب الایمان سے کیا گیا ہے اور کتاب کا نام لکھ کر تمام اس سے متعلقہ ابواب کی احادیث اس میں لکھ دی گئی ہیں مگر امام صاحب نے اس کے ابواب ناموں سے نہیں لکھے بلکہ صرف احادیث کے نمبر لکھے ہیں۔

4) کتاب الصوم تک اس کا اردو ترجمہ شاہ محمد چشتی نے لکھ کر ادارہ پیغام القرآن سے شائع کر دیا ہے باقی زیرِ قلم ہے۔

کتاب الجنائز کا مطالعہ

اس کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد میت کے جنازہ کے حوالہ سے اہم مسائل یہ سامنے آتے ہیں:

1) **موت کی خواہش کرنا:** موت کی خواہش کرنا جائز نہیں جیسا کہ امام حاکم کتاب الجنائز میں حدیث لائے ہیں فرماتے ہیں:

"سیدہ فضیلؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے اس وقت آپ ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ بیمار تھے۔ انہوں نے موت کی آرزو کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: چچا جان موت کی آرزو نہ کرو کیوں کہ اگر آپ نیک ہیں تو آپ کو وقت مل جائے گا اور اگر آپ گناہ گار ہیں تو گناہوں پر عذاب میں دیر آپ کے لیے بہتر رہے گی لہٰذا موت کی آرزو نہ کرو"۔ (مستدرک حاکم:1284)

2) **بیماری کا فائدہ:** انسان کو جو تکلیف آتی ہے وہ اللہ کی جانب سے آتی ہے اور اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے جیسے حدیث میں ہے امام حاکم نے حضرت معاویہؓ کے واسطے سے لکھا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کسی مومن کے جسم میں جو تکلیف ہوتی ہے تو وہ کے کچھ گناہ مٹا دیتی ہے"۔ پھر حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو بیماریوں میں اس قدر مبتلا کرتا ہے کہ ان کے ذریعے اس کے گناہ مٹا دیتا ہے"۔ (مستدرک حاکم: 1317)

3) **کلمہ طیبہ کا اقرار:** جو شخص مرتے وقت کلمہ طیبہ پڑھتا ہے اس پر جہنم حرام ہو جاتی ہے اور جنت واجب ہو جاتی ہے جیسے حدیث میں آیا ہے حضرت معاذؓ بن جبل بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مرتے وقت آخری بات لا الہ الا اللہ کہہ دے تو وہ جنت میں جائے گا"۔ (مستدرک حاکم: 1330)

4) **جنازے کے آداب:** امام حاکم نے اپنی مستدرک میں جنازے کے آداب کے بارے میں احادیث بیان کی ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے:

i) جب کسی جنازے کے ساتھ چلو تو اس کے رکھ دینے تک بیٹھا نہ جائے۔ (مستدرک حاکم:1348)

ii) جب کوئی جنازہ گزرے تو اس کے چلے جانے تک کھڑا رہا جائے۔ (مستدرک حاکم:1349)

iii) جنازے کے ساتھ پیدل چلا جائے جیسے حدیث ہے حضرت ثوبانؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک جنازہ کے ہمراہ چلے تو کچھ لوگوں کو دیکھا جو سوار تھے تو فرمایا: "تمہیں شرم نہیں آتی فرشتے تو پیدل چل رہے ہیں لیکن تم لوگ سواریوں کی پیٹھ پر سوار ہو"۔ (مستدرک حاکم:1346)

iv) مردہ کو سفید لباس پہنانا چاہیے کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم لوگ سفید لباس پہنا کرو اور میت کو اسی میں کفن دو کیوں کہ یہ اچھے شمار ہوتے ہیں"۔ (مستدرک حاکم:1340)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

v) میت کو طاق دھونی دی جائے اور بیری کے پتوں سے غسل دیا جائے' کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میت کو دھونی دو تو طاق مرتبہ دو''۔ (مستدرک حاکم: 1341)

vi) میت کو خوشبو لگائی جائے اور سب سے بہتر خوشبو میت کی ہے۔

vii) میت کا مثلہ نہ کیا جائے۔ میت کو قبر میں رکھتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ پڑھا جائے۔

5) **جنازے کی تکبیریں:** جنازے کی چار تکبیریں ہیں' جیسے حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ ہمارے جنازے میں چار تکبیریں کہتے اور پہلی تکبیر کے بعد الحمد شریف پڑھتے''۔ (مستدرک حاکم: 1356)

6) **جنازے کی دعا:** جنازے میں بالغ مرد اور عورت کے لیے یہ دعا پڑھی جائے گی:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَ مَيِّتِنَا وَ شَاهِدِنَا وَ غَائِبِنَا وَ صَغِيْرِنَا وَ كَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَ اُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ

7) **مومن کی نشانی:** مومن کی نشانی بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کی نشانی یہ ہے کہ مرتے وقت اس کی پیشانی پر پسینہ ہوتا ہے''۔ (مستدرک حاکم: 1446)

8) **قبروں کے آداب:** قبروں کو پختہ کرنا انہیں چونا لگانا منع ہے' جیسے حضرت جابرؓ لکھتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قبروں پر چونا لگانا' ان پر تعمیر کرنا اور ان پر بیٹھنا منع ہے''۔ (مستدرک حاکم: 1401)

9) **قبروں کی زیارت کرنا:** قبروں کی زیارت کرنا جائز ہے' حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کرتا تھا اب تم زیارت کیا کرو' کیوں کہ ان سے نصیحت حاصل ہوتی ہے''۔ (مستدرک حاکم: 1417)

سنن نسائی کی کتاب البیوع سے منتخب احادیث کا ترجمہ وتشریح

بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْكَسْبِ (روزی کمانے کی ترغیب کا بیان)

عَنْ	عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا	قَالَتْ	قَالَ	رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	اِنَّ	أَطْيَبَ	مَا
سے	عائشہؓ	کہا	فرمایا	اللہ کے رسول ﷺ	بیشک	پاکیزہ	جو

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے' حضور ﷺ نے فرمایا: سب سے بہتر وہ کمائی ہے جو آدمی کمائے یعنی اپنی محنت سے کمائے'

اَكَلَ	الرَّجُلُ	مِنْ	كَسْبِهٖ	وَاِنَّ	وَلَدَ الرَّجُلِ	مِنْ	كَسْبِهٖ
کھایا	آدمی	سے	اپنی کمائی	اور بیشک	آدمی کا بیٹا	سے	اپنی کمائی

اور آدمی کا لڑکا بھی اس کی کمائی میں ہے پس بیٹے کا مال کھانا درست ہے۔ (سنن نسائی: 4455)

حدیث: 2

عَنْ	عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا	اَنَّ	النَّبِيَّ ﷺ	قَالَ	اِنَّ	اَوْلَادَكُمْ	مِنْ
سے	عائشہؓ	بیشک	نبی ﷺ	کہا	بیشک	تمہاری اولاد	سے

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہاری اولاد تمہاری بہترین کمائی ہے'

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اطیب	کسبکم	فکلوا	من	کسب	اولادکم
پاکیزہ	تمہاری کمائی	تو کہو	[illegible]	کمائی	تمہاری اولاد

iv) تو اپنی اولاد کی کمائی سے کھاؤ (سنن نسائی: 4456) [illegible]

تشریح [illegible] اسلام [illegible] محنت [illegible] مقام [illegible] ii

[illegible] اور اسلام [illegible] کرنے کی بجائے [illegible] حقوق [illegible]

کہ محنت میں عظمت و برکت ہے۔ اسوۂ رسول ﷺ سے بے شمار [illegible] ملتے ہیں جو اس بات کی [illegible]

کرتے ہیں کہ محنت میں عظمت وعزت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا محنت سے کمائی کرنے والا اللہ کا دوست ہے۔ [illegible]

جیسے کہ ایک موقع پر فرمایا کسی شخص نے کوئی کھانا اس سے بہتر نہ کھایا کہ وہ اپنی ہاتھوں کی کمائی سے کما کر کھائے اور

اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام ہاتھوں سے کما کر کھاتے تھے اس لیے آپ ﷺ نے گداگری سے سختی سے منع فرمایا ایک اور

حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے ایک دفعہ ایک صحابی کے ہاتھوں کو بوسہ اس لیے دیا کہ اس کے ہاتھ کام کرنے کے ہتھوڑا [illegible]

چلانے کی بنا پر سیاہ ہو گئے تھے نیز فرمایا: بہترین کمائی مزدور کی کمائی ہے جبکہ وہ خلوص اور خیر خواہی [illegible]

انبیاء کی یہ سنت رہی ہے اور ان کا یہ دستور تھا کہ وہ ہاتھوں سے محنت کرتے تھے اس کا تذکرہ قرآن مجید میں آیا ہے [illegible]

☆ حضرت داؤدؑ نے خود ہاتھ سے [illegible] ☆ حضرت نوحؑ نے خود کشتی ہاتھ سے [illegible]

☆ حضرت [illegible] حضرت موسیٰ [illegible] نبی ﷺ نے بھی خود [illegible] محنت [illegible]

آج [illegible] محنت [illegible] و مشقت

کی اور دنیاوی ترقی کی دوڑ میں انہوں [illegible] آج ترقی [illegible] کر کھڑے ہیں۔

[illegible]	[illegible]	**باب الذهب بالذهب** (سونے کے بدلے سونے کی بیع)		[illegible]	[illegible]

حدیث 1:

عن	أبي	سعيد الخدري	أن	رسول الله ﷺ	قال	لا	تبيعوا
سے	ابو	سعید خدریؓ	بیشک	اللہ کے نبی ﷺ	نے فرمایا	نہ بیچو	تم
[illegible]		حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:				[illegible]	[illegible]

الذهب	بالذهب	إلا	مثلا	بمثل	ولا	تشفوا	بعضها
سونا	سونے کے بدلے	مگر	برابر	برابر کے	اور نہیں	زیادہ دو	اس کا بعض
[illegible]	سونے کو سونے کے بدلے نہ بیچو مگر برابر برابر اور ایک کو دوسرے پر زیادہ نہ کرو						[illegible]

على	بعض	ولا	تبيعوا	الورق	بالورق	إلا	مثلا
اوپر	بعض	اور نہ	تم بیچو	چاندی	چاندی کے بدلے	مگر	مانند

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بِمِثْلٍ	وَلَا تَبِيعُوا	مِنْهَا	[illegible]	غَائِبًا	بِنَاجِزٍ		
مانند	اور نہ بیچو	اس میں سے	کچھ	غائب	نقد		

... ادھار کو نقد کے بدلے میں نہ بیچو (نسائی:4576)

حدیث:2

عَنْ	عَطَاءٍ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
سے	عطاء (نسائی:4584)	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	پانی کا برتن

حضرت عطاء ... نے پانی پینے کا ایک برتن ...

[illegible]	[illegible]	[illegible]	وَرِقٍ	[illegible]	[illegible]	وَزْنِهَا	فَقَالَ
[illegible]	[illegible]	[illegible]	چاندی	زیادہ	سے	اس کا وزن	تو کہا

... سونے یا چاندی کا ... زیادہ سونا یا چاندی لیا

أَبُو الدَّرْدَاءِ	سَمِعْتُ	رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ	يَنْهَى	عَنْ مِثْلِ	هٰذَا	إِلَّا	مِثْلًا بِمِثْلٍ
ابو درداء	میں نے سنا	اللہ کے رسول ﷺ	وہ منع کرتے	مانند سے	یہ	مگر	برابر برابر

تو ابودرداءؓ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ منع فرماتے اس قسم کی بیع سے مگر برابر برابر (نسائی:4578)

تشریح

اسلام نے تجارت اور بیع کے جو اصول دیے وہ یکتا و بے مثال ہیں ان میں سے ایک اصول سونے و چاندی کی بیع کا ہے کہ جب سونے یا چاندی کی بیع کرنی ہو تو اس کو برابر برابر دیا جائے سونے کے بدلے کم سونے یا زیادہ سونے کی بیع جائز نہیں اسی طرح چاندی کی بیع کے بدلے کم یا زیادہ چاندی لینا بھی جائز نہیں جب ان کی خرید اور فروخت کرنی ہو تو برابر برابر بیع کرنی ہوگی۔ اسی طرح نقد اشیاء کے بدلے ادھار کی بیع بھی ناجائز ہے۔

البيع يكون الشرط الفاسد فيصح البيع ويبطل الشرط

(بیع میں شرط اگر خلاف ہو تو بیع صحیح ہو جائے گی اور شرط باطل ہوگی)

حدیث:1

عَنْ	عَائِشَةَ	قَالَتْ	اشْتَرَيْتُ	بَرِيرَةَ	فَاشْتَرَطَ	أَهْلُهَا	وَلَاءَهَا
سے	عائشہؓ	کہا	میں نے خریدا	بریرہ	تو شرط رکھی	اس کے اہل	اس کا ترکہ

ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے میں نے بریرہؓ کو خریدا تو اس کے لوگوں نے شرط کر لی اس کا ترکہ ہم لیں گے

فَذَكَرْتُ	ذٰلِكَ	لِلنَّبِيِّ ﷺ	فَقَالَ	أَعْتِقِيهَا	فَإِنَّ	الْوَلَاءَ	لِمَنْ
میں نے ذکر کیا	یہ	نبی ﷺ سے	تو کہا	اسے آزاد کر دو	بیشک	ولاء	جو

میں نے یہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اسے آزاد کردے کیونکہ ترکہ اسی کو ملتا ہے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فَخَيَّرَهَا	رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	فَدَعَاهَا	قَالَتْ	فَأَعْتَقْتُهَا	قَالَتْ	الْوَرِقَ	أَعْطٰى
اسے اختیار دیا	اللہ کے رسول ﷺ	اسے بلایا	اس نے کہا	میں نے اسے آزاد کیا	اس نے کہا	رقم	دیا

جو رقم دے (یعنی خریدے) پھر اس کو آزاد کر دیا' رسول اللہ ﷺ نے اس کو بلایا اور اختیار دیا

حُرًّا	زَوْجُهَا	وَكَانَ	نَفْسَهَا	فَاخْتَارَتْ	زَوْجِهَا	مِنْ
آزاد	اس کا خاوند	اور تھا	اپنا نفس	تو اس نے اختیار کیا	اس کی بیوی	سے

کہ اپنے خاوند کی طرف سے' اور اس کا خاوند آزاد تھا۔ (سنن نسائی: 4648)

تشریح اس حدیث میں امام نسائیؒ بیان کرتے ہیں کہ آزادی حاصل کرنے کے لیے مکاتبت کرنا اور اس کے لیے شروط طے کر لینا جائز ہے' کیوں کہ جاہلیت اور اسلام کے ابتدائی دور میں کنیزوں اور غلاموں کا رواج عام تھا۔ اسلام نے انہیں آزادی دے دی کہ اگر ان کے مالک پسند کریں تو اُن کو ان کی قیمت لے کر آزادی دے سکتے ہیں۔ ایسا ہی واقعہ اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے اور واضح کر دیا گیا ہے کہ جو مالک لونڈی یا غلام کا ہوگا' اسے ہی اس کے تمام حقوق حاصل ہوں گے اگر چہ بیچنے والا شرط لگائے کہ وہ ولاء اپنے پاس رکھے گا۔ مگر شریعتِ اسلامیہ اور حضور ﷺ کے فرامینِ عالیہ کی روشنی میں واضح ہے کہ ولاء کا حق اور غلام ولونڈی کے تمام اختیارات اس کے مالک کے پاس ہوں گے جو اسے خریدے گا' بیچنے والے کے پاس ولاء سمیت کوئی حق باقی نہیں رہے گا۔

بَابُ مُبَايَعَةِ أَهْلِ الْكِتَابِ (یہود ونصاریٰ سے خرید وفروخت کرنا)

حدیث: 1

طَعَامًا	يَهُوْدِيٍّ	مِنْ	رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	اشْتَرٰى	قَالَتْ	عَائِشَةَ ؓ	عَنْ
کھانا	یہودی	سے	رسول اللہ ﷺ	خریدا	کہا	عائشہ ؓ	سے

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے اناج خریدا'

رَهْنًا	لَهُ	دِرْعًا	وَأَعْطَاهُ	بِنَسِيْئَةٍ
گروی	اس کو	درع	اور اسے دیے	بھول کر

اور اس کے پاس اپنی زرہ گروی رکھ دی۔ (سنن نسائی: 4656)

حدیث: 2

يَهُوْدِيٍّ	عِنْدَ	مَرْهُوْنَةٌ	وَدِرْعُهُ	رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	تُوُفِّيَ	قَالَ	عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
یہودی	پاس	گروی	اور اس کی درع	اللہ کے رسول ﷺ	وفات پائی	کہا	ابن عباسؓ

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اور آپ ﷺ کی زرہ ایک یہودی کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بِثَلَاثِيْنَ	صَاعًا	مِنْ	شَعِيْرٍ	لِأَهْلِهِ
تمیں	صاع	سے	جو	اپنے اہل کے لیے

پاس دو تہائی (تمیں) صاع جو پر گروی تھی جو کہ آپ ﷺ نے اپنے گھر والوں کے لیے لیے تھے۔ (سنن نسائی: 4657)

تشریح: ان احادیث میں یہود و نصاریٰ سے تجارت کو جائز قرار دیا گیا ہے اور جواز میں حضور ﷺ کی بیع کا ذکر کیا ہے کہ خود آپ ﷺ نے یہود و نصاریٰ سے بیع کی اور ان سے خرید و فروخت کی جو کہ ہمارے لیے نمونہ ہے۔

****

معروضی سوالات

☆ درست جواب کا انتخاب کریں:

i) الصحیح البخاری کے مصنف ہیں:

(الف) محمد بن اسماعیل (ب) محمد بن مسلمہ (ج) محمد بن احمد (د) اسحاق بن راہویہ

ii) امام ترمذیؒ کا نام ہے:

(الف) محمد بن یعقوب (ب) محمد بن اسحاق (ج) محمد بن عیسیٰؒ (د) محمد بن حجاج

iii) سنن ابوداؤد تالیف ہے:

(الف) سلیمان بن اشعث (ب) سلمان بن یسوع (ج) سلمان بن قشیری (د) سلمہ بن اکوع

iv) امام مسلم کی تالیف کا نام ہے:

(الف) الجامع الصحیح (ب) الجامع الکامل (ج) الجامع الاکمل (د) سنن ابوداؤد

v) امام یحییٰ بن شرف کی کتاب کا نام:

(الف) ریاض الصالحین (ب) روزہ رسول (ج) ریاض الجنۃ (د) روضۃ من ریاض الجنۃ

vi) تاریخ تدوینِ حدیث کے مصنف ہیں:

(الف) مولانا مودودیؒ (ب) مصطفیٰ السباعی (ج) مناظر احسن گیلانی (د) عبدالغنی

vii) مولانا مودودیؒ کی کتاب کا نام ہے:

(الف) پردہ (ب) آنگن (ج) سنت کی آئینی حیثیت (د) نامعلوم افراد

viii) عبدالخالق اور عبدالغنی کی کتاب کا نام لکھیں جو انہوں نے حدیث کے حوالے سے تحریر کی:

(الف) حجیت حدیث (ب) آئینہ حدیث (ج) مقابلہ حدیث (د) حفاظت حدیث

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ix) محمد فہیم عثمانی کی حدیث پر لکھی جانے والی کتاب کا نام لکھیں:

(الف) حفاظتِ حدیث (ب) حجیتِ حدیث (ج) حفاظت و حجیت حدیث (د) تدوین حدیث

x) ڈاکٹر محمد لقمان سلفی نے کتاب لکھی:

(الف) حفاظتِ قرآن کے موضوع پر (ب) حفاظتِ حدیث کے موضوع پر (ج) ... (د) ...

xi) ریاض الصالحین کے مصنف کا نام ہے: (پنجاب یونیورسٹی: 2018ء)

(الف) امام نوویؒ (ب) امام داؤد (ج) امام نسائی (د) امام مسلم

xii) حج فرض ہوا: (پنجاب یونیورسٹی: 2018ء)

(الف) 7ھ (ب) 8ھ (ج) 9ھ (د) 10ھ

xiii) روزہ فرض ہوا: (پنجاب یونیورسٹی: 2018ء)

(الف) یکم ہجری (ب) 2 ہجری (ج) 3 ہجری (د) 8 ہجری

xiv) ذکرِ جلی سے مراد ہے؟ (پنجاب یونیورسٹی: 2018ء)

(الف) بلند آواز سے ذکر کرنا (ب) آہستہ آواز سے ذکر کرنا (ج) دل میں ذکر کرنا (د) مصطفےٰ ذکر کرنا

xv) نبی کریم ﷺ کا پسندیدہ عمل ہے: (پنجاب یونیورسٹی: 2018ء)

(الف) زکوٰۃ ادا کرنا (ب) وقت پر نماز پڑھنا (ج) روزے رکھنا (د) حج کرنا

xvi) نمازِ چاشت ہے۔

(الف) فرض (ب) نفل (ج) سنتِ مؤکدہ (د) واجب

xvii) زکوٰۃ کا دوسرا نام ہے۔

(الف) صدقہ (ب) نذر (ج) ایمان (د) تزکیہ

xviii) مُنفِق کے معنی ہیں:

(الف) صدقہ کرنا (ب) خرچ نہ کرنے والا (ج) خرچ کرنے والا (د) خرچ لینے والا

xix) فتح الباری کس کتاب کی شرح ہے:

(الف) الصحیح لمسلم (ب) السنن الترمذی (ج) سنن ابن ماجہ (د) الصحیح البخاری

xx) مبرور کے معنی ہیں:

(الف) قبول (ب) مقبول (ج) منظور (د) محبوب

xxi) ذکر کی افضل ترین قسم ہے:

(الف) ... (ب) ... (ج) ... (د) ...

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(الف) حج (ب) نماز (ج) روزہ (د) زکوٰۃ

xxii) میت کے پیچھے جاتی ہیں:

(الف) ایک چیز (ب) دو چیزیں (ج) تین چیزیں (د) چار چیزیں

xxiii) ثمامہ بن اثال کو باندھا گیا تھا جب وہ قید ہو کر آئے:

(الف) مسجد نبوی ﷺ کے ستون کے ساتھ (ب) [illegible] (ج) [illegible] (د) دروازہ پر

xxix) تحیۃ المسجد کی رکعتیں ہیں: ([illegible])

(الف) دو (ب) چار (ج) [illegible] (د) [illegible]

xxx) حضرت عثمانؓ کی ہمدردی کی گئی: ([illegible])

(الف) جبرئیلؑ سے (ب) میکائیلؑ سے (ج) عزرائیلؑ سے (د) [illegible]

xxxi) امام ذہبیؒ کی کتاب کا نام جو مستدرک کے لیے لکھی گئی:

(الف) تلخیص المستدرک (ب) [illegible] (ج) [illegible] (د) [illegible]

([illegible] 2018)

مختصر سوالات

i) نصاب میں الجامع الصحیح کے کن ابواب کی احادیث کو شامل کیا گیا ہے؟

جواب: کتاب الایمان اور کتاب الصلوۃ۔

([illegible] 2018)

ii) حفاظتِ حدیث سے کسی ایک کتاب کا نام مع مصنف لکھیں۔

جواب: حفاظتِ حدیث از خالد علوی۔

iii) امام نوویؒ کی کتاب کا پورا نام لکھیں۔

جواب: ریاض الصالحین من کلام سید المرسلین۔

iv) روزہ کو عربی میں کیا کہتے ہیں۔

جواب: صوم۔

v) نبی کریم ﷺ کا پسندیدہ عمل کون سا ہے؟

جواب: وقت پر نماز ادا کرنا

vi) ترجمہ کریں: وَشَبَّكَ أَصَابِعَهُ

جواب: اور انگلیوں کو ملایا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

vii) صحاحِ ستہ سے کیا مراد ہے؟ کتب صحاحِ ستہ کے نام لکھیں: (پنجاب یونیورسٹی:2018ء)

جواب: حدیث کی چھے مشہور کتب جنہیں صحاحِ ستہ کہا جاتا ہے درج ذیل ہیں:

صحیح بخاری' صحیح مسلم' جامع ترمذی' سنن ابوداؤد' سنن نسائی' سنن ابنِ ماجہ

viii) حدیث کی رُو سے اللہ کے محبوب ترین کلمات کون سے ہیں؟ (پنجاب یونیورسٹی:2018ء)

جواب: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحٰنَ اللّٰهِ الْعَظِيْمُ

ix) حیا کے کتنے شعبے ہیں اور حیا کس کی شاخ ہے؟ (پنجاب یونیورسٹی:2018ء)

جواب: ایمان کی ساٹھ سے اوپر شاخیں ہیں' ان میں سے ایک حیا ہے۔

x) حج کی فرضیت کی کیا شرائط ہیں؟ (پنجاب یونیورسٹی:2018ء)

جولب: مالدار ہونا' عاقل و بالغ ہونا' صحت کا ہونا

xi) متفق علیہ حدیث سے کیا مراد ہے؟ (پنجاب یونیورسٹی:2018ء)

جواب: جس پر امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے اتفاق کیا ہو' اور دونوں نے اسے روایت کیا ہو۔

xii) جامع ترمذی کے مؤلف کا نام بتائیں: (پنجاب یونیورسٹی:2018ء)

جواب: ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی

xiii) تسبیح و تکبیر سے کیا مراد ہے؟ (پنجاب یونیورسٹی:2018ء)

جواب: سبحان اللہ اور اللہ اکبر کہنا۔

xiv) نبی کریم ﷺ کو کون سی پانچ چیزیں عطا کی گئیں جو کسی اور پیغمبر کو نہیں عطا ہوئیں: (پنجاب یونیورسٹی:2018ء)

جواب: i) ایک مہینے کی راہ سے میرا رعب ڈال کر میری مدد کی گئی۔

ii) ساری زمین مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی

iii) غنیمت کے مال میرے لئے درست کیے گئے۔

iv) ہر پیغمبر خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا' اور میں عام سب لوگوں کی طرف بھیجا گیا۔

v) شفاعتِ عظمیٰ کا حق عطا کر دیا گیا۔

xv) نفل نماز گھر میں برکت لاتی ہے اس بارے میں کوئی ایک حدیث لکھیں۔

i) حضرت زیدؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! تم اپنے گھروں میں نماز ادا کیا کرو' کیوں کہ آدمی کی سب سے افضل نماز وہ ہے جو وہ اپنے گھر میں ادا کرے سوائے فرض کے''۔ (صحیح مسلم:781)

xvi) حدیث کا ترجمہ کریں: مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِيْ فَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَمَنْ اَحَبَّنِيْ كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

جواب: ترجمہ: ''جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔''

xvii) زکوٰۃ کب فرض ہوئی اور اس کے احکام کب نازل ہوئے؟

جواب: زکوٰۃ 2 ہجری میں فرض ہوئی۔ اس کے تفصیلی احکام 8 ہجری کو سورۃ التوبہ میں آئے اور 9 ہجری میں اس کا نظام نافذ کیا گیا ہے۔

xviii) ریاض الصالحین کے جو ابواب نصاب میں شامل ہیں ان میں سے دو کے نام لکھیں:

جواب: باب الحث علی الذکر، کتاب الدعوات

xix) نبی کریم ﷺ نے جن چیزوں سے پناہ مانگی ہے ان میں سے پانچ لکھیں۔

جواب: الف) عاجز رہ جانے سے — ب) طاقت کے باوجود سستی سے

ج) بزدلی سے — د) بڑھاپے سے

ہ) بخل یعنی کنجوسی سے — ص) قبر کے عذاب سے

xx) قُلُوْبٌ کی واحد لکھیں۔

جواب: قَلْبٌ

xxi) سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا کا معنی کیا ہے؟

جواب: ساٹھ مسکین (جو روزہ توڑنے کا کفارہ ہے)

xxii) سب سے افضل ذکر کون سا ہے؟

جواب: لا الٰہ الا اللہ

xxiii) کونسے ایسے کلمات ہیں جو میزان میں بھاری اور زبان پر ہلکے ہیں؟

جواب: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

xxiv) تسبیح فاطمہؓ لکھیں۔

جواب: 33 بار سبحان اللہ، 33 بار الحمد للہ، 34 بار اللہ اکبر

xxv) وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ. کا ترجمہ لکھیں:

جواب: ترجمہ: اور یقیناً اللہ کی یاد سب سے بڑی ہے۔

xxvi) نیت کی تعریف کریں۔

جواب: اعمال اور افعال کی انجام دہی کے پیچھے جو قوت کارفرما ہوتی ہے اسے نیت کہتے ہیں۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

xxvii) اسلام کی تعریف حضرت جبرئیلؑ نے کیا بیان کی تھی؟

جواب: اللہ کی ذات وصفات پر ایمان لانے' نماز ادا کرنے' روزے رکھنے' زکوٰۃ دینے اور حج بیت اللہ کرنے کا نام اسلام ہے۔

xxviii) ایمان کیا ہے؟

جواب: آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ' اس کے فرشتوں' اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور موت کے بعد زندگی پر یقین پر ایمان لانے کو ایمان کہتے ہیں۔

xxix) تحیۃ المسجد کے حوالے سے ایک حدیث لکھیں:

جواب: حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ

"تم میں سے جب کوئی مسجد میں داخل ہو تو اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک دو رکعت نماز ادا نہ کر لے۔" (صحیح مسلم: 714)

xxx) منافق آدمی کو حدیث میں کیا کہا گیا ہے؟

جواب: حدیث میں اسے "ذوالوجہین" (دو چہرے رکھنے والا) کہا گیا ہے۔

xxxi) حضرت ابوھریرۃ کون تھے اور ان کا نام کیا تھا؟

جواب: وہ صحابی رسول ﷺ تھے اور ان کا نام عبدالرحمٰن بن صخر تھا۔

xxxii) سِقَایَۃ کا معنی کیا ہے؟

جواب: پانی پینے کا برتن

xxxiii) کیا یہود و نصاریٰ سے خرید و فروخت جائز ہے؟

جواب: جی ہاں

xxxiv) نبی کریم ﷺ نے کن کے راستے پر چلنے کا حکم دیا؟

جواب: صحابہ کرامؓ کے طریقہ پر

xxxv) کیا بیع میں ولاء کی شرط جائز ہے؟

جواب: نہیں' بیع میں ولاء کی شرط جائز نہیں۔

xxxvi) حضرت عائشہؓ نے کس کو خریدا تھا جس کی ولاء کی شرط اس کے خاندان والوں نے رکھی تھی؟

جواب: حضرت بریرہؓ کو

xxxvii) کون سا درخت بابرکت ہے؟

جواب: زیتون کا درخت بابرکت ہے اور اس کا تیل استعمال کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

xxxviii) محنت کرنے والا اللہ کا دوست ہے' اس پر حدیث لکھیں۔

جواب: اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ

xxxix) نبی کریم ﷺ کی پسندیدہ غذاؤں کے نام لکھیں۔

جواب: شہد' سرکہ' خربوزہ' ککڑی' کدو' کھجور' دودھ اور جو کی روٹی

xxxx) امام حاکمؒ کی کتاب کا نام لکھیں۔

جواب: المستدرک علی الصحیحین

xxxxi) امام حاکم کا مکمل نام کیا ہے؟ اور ان کی ولادت کب اور کہاں ہوئی؟

جواب: امام ابوعبداللہ محمد بن حاکم نیشاپوریؒ۔ آپؒ 3 ربیع الاوّل 321ھ بمطابق 3 مارچ 933ء کو نیشاپور میں پیدا ہوئے۔

xxxxii) حدیث کے مطابق دنیا کی زندگی کیسے بسر کرنی چاہیے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم دنیا کی زندگی کو اس طرح بسر کرو کہ تم مسافر یا راہ گیر ہو۔

xxxxiii) جنازے کے دو آداب لکھیں۔

جواب: i) جب کسی جنازے کے ساتھ چلو تو اس کے رکھ دینے تک بیٹھا نہ جائے۔

ii) جب کوئی جنازہ گزرے تو اس کے چلے جانے تک کھڑا رہا جائے۔

xxxxiv) سابقہ قوموں کی ہلاکت کا سبب کیا تھا؟

جواب: انبیاء سے بہت زیادہ سوالات اور بحث و مباحثہ کرنا۔

xxxxv) مستدرک حاکم کے مترجم کا نام لکھیں۔

جواب: شاہ محمد چشتی

xxxxvi) نمازِ فجر کا وقت کیا ہے؟

جواب: نماز فجر کا وقت صبح صادق سے شروع ہو کر طلوع آفتاب سے پہلے تک رہتا ہے۔

xxxxvii) نمازِ عشاء کا وقت لکھیں۔

جواب: نماز عشاء کا وقت شفق کے غائب ہوتے ہی شروع ہو جاتا ہے اور صبح صادق تک باقی رہتا ہے۔

xxxxviii) حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت میں ایک حدیث لکھیں۔

جواب: آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر! تو میرا حوضِ کوثر پر مصاحب ہوگا اور تو میرا یارِ غار ہے۔''

xxxxix) کن پانچ چیزوں کو غنیمت جاننے کا حکم حدیث میں دیا گیا ہے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو' جوانی کو بڑھاپے سے پہلے'

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بیماری کو صحت سے پہلے، دولت کو غریبی سے پہلے، فارغ اوقات کو مصروفیت سے پہلے اور زندگی کو موت سے پہلے"۔

xxxxx) حدیث کا ترجمہ کریں: اِنَّ اَشْرَفَ الْكَسْبِ كَسْبُ الرَّجُلِ مِنْ يَدِهٖ

جواب: ترجمہ: بہترین کمائی آدمی کے لیے اپنے ہاتھ کی کمائی ہے۔

xxxxxi) جوامع الکلم سے کیا مراد ہے؟

جواب: ایسا کلام جس کے الفاظ کم اور معانی زیادہ ہوں۔

****

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

University Of The Punjab

First Semester 2018

Examination B.S.4 Year Programme

Paper: Hadith-I | Time Allowed: 30 mins

Course Coude: ISE102 | Max.Marks :10

حصہ معروضی

سوال نمبر2: صحیح جوابات کی نشاندہی کریں: (10)

i) ریاض الصالحین کے مصنف کا نام ہے:

(الف) امام نوویؒ (ب) امام ابوداؤدؒ (ج) امام نسائیؒ (د) امام مسلمؒ

ii) حج فرض ہوا:

(الف) 7ھ (ب) 8ھ (ج) 9ھ (د) 10ھ

iii) روزہ فرض ہوا:

(الف) یکم ہجری (ب) 2 ہجری (ج) 3 ہجری (د) 8 ہجری

iv) ذکرِ جلی سے مراد ہے؟

(الف) بلند آواز سے ذکر کرنا (ب) آہستہ آواز سے ذکر کرنا (ج) دل میں ذکر کرنا (د) منہ سے ذکر کرنا

v) نبی کریم ﷺ کا پسندیدہ عمل ہے:

(الف) زکوٰۃ ادا کرنا (ب) وقت پر نماز پڑھنا (ج) روزے رکھنا (د) حج کرنا

سوال نمبر2: مختصر جوابات لکھیں: (20)

i) صحاح ستہ سے کیا مراد ہے؟ کتب صحاح ستہ کے نام لکھیں:

ii) حدیث کی رُو سے اللہ کے محبوب ترین کلمات کون سے ہیں؟

iii) حیا کے کتنے شعبے ہیں اور حیا کس کی شاخ ہے؟

iv) حج کی فرضیت کی کیا شرائط ہیں؟

v) متفق علیہ حدیث سے کیا مراد ہے؟

vi) جامع ترمذی کے مؤلف کا نام بتائیں۔

vii) تسبیح و تکبیر سے کیا مراد ہے؟

viii) نبی کریم ﷺ کو کون سی پانچ چیزیں عطا کی گئیں جو کسی اور پیغمبر کو نہیں عطا ہوئیں؟

ix) ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں کیا فرق ہے؟

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

x) جوامع الکلم سے کیا مراد ہے؟

xi) حدیث کی رُو سے مسکین کون ہے؟

حصہ انشائیہ (30)

سوال نمبر:3 تجیت حدیث پر جامع مضمون لکھیں۔ **یا**

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا موازنہ کریں۔

سوال نمبر:4 صحیح مسلم کی روشنی میں کتاب الزکوۃ کا خلاصہ تحریر کریں۔ **یا**

ریاض الصالحین کی کتاب الذکر کے باب فضل الذکر والحث علیہ کا خلاصہ لکھیں۔

سوال نمبر:5 حدیث کا ترجمہ وتشریح کریں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْإِيْمَانُ لَهُ بِضْعٌ وَّسِتُّوْنَ شُعْبَةً وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْإِيْمَانِ

یا

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّ عِشْرِيْنَ دَرَجَةً

****

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

ILMI KITAB KHANA
Kabir Street, Urdu Bazar, Lahore. Ph: 042-37353510, 37248129
www.ilmikitabkhana.com, www.facebook.com/ilmikitabkhana

BRANCH
ILMI KITAB KHANA
SHEHR-E-KITAB
F-7 Markaz, Jinnah Super Near Shell Petrol Pump,
National Library, Islamabad. Ph: 051-2656050